

اسلام کی تصویبات

اور

صوفیائے سیرت

دوسری ٹھہری پیرتی میں علی و آوی فی خدمت

ڈاکٹر عبد الرشید



تصویبات و فائزین

انضاح پلازہ، جی۔ ۹۔ مرکز، اسلام آباد

انتساب

یہ تحقیق طبعی و ملیک عزیز کے اس طرح طبعی ہستی کے منسوب
کی کہ ساری ساری حاصل کرتا ہو اور، جس سے اپنے آپ کے
صفتی زندگی کے ابتدا کے، اس سے پہلے بخشیے اور اس کے
مزنیوں کے چیمپ پرانے کے روشنی کے کردہ چیمپاں کو دے
دے پائے۔

دہی ہستی ہے اسے دھڑلے کے ہر گونے میں شہید علم
لہذا کے کہنے میں جو محمل ہے — اور وہ ہستی ہے ا
جس سے کم فرما اور ملیک شاعر خوشحال خانہ خٹک کے اور بزرگے مولیٰ
جملات خانہ خٹک کے (فقیر بابا ہستی) کے خاندان کے کہ ایک
ملیٰ جواڑ — سینیر ظالم فاروقی — قابل صد احترام۔

عبدالرشید

جملہ حقوق محفوظ

کتاب	-	مونیات سرور ادیبوں کی بری میں
مصنف	-	ڈاکٹر عبدالرشید
تقدیر	-	ایک ہزار
من اشاعت	-	فروری ۱۹۹۵ء
ناشر	-	تعارف فاؤنڈیشن، اسلام آباد
طابع	-	انجمن عزیز پرشاد، اسلام آباد
قیمت	-	۵۵ روپے

يَا أَيُّهَا فَضِيلُ الدِّينِ وَيَا نَبِيَّ مَدِينَةِ الْيَمِينِ (ص)

یہ اللہ کا افضل ہے جسے چاہے نوازے۔

○ میرے والد محترم حاجی محمد لڑنس نے گزشتہ برس حج کے موقع پر رب العزت کے حضور درودِ رفاستیں پیش کیں اور دونوں ظہور ہوئیں۔
○ میرے کرم فرما محمد ابراہیم خان خلیل اونیاء اللہ سے اس قدر عقیدت رکھتے ہیں کہ انہی آخری آلامِ گاہ کا انتخاب بھی عظیم صوفی بزرگ حضرت یحییٰ المعروف حضرت، ہی بابا کے دامن میں دریا ئے سندھ کے کنارے ایک کے مفاسد پر کیا۔

○ میری پیاری باجی شہزادی شمع کیمر، اس دور کی اربابِ بھری، بھائی کی دھائی بچے اس مقام تک لے آئیں جن کامیابیوں نے کبھی تصور بھی نہ کیا تھا۔
○ میرے سرپرست، الحان محمد ضیف ملیب، جو پاکستان کی اہم سیاسی شخصیت اور وفاقی وزیر ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی خصوصیت کی حامل شخصیت ہیں کہ آقائے تمام جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ان کے شب و روز کا لازمی جزو ہے۔

رجحۃ الاعمال میں پرے حساب درود و سلام کے ساتھ میں نے بالکل رعیت کے حضور باریز ہوئے کہ جس نے میرا تعلق ان پر افضل سے قائم کر دیا۔
خاکِ پائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالرشید

ملاحظہ

نقشہ اولے

باب اول عشاقِ تصوف

- ۱۔ تصوف کا مفہوم
- ۲۔ تصوف میں دینی ہے
- ۳۔ قرآن اور تصوف
- ۴۔ حدیث اور تصوف
- ۵۔ ماہر تصوف اور صوفیائے کرام
- (پہلی صدی ہجری پندرہویں صدی ہجری)
- ۶۔ صوفی (مختلف صوفیائے کرام) کے لئے درستی باقہ

باب دوم ادوارِ تصوف

- ۱۔ (الف) اجمالی خاکہ
- ۲۔ (ب) پہلا دور
- ۳۔ (ج) دوسرا دور
- ۴۔ (د) تیسرا دور
- ۵۔ (ه) چوتھا دور
- ۶۔ (و) پانچواں دور
- ۷۔ تاریخ تصوف و تصوف
- ۸۔ تحقیقی جائزہ

باب چہارم پیر بابا کے خلفاء

- ۱۵۲ (الف) حضرت اخوند درویزیہ
۱۵۶ (ب) تعلیم و تربیت
۱۵۹ (ج) پیر بابا سے ملاقات
۱۶۱ (د) اخوند درویزیہ اور تحریک ریشیہ
علوم اسلامیہ کی اشاعت اور حضرت اخوند درویزیہ

- ۱۷۱ ۱۔ بخشنی اسلام
۱۷۱ ۲۔ رسالہ تحریرات
۱۷۲ ۳۔ کتاب الشفاء
۱۷۲ ۴۔ قصیدہ ہرودہ شریفیہ
۱۷۲ ۵۔ خلاصہ کیرانی
۱۷۲ ۶۔ ارشاد نظامین
۱۷۲ ۷۔ ارشاد الموعظین
۱۷۲ ۸۔ تذکرۃ الابرار والاشرار
۱۷۲ ۹۔ شرح اسما الحسنی
۱۷۲ (۱۰)۔ وفات اخوند درویزیہ
۱۷۵ (۱۱)۔ اولاد پیر بابا
- ۱۸۱ ۱۔ شیخ عبدالقدوس لنگری
۱۸۳ (الف) تعارف
۱۸۳ (ب) حضرت کامسک اور شرق عبارت
۱۸۷ (ج) حضرت کے خلفاء

باب پنجم

پیر بابا کے معاصر صوفیہ

- ۹۳ علم تصوف کی ضرورت و درجہ حضرت میں
۹۴ (الف) تصوف حقیقی کی ضرورت ہے
۹۷ (ب) ثبوت بیعت
۹۸ (ج) بیعت
۹۹ (د) نسبت
۱۰۰ (۱) بطلان شایخ
۱۰۷ تعارف
۱۰۹ پیر بابا اور سلسلہ چشتیہ
۱۱۵ پیر بابا کا نسبی سلسلہ
۱۱۵ تعلیم و تربیت
۱۱۵ سلاطین مقلد سے تعلق
۱۱۸ فیض باطنی اور شیراز
۱۲۰ اخلاقی واقعات اور درجہ مسامی
- ۱۲۰ (الف) اخلاق
۱۲۲ (ب) افکار
۱۲۲ (ج) دینی مسامی (تعلیمی، تبلیغی اور اصلاحی)
۱۲۲ (د) وفات
۱۲۲ (۱) باتیات

باب ششم

حضرت سید علی اتریدی کی المعروف پیر بابا

۲۷۰	۳۔ صراط المستقیم
۲۷۱	۴۔ فخر الملائین
۲۷۱	۵۔ حالنامہ
۲۷۲	آلاءِ نبیؐ بانیؑ پرستہ
۲۷۵	۱۴م ضلعہ واطلار
۲۷۷	روشنیہ تحریر کی مخالفت اور اس کا سبب
۲۸۱	موازنہ
۲۸۷	روشنیہ تحریر پر مورخین و محققین کی آراء
۲۸۳	۱۔ محمد قاسم فرشتہ
۲۸۳	۲۔ عبد اللہ بدیع الزمان
۲۸۳	۳۔ ادریس کیر
۲۸۳	۴۔ شیخ فرید کبری
۲۸۵	۵۔ شاہ فواز خان
۲۸۶	۶۔ سید فاروق بخاری
۲۸۷	۷۔ محمد الشکور مولانا
۲۹۵	بابتہم
۲۹۵	ایک جائزہ
۲۹۹	۱۔ بانیؑ پرستہ الزوائد کا جواب
۲۹۷	۲۔ کیا پیر بابا کی مخالفت ذاتی تھی
۳۱۱	انصافیت
۳۱۹	کتبیات
۳۵۹	

۱۹۱	(د) انصافیت
۱۹۲	(۵) وفات
۱۹۹	۳۔ شیخ جمال الدین تھانی
۲۰۰	۳۔ شیخ مسلم چشتی
۲۰۳	۴۔ مسرت بابا
۲۱۲	۵۔ بہادر بابا
۲۲۵	۶۔ حضرت اخوان پیر
۲۲۹	(الف) نسبی سلسلہ
۲۵۰	(ب) مہاجر گروہ اور روشنیہ تحریر کی
۱۶۲	(ج) ملائیائی وسعت
۲۶۵	بانیؑ پرستہ کی افکار
۲۵۶	۱۔ علم و معرفت کی اہمیت
۲۵۶	۲۔ حصول علم و معرفت
۲۵۷	۳۔ مجاہدیت
۲۵۸	۴۔ حیاتِ لبریات اور حیاتِ دوزخ کا تقور
۲۵۸	۵۔ انسان کا دل
۲۶۲	بانیؑ پرستہ کی سیاسی مساعی
۲۶۶	وفات بانیؑ پرستہ
۲۶۷	روشنیہ تحریر کی کے اثرات
۲۶۷	انصافیت بانیؑ پرستہ
۲۶۹	۱۔ خیر الیہان
۲۶۹	۲۔ مقصود المؤمنین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نفسِ اول

اول ذات باری تعالیٰ ہے جو سب بہاؤوں کا پائلیسار ہے۔ وہی ہم پرست اور بہت لیے ہوئے ہے اور وہی ذات تجلیات کا منبع ہے جسب اس نے اول کامل ترین مذہب کے اصولوں کو اپنے بندوں تک پہنچانے کا ارادہ کیا تو ابتدا کی۔

اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ
الَّذِي خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ
عَلِمَ الْاِنْسَانَ مَا لَا يَعْلَمُ

یہ وحی الہی کے اولین الفاظ ہیں گویا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اللہ تبارک و تعالیٰ کا پہلا پیام اول ہے اور اسی پیغام کو پوری دنیا تک پہنچانے کی ذمہ داری امت مسلمہ پر ہے گویا فطرت کے مقصد کی تکمیل کی ذمہ داری اس امر پر تھہر کے حصہ میں آئی اور اسی سلسلے میں شکر پاکستان حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا۔

فطرت کے مقصد کی کرتا ہے گہمیان

یا ہندو صحرائی یا سرور کو ہستانی (۱)

ہندو عاجز را تم الحرف مسی عبد الرشید شیعہ علوم اسلامی کی لڑائی لڑی ہوئی

جنہوں نے پرمیغیر پاک و ہند میں مدد حاصل کی تھی ان کا نام یہی۔ مالا کنڈ کے سرنگار
پہاڑوں میں چان کا خاندان رہا، سوات کے مردم خیز علاقوں میں اپنی اجتماعی
قوتوں، سرورش و اور ذوال مساعلی کو اعلیٰ کھڑے کھڑے اپنی صورت کیا اور
اس طرح جہاں تک ان کی سرکاری حکومتوں سے بدل دیا۔

یوں تو مشترکہ بھی ہو گیا وہ انقباض سے متاثر کیا لیکن جن عظیم صوبہ شاپر
نے اپنی تعلیمات سے میرے دل و دماغ کے تمام شعبے اجاگر کئے اور جن کے
پاک حالات و واقعات نے میری جان و روح کو ہمیشہ روشنی کیا وہ ہندو
کے چند عظیم صوبہ شاپر تھے۔ چنانچہ میری یہ ادنیٰ کوششیں انہیں میں کے
کو اکت و حالات سے متعلق ہے۔

صوبہ سرحد کی زیادہ تر آبادی کا حصہ پنجتوں پر مشتمل ہے اور پنجتوں
کو کم یہ خصوصیت حاصل ہے کہ تواریت کے باروں عناصر اس میں پائے
جاتے ہیں۔

تواریت کے عناصر چار ہیں۔ زبان، مذہب، نسل اور وطن۔
پنجتوں کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ان میں یہ چاروں عناصر
یکساں پائے جاتے ہیں۔ ان کی زبان بھی ایک ہے یعنی پشتو
علاقہ بھی ایک ہے افغانستان و صوبہ سرحد، مذہب بھی ایک ہے
اسلام اور نسل بھی ایک ہے وہ (۳)

اس حقیقت سے مراد یہ کہ پنجتوں کا ایک مرکزیتیں کا ایک خوار اور رقبہ ایک
تاکہ ایک اثر رسوخ ہو گیا ہو کہ میرٹھ ۱۹۱۱ء کی سرحد شکاری کے مطابق (۱)
پنجتوں خواہ افغانستان میں جوں یا پاکستان میں، سب کا مذہب ایک

جناہ جہاں پاکستان کے ان تانوں کی تاریخ کا ایک دورق ہے جنہوں نے
قیام پاکستان کے بعد اپنا سب کچھ قربان کر کے اس ملک کی خداداد و باغی
جہت کی اور اس دورق کے جس کو نے میں لکھا سرچھپانے کو بڑی اسی اپنی
جنت بنایا۔ قیام پاکستان کے وقت میرے والدین کا قصد انہیں بنی سے
ایک ایسے ہنر دار خطہ میں لے آیا جو پاکستان کے لازماً اثر و تفسیر سے
موسم ہے اور صوبہ سرحد کا ایک ضلع ہے۔ شامراہ ہنر کے کتا و پر واقع
یہ خوبصورت شہر وادی کا فائن اور شہر کا سنگم ہے۔ میری ابتدائی تعلیم و تربیت
اسی شہر، بادشاہ اور طرہ میں ہوئی جہاں جب بڑی بچوں کو ڈیڑھ سال کی عمر میں
سے ایمان لایا جاتا ہے۔ جہاں سیدہ الامراء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے دل و جان سے محبت کی جاتی ہے اور جہاں کھلے دل سے احیاء
اور اہل باطن سے کامل محبت و عقیدت رہی ہے ان میں وہ ہستیوں بھی ہیں

جو بھی ایک عجیب اتفاقی ہے کہ جب میرے آباء و اجداد بچوں کو دھرم کے
نمازیں، افغانستان سے جہت کرتے ہوئے مدد حاصل کی تھے۔ ایک خاندان ہنر
جہت کر گیا اور مختلف علاقوں میں رہتے رہتے آخر کار ہنر میں سکونت پزیر ہو گیا اور ہنر
خاندان دہلی میں رہا۔ یہ کچھ ضرور سمجھنے کے بعد خاندان جہت کر گیا اور پانچ سو سال بعد
پھر جب یہ خاندان آسمان و ایک ایسا خاندان کے لوگ، کھٹے جھٹے تو میری ابتدائی تعلیم و
تربیت کا اہم جزو رہا۔ میں خاندان نے کیا کیا ایک محبت افزا نظام اور پھر عقلمندی
لوگوں کے دیہات تربیت جہاں نے اور اندر کا گرم ہے کہ اس کی تربیت نے میرے دل و
دماغ میں صرف ایک ہی مقصد کے حصول کی گئی پھر ان کے اور وہ یہ کہ۔
درد و دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو درد و محبت کے لیے کچھ کر سکتے ہیں

زہد رحمان و محمود و درگند ایم کہ خدا نے ذکر و شے و عبادت^{۱۲}
 تنہی ہمہ رحمان و محمود صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دیکھا فقیر ہے اور خدا کی
 آست نے سے عبادت کرے۔

یہی وجہ ہے کہ اہل سرحد ان کے منظم کلام کو ایسی غیر معمولی اہمیت
 دیتے ہیں کہ بقول میر عبد الصمد خان ”اگر نمازیں قرآن کے علاوہ دوسرے
 کلام کے پڑھنے کی اجازت ہوتی تو میں رحمان یا با منظم کلام نماز پڑھتا^{۱۳}
 رحمان یا با۔ کے کلام کی ہر وجہ ترویج کا یہ حال ہے کہ بظاہر مولانا عبد القادر
 ”اچھے اچھے بزرگوں نے ان کے اشعار سے نالی نکالے ہیں، اندر میں کے عالموں
 اور دُرُودوں نے رحمان یا با کے کلام کے لئے بہت جمع کیے ہیں اور حضرت
 محمد آپ کے کلام کو پڑھتی ہیں اور برکت سمجھتی ہیں۔“^(۱۴)

رحمان یا با کے ہر شعر میں عمل پرا جھانگیا ہے اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ
 مولانا اقبال رحمان یا با کے کلام سے متاثر تھے اور برہنہ ہدایت ہدایاں نے
 پیش کی ہیں وہ آج سے چار سو برس قبل رحمان یا با پڑھنے کر چکے تھے لیکن دنیا ان
 آستانہ زہد کی مثلاً جس طرح علامہ اقبال نے کہا۔

”عمل سے زندگی بنتی ہے بہت بھی جہم بھی“

گویا یہی بات رحمان یا با کے اس شعر میں نہیں
 رحمان یا با کوئی شعر کا زہد عاشق پر گفتا رہی پر کہا دشتی

اور خدا رحمان یا با کی نصیحت کا انداز تو دیکھیں۔

چہ پہل نہ نصیحت کوئے نہ ان دفعہ نور شو کہ دوسے خدا عبد الرحمن^(۱۵) سے

تو چہ وہ۔ اسے عبد الرحمن تم و دوسروں کو تو نصیحت کر رہے ہو اور

اپنے آپ کا خیال نہیں جہاں تک رحمان یا با کی اپنی زندگی تھی تو اس کو بھی سے

اس لیے اس قوم کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے میری یہ اہم موضوع
 ہے کہ میں ان کی تعلیمات اور خدمات سے دنیا کو روشناس کر اؤں۔ ایک ایک
 عام مومنین کی نظروں سے یہ شخصیتیں اوجھل رہیں اور اگر کچھ مومنین نے قسم
 اٹھایا بھی تو اس ملائے سے دور رہتے ہوئے اور پشیمانوں سے عدم
 واقفیت کی بنا پر ان حضرات سے انصاف نہ کر سکے۔

جہاں تک صوفیائے سرحد کا تعلق ہے تو صوفیہ سرحد کی سرزمین نے اہل
 سہیفہ کے ساتھ ساتھ انسانی رہنمائی کے لیے بڑے بڑے اہل علم و باطن
 بھی پیدا کیے ہیں چنانچہ ایک طرف رحمان یا با ہیں جو ایک ”مسست ملک اور
 قلندر“^(۱۶) صوفی شاعر ہیں۔ ان کی صوفیانہ شاعری تو صوفیہ سرحد کی عظمت کی
 سے پر ہے۔ مثال کے طور پر تو صوفیہ پارسی کے متعلق رحمان یا با فرماتے ہیں۔

شریک نہ لری پانچے بادشاہی کنیں ہے شکر کبریا در سے رب عالم^(۱۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے شریک سے مبرا ہے اور وہ خود
 ان کا تکیا نہ لگا ہے۔ اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدہ
 کا اظہار وہ اپنے ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

ہی ہے الٰہی سب بہتہ اسلام میں نہ سکے یہاں اور زبان بھی ایک ہے لیکن لہجہ تو۔

۱۲۲ جہاں تک مسلمان تعلق ہے تو وہ کھیا ایک ہی ہے لیکن تمام پنجوں میں عبد رشید

ن زاد ہیں جن کو خدمت خاصہ و شرف ہے یعنی حضرت سادہ بی بی بھی اس سے شان مہر

سودھی صوفی ہیں کہ شیخوں نے اپنے آپ کو خاندان یا خاندان میں دیکھا لیکن وہ بتا رہے ہیں اور شے

فرت کہتا ہے کہ سرکار د سے حاضر دنیا والا دہو۔

دقائق، حال، تاریخ، واقعات

دشمنوں کو بابوں کیے رکھا لیکن کیا اس بات کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے کہ فیروز نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسی وجہ سے شہید کیا کہ وہ اپنے حق میں آپ سے فیسودہ کر دیا۔ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور مدت اسلامیت کا اکتشاف یہودی سازش کا نتیجہ نہیں تھا چونکہ جنگ جمل، جنگ صفین اور حضرت علی کی شہادت بخلاف مسلمانوں کی باہمی مصفا آراء کی تھی اور اس کا ہر فرد ہمارے سب غیر القرونی تھا لیکن وہ لوگ کون تھے جنہوں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے فکروں پر شخصوں کا مادہ اور باہمی مصفا مندی سے مستعدی کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔ وہ لوگ کون تھے جنہوں نے تاریخی حقائق کو ہوا دی۔ ماسوا کو یہاں تک کہنے والے اور حضرت عمر بن عبد العزیز کو شہید کر کے اچھائے غلافت ماضیہ کے اسکاٹن کو نیست و نابود کرنے والے بخلاف مسلمان نظر آتے ہیں لیکن کیا یہ معلوم کرنا ضروری نہیں کہ دشمنانہ مشہد، غلط فہمیوں پیدا کر کے جھوٹی کریمائی سے رٹانے والے کوئی نئے ابو مسلم خراسانی کی تحریک ہمہ فکر مرکز کا قیام ان سب کی حیثیت مثال کے پیچھے ایسے غائب و مضامین کی ضرورت ہے جن سے دست کی تباہی اور اسلام کو مسخ کرنے کی سازشوں کو چھانے والوں کی نقاب کشائی ہو سکے۔

جیسا کہ دور میں یہودی علماء، حکماء اور ادباء نے گھیدی مہبودوں پر غلام کرنا چاہا تھا نبییت و تراجم کے ذریعے مسلمانوں کی ایمانی اور دھرمی قوتوں پر عقیدات کی تخریبیں لگائیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور امامت سے دوسرے اہل حق کو مسلمان حکمرانوں سے سخت سزاؤں دوانے کے محکمان

ہوئے تھے حضرت عمر بن عبد العزیز کی وفات بخلاف طبعی طور سے ہونا لیکن اکثر حقیقتیں اس پر اتفاق ہے کہ انہیں حکومت کے تحت ہر شے کو شہید کیا گیا۔

کیا خدمات رہی ہیں، تاہم اردن سے ان کے تعلقات کیسے سب سے پہلے آیا ہوں گے سرور رشی کی مایہ ناز پیدائش، تعلقات کو عوام میں اپنے حسن عمل و فکر سے پھیلایا گیا، سب سے گراں گزشتہ بھی ان کے فخر نسب کا سکھ لوگوں کے دلوں پر ہے۔ ان اصناف میں وہ بھی ہیں جنہوں نے قوموں سے باہر آکر لوگوں میں تبلیغ و تہذیبی مصلی اللہ علیہ وسلم کی۔ وہ بھی ہیں جنہوں نے تعلیمات اسلامیہ کو رشتہ اشعار کا جامہ پہنا دیا۔ وہ بھی ہیں جنہوں نے بادشاہوں اور امراء کی ہر عقیدگی کا اپنی زبان میں کرکڑا کر اسے مستطاب کیا اور شاہی قریح کے چمکے چمکا دیئے۔ ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے ہر عسکری، عقیدگی اور درجہ کی ظہور سے قہمی و سبکی جنگ کی خوراہ حریف مستعوض کی رادہ میں بھی کی زبان آجوز۔ ان اقلیاء کے خلفائے میں اپنے عبادوں کو نقطہ شروع پر پہنچا دیا۔ اپنے شہداء کے لیے مرثیے ان کی تعلیمات کو گوشہ گوشہ پر کرکڑا دیا۔ ایک پہنچا دیا اور اس طرح سب کے چہرے لوں کی بہادر کی کو گوشہ جہاز کے علم پر سے بدل دیا۔ اہل بیت اسی دور میں ائمہ مدنی اور چرونی ساز شہزادان اسلامی کاوشوں کو نقصان پہنچانے میں ہمیشہ مرکز میں رہی ہیں جیسے کہ ہر ایک، قسوس یا حقیقت ہے کہ غیر اسلامی قوتیں اسلام کو نقصان پہنچانے میں ہمیشہ سے متحرک رہی ہیں لیکن اسی سے بڑھ کر افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دور اقتدار میں بھی یہ کوششیں نہیں کی کہ غیر اسلامی قوتوں کی مکمل کچ کچ کر کے بائیں اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمانوں کو متحارب کے عروج کے زمانہ میں بھی دشمنوں نے بے بسی و رستی میں اسلامی اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرکے ان کی جڑوں کو کشتی میں۔ خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو کفران کے مقابلہ میں عبد اللہ بن ابی منافق سے زیادہ حقانیت پرانہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے وفادار قی۔۔۔۔۔ کی حیثیت نے اسلام

مقابلہ کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے عظیم جرنیل حضرت خلد بن ولیدؓ پختون تھے اور انہوں نے اسلام لانے کے بعد اپنے پختون بھائیوں کو اس کی دعوت دی اور خود ایک پختون جو کہ کورسالت قیاب صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت قدرت میں پیش کیا اور حضور نے اس حضور سے محبت کی بنا پر ان کی جو صلہ افترا کی شہادت اور ان کو خطابات سے نوازا۔

”خالد نے اس حاجت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ان کی طرف مٹا بیت کا سو کہ یہ نصیب نہیں کی طرف اپنی خاص توجہ مبذول فرمائی۔ ان کا نام عہدہ برسر پیش کردیا اور امیر کا لقب عطا فرمایا۔“ (۱۲)

اور پھر پانچویں صدی ہجری میں محمد غزنوی نے پاکستان کے پختونوں کو اسلام کی نصرت سے بہکت کر یہ۔

”سلطان محمد غزنوی سوات کے راستے رمضان ۵۸۴ھ میں پٹان پانچ اوائل سوات سے پہلے سرترہ محمد غزنوی کے ذریعہ اسلام کی مدد کو پانچ (۱۳)

چوتھوں کے تمام کئی کا ٹھکانہ قس جہاں شہید سے چلتا ہے
۵۔ لا قین عہدہ برسر کشید کی اولاد پٹان اسماعیل سے کہتا ہے کہ ان لوگوں کو سب سے پہلے سلطان محمد غزنوی نے پٹان و جہاں کا پیشانی بان، کے منصب سے دوسرا کہ کیرتو لوگ اپنی جادوئی اور سرخ روشی کے باعث اس کی فوج کا ہون تھے یہی لفظ پٹان احمد زادہ نامہ سے ملے قاضی قاضی نے خود ہی غلطو سے یہ ہے تہہ علی ہو کہ پٹان بن گیا
روحیات مانتہ حضرت قاضی ۵-۶-۶)

تھے باکی حسن بن عباس کے قدامت با صلا حیات مسلمانوں سے مستحب نہ کیے جاتے تھے جو خوشی سے نہ نہ مفکرین، مدبرین اور مصلحین کو شہید کرتے تھے۔ اور اس میں مصری، ایرانی، بربر اور غلام نہ کسی میں تفریق کے طور پر پیدا ہوئی۔

ان سب سونوں کا حرف ایک جواب ہے اور وہ یہ کہ مسلمان دشمنوں کا کائنات کروا سکتا اور نامور اور فطرت پرانی منافذ کی خاطر اپنے ہی گھروں کو آگ لگاتے ہیں، اس طرح خلافت عثمانی کی تباہی اور چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کی تشکیل میں یہودیوں اور عیسائیوں کے کیا زور نہیں لگاؤ۔ یہی صورت حال برصغیر میں بھی ہے جہاں کہہ سکتا ہوں احمد پان کی مائشیں، چور تھوری راج اور شاہاب الدین کے جنگ تمام واقعات کی کڑیوں بہت دور تک چاکر ملتی ہیں۔

بالکل اسی بات جہاں وہ سنیوں کو روکنے کے لیے صرف عداوت اور صوفیائے کرام کی سبب نہ کر کے خصوصاً برصغیر میں سلطان محمد غزنوی اور سلطان شاہاب الدین غوری کی فتوحات میں حضرت ابوالحسن بخاری اور غلام حسین الدین چشتی کا رونا فہاں کا فرما ہے۔ اگر ایک طرف یہ فرمایا کہ شکر، شکر و تقابم الدین ادبی، غلامہ تقیپ الدین، جمہور کا کی، شیخ بہاؤ الدین، زکریا قاضی، شہاب علی قصدر اور اسحاق حضرت احمد رضا خان صاحب اس برصغیر کے سیدانی علما قوں میں اشیاعت دین میں لگے سب تو دوسری طرف حضرت جہاں بابا، بن جہاں نصیری، اخوان پٹان مسکت بابا، بابا و دہا بابا، جہاں خان شکر، رفیقہ زبانی چشتی، بابا جی صاحب کیان شہزاد محمد صوبہ موہڑہ شریف، پیر علی شاہ صاحب گورنہ شریف اور ان جیسے صوفیائے کرام نے۔۔۔۔۔۔ اس خطے کے دور دراز علاقوں میں مشکاف پہاڑوں، درہنہ زاروں، دیوڑوں میں اسلام کے خلاف داعیوں اور داعیوں نے غزوات کے ساتھ ساتھ بیرونی تسلط کو خود اور اپنی جماعتوں کے ساتھ ساتھ

وزیر اعلیٰ ڈاکٹر نانا صاحب سے اپنی ایک گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”میں نے ایک بار اپنے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر نانا صاحب سے دریافت کیا کہ برصغیر کی تاریخ میں ان کا ہیرو کون ہے۔ میرا خیال تھا کہ ڈاکٹر صاحب اکبر کا نام لیں گے کیونکہ اکبر کی طرح وہ بھی فرقہ پرستی سے بے دخل تھے لیکن انہوں نے شیشہ دکا کا نام لیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ بھگت سنگھ کی طرح اس کے بغیر مصالحت کی تہ تک پہنچنا تھا اور جب بھگت سنگھ کی ضرورت ہوتی تھی تو خود موقع پر جانا تھا“ (۱۵)

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح صوبہ سرحد کے پٹانوں کی ملائی اور خصوصیت سے وادی سوات و پٹی سمائی کے مرکز تھے۔ اسی طرح یہ علاقے حکمرانوں کی آماجگاہ بھی رہے اور حکمران ان علاقے کے سرکردہ لوگوں سے تعلقات استوار کر کے ان سے قریبی رشتہ قائم کرنے کی کوشش کرتے اس کی واضح مثال خود یہ ہے کہ مختلف اقدام میں مشا ایک طرف وہ دلچسپ نہیں کے ہاں رشتہ کرتا ہے۔ خود دوسری طرف بھگت سنگھ کی باندھی کی پادائی حکومت میں ان کو اہم کرداروں پر فائز کرتا ہے۔*

* ذہن نے شیوہ کی طرح ۱۹۱۵ء کو یوسف زئی بادشاہ کو ہندو سرحدوں کی پٹی سے نہیں سے کرپور میں بھگت سنگھ سے مصروف رہتے استوار ہو جانے کا بیان کیا۔ (۱۶)

"The appointed Afghan Khan, Lord and Biltamar Khan, Lathi Governor of the Punjab and Sindh respectively. He even helped the former to attempt to obtain the throne of Delhi. It was only when a British Khan had proved his utter incompetence as an administrator and general that the British decided to fight for the throne of Delhi."

جی نہیں کیا تو کوئی نے نظریہ چاہدہ لیا بلکہ اسی برصغیر پر مسلط حکومت کی۔

"شہنشاہ ابدین محمد غوری نے پشاور اور اس کے صوبہ علاقوں پر ۱۵۵۰ء میں قبضہ کیا اور ۱۵۸۲ء میں حسین خرمسیر نامی بھگت سنگھ کو ملک اعلیٰ مستر کر کے ۱۵۹۹ء میں دہلی پر قابض کیا اس وقت یہ حکومت کو پنجاب میں مرکزی حیثیت حاصل تھی" (۱۷)

تذکرہ کی یہ حکومت ۱۶۳۲ء کو اس وقت ختم ہوئی جب یہ ظہیر الدین بابر نے ابراہیم لودھی کو پٹانی پت کے صوبہ ان میں شکست دے کر ہندوستان میں مظہیر سہلستان بنیاد ڈالی جس کے بعد شیر شاہ کے علاوہ کوئی قتل قدر ہو کر نہ ہو سکا۔ کیونکہ بھگت سنگھ کی غارتگری کے بعد جس شخصیت کے قتل پر وہ شیر شاہ دوسری بینا ہو کر دہلی فتح کر کے شہنشاہ بن گئے اور اس سے مشہور تھا اور جس کا صحن نام نہاد غارت تھا۔ ایک دیگر پرموثر اثر کیرد کے بنان کے مطابق حضرت ذوالفقار علی خان صاحب نے بھگت سنگھ ایک شیر یا چیتے کا منہ بول کیا اور اسی بنا پر شیر خان مشہور ہو گیا۔ بھگت سنگھ کے دلوں میں شیر شاہ کے اصول و قواعد کا بڑا اثر تھا اور وہ بڑے فخر سے اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں سر اولیاف کیرو نے صوبہ سرحد کے

* ۱۵۰۰ء میں بھگت سنگھ کی شکست کے بعد شیر شاہ کی حکومت شہنشاہ برصغیر کے بہت

بڑے حصے پر قائم ہو گئی تھی شیر شاہ نے اسے تمام صوبوں میں تقسیم کیا۔ شیر شاہ نے دہلی کے تمام شہروں میں صدقات کی شکل میں دیکھو صاف دیکھ آبدار وقت، ذوالفقار نظام اور غریب، صاف

ایسے کرتا ہے جی جی کچھ بھی اسی شیخ نظام و دشاہ کی یاد دلاتے ہیں۔

کر تحقیق کا کام، ایسے ہی مقدم پر قیام کرتا ہے اور ہوتا جا پہنچے ورنہ مؤثر نہیں اور
”نہ کہ وہ نگاہوں کا کام تو بچ آسان ہے کہ سبب و علت مشابہت کے حالات سے نتیجہ کر دیں اور
عوام کے سامنے پیش کر دیں۔ اسی کا، نذرہ اس سے کیجئے کہ جب صرف نو
اخوند و دوزخہ نے اپنی کتیب مخزن اور تہذیبیہ میں باہر پر کیلے دیئے احمد اور
زہد بیچ کہا ہے لیکن دوسری طرف اخوند و دوزخہ اس کے بھی معترف ہیں کہ باہر پر
بڑے قاضی، بوشیہ و دانا اور زہد درست منظر کے اندر ہی وقت نہیں
اگر تاریخ انسانیت پر یقین نگاہ کی جائے تو جہاں جہاں تاریخ اور سب وہاں تقدیریں
اور نئے کام کہہ رہے۔

یہی حال باہر پر انصاری اور سرسید علی ترمذی کا ہے حال نہ کہ وہ دوسرے
بستیوں نے پختون قوم کی اصلاح کے لیے کام کیا صرف ماہرین ہر طبقہ
میرا یہ مقالہ اساتذہ اب پر مشتمل ہے۔ مقدمہ اور اختتام پر کسی
عنوان پر۔ پہلے دو ابواب تصوف سے متعلق ہیں تا کہ مصنفہ حضرات پر کسی
کمرے سے قبل تصوف کا نہیں منظر اسی کی تاریخ اور مصنفہ کے مصلحت اندیشی
کی حیثیت علیہ سے لے کر آج تک کے سطر کا حال نگاہوں کے سامنے رہے
جو شکر کے ان ٹیکہ بندوں نے ملے کیا۔

تیسرا باب پیر بابا کے حالات و افکار پر مبنی و اساس ہے کہ کن حالات میں
اور کس طرح انہوں نے صوبہ سرحد کے دشوار گزار علاقوں کو تبلیغ دین کا مرکز بنایا۔
چوتھ باب پیر بابا کے خلفاء اور اولاد پر ہے۔ جس میں، یادہ اہمیت
ان کے خلیفہ حضرت اخوند و دوزخہ کی ہے کہ پندرہ سال کی تحریک سے گزرنے
ورہیز کر انگلش کر دیا جائے تو ہمارے پاس کچھ نہیں بچتا۔

پانچواں باب پیر بابا کے معاصر مصنفہ کا ہے جس میں پاک و ہند کے

مضحکوں کا یہ تحقیق صوبہ سرحد سے پانچوں اور ان کے دور میں بھی قائم
رہا لیکن خصوصیت سے

عہد اکبر کے سبب سب کے ظہور اور باہر پر انصاری اور دینی سماجی کام کا دور تھا۔ میرا انشا
ظہور اور سبب علی ترمذی لری، بابا کی طرف سے کیونکہ تاریخ سے دوروں کو جو
بابا ہے اور خور و خوروں میں وہ دوقوں کے پہلے چند باباں جو پیر کی وقت سے
باہر پر انصاری کی کہہ اور ان کا دور آج کی خصوصیت کا زمانہ ہے باہر پر انصاری
کو پیری اہمیت دی جا رہی ہے اور حضرت پیر بابا اور سادہ کے خلفاء پر مغفوں کی
طرف داری کا انعام ملے گا تا ہے۔ یہ اب حالات نامساعدہ ایک محقق مقالہ نگار
کے پہلے یہ ضروری ہو تا ہے کہ وہ نقد ہے، تبلیغ اور تقدیر کے پہلے پوری طرح
غیر بنیاد پر کہہ کر دوقوں کے ماہر، النزع اور کو کہیں نے خواہ ان کو سیاسی
زمانہ نے جو دی ہو، لوگوں کی نفسانیت نے اچھا لا پورا کیا ہو، کی فوجی نے
شہر دی جو کہہ کہہ تہذیب و تمدن اور علمی امور میں بھی بیوقوفوں میں سرحد پر کام کرتے
رہتے جو کہہ تہذیب و تعلیم کے پہلے سرگرمیاں کا بہت ہوئے ہیں میرے لیے بھی یہی
مقام بنیاد ہے نہ کہ کہہ کہہ تہذیب و تمدن اور علمی امور میں بھی بیوقوفوں میں سرحد پر کام کرتے
کی ہے کہ اس نثر میں پیر بابا کے پسے راستہ سے ہٹا دیں، لوگوں کی نگاہوں سے
ادھیں کہہ دیں تا کہ نثر کا اختلاف کے بدلے سے فوری چھن گئے۔ میں لکھتا ہوں

جو سبب و دوقوں و افکار سے متعلق ہے ۱۹۰۹ء میں پیر بابا کی یاد میں ایک مین اتھواری
سینا مار کا نصف ذکر کے باہر پر انصاری کے افکار پر تحقیق کے لیے دیا جس کے
سکالر کو دعوت دی۔

شعبہ تعلیم، ایک برقی ادارہ برقیات کے پھر دہائیوں میں بسکولوں، پاؤں زنجیروں سے چھدی کیے لیکن کوستمن کی کرین مقامات کا ذکر کیا جائے نہیں دیکھتے جو نے مشابہاتی تجربہ بھی کیا ہے۔ ان متعدد دستوروں کے دوران میں نے علماء سے ملانے میں کیا یہ سجادہ نشینوں سے گفتگو میں دور آ رہا تھا کہ اس کا مصداق کرنے پر مجھے متحیر و محیر کے تمام حوالہ دو قانع کر چکی وقت نظری سے سامنے رکھا۔

گزشتہ دور میں کے مسلمانوں کی راہ کی جہاں ہم ناشر بیوروں کے ساتھ ساتھ صرف پاکستان کے بڑے بڑے کی، ہم ناشر بیوروں سے جس طرح اختلاف ہے۔

یہ شعبہ علوم، مسلمانوں کی بیوروں کی میں سورت کے علم کی موجودگی نے میرے عقائد کی تیار کیا تھا اور جو کہ وہاں کیا یہ اور مصروف سرور کے دیگر طلبہ میرے ساتھ چھٹیوں کے زمانے میں دینی سورت کے نہ صرف بہتر ذہن و دل پاکستانیہ آپ دیکھ رہا ہیں۔ انہوں نے کوہ پندرہ جیت گئے اور پرخطر پہاڑ پر سرگرداں رہے۔ ان طلبہ یہ بیوروں کے غیر انسانی و آجکل دینی ایڈوکیٹ ہیں، ہنسہ کے سپرد جوں شاہ امیر سے قریبی ملازمت اور دوست محمد قائم خان ایڈوکیٹ اور کون نامہ سعید، راجا پور و فیصلہ مسلمانیت، مسلمانوں کا کھانا پی خود میں ذکر کے مستحق ہیں۔

یہ پاکستان میں جن سرکاری اداروں کی کتب خانوں سے استفادہ کیا گیا ان میں سے ستر لاکھ بیوروں کے ساتھ، جو قیام کو برسرِ ساری اور پاکستانی ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد پشاور کیسے دیکھتے ہیں، وہ جہاں سید امیر شافعی دوری، ایک قوت پیشہ اور ادنیٰ تمام حسن صاحب راجا اور کھیر کے ذہنی کتب خانے قابل ذکر ہیں۔

یہ ہیں میرے ساتھی

صرف ان صورتوں کا ذکر ہے جن کا کسی طرح صورت حال سے رابطہ رہا یا جن کا بعض معنی محض محکموں سے ملتا ہے جن میں ہندوستان کے شیخ عبد القادر، شمس الدین، شیخ عبد الحمید اور شیخ صلاح الدین، غلام شہری کے ساتھ ساتھ ہمارے سرور کے مستند بہادر بادشاہ اور ان کے عہد میں دین سب پر تشکیک برکتیں ہوں، تین، اجماع، تین پسندیں شامل ہیں۔ چھٹے باب میں پیر پور، نوری اور ان کی کربس کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جبکہ۔

ساتویں باب میں دوسری صدی ہجری کی تاریخ و زمانہ کی تفصیلات کی حیثیت سے متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر صورت میں وہ تحقیق کا موضوع بحث رہا ہے۔ اٹھارہویں باب میں مطالبہ کا خلاصہ ہے جبکہ اس کے آخری اور اسی میرے دلائل کی آواز میں کہ حق ہر طرح ان کا کربس، مسیحیوں کی تلبیہات سے استفادہ کرتے ہوئے مسلمان سے لگا کر اور پاکستان کے اسلامی اور ترقی کے لیے اپنی تمام تر مسیحیتوں کو مستعمل میں لے کر لے دین و دنیا میں کامیابی، جتنے جتنے ہوئے ہیں یہی نہیں کہہ سکتا کہ اس اپنے مقصد میں کہاں کہاں کامیاب ہوا، لیکن جب نے جن نامہ مسلمانوں سے یہاں اپنی ذمہ داری کو لے لیا ہے۔ اس کا اندازہ چوں کیجیے کہ میری ذمہ داریوں میں راجا پور میں تحقیق صورت میں اور وہ بھی سند کا شایع ہوا تھا کہ جسے چاہیے کو چھٹا ہے کہ تیسرے کتب خانے کے انہوں سے متعدد کاموں میں صحت پر تیسرے کیجیے کہ یہ بھی جن بزرگوں کی کرامت حق جس نے مجھے سراج مدیون رہا کہ اس سے عقلم کام در کہاں میری ناقص دانائی بہر کیفیت اس مختلف رنگ تیار ہی کے لیے میں نے متعدد ترمیم صورت میں کام کیا تحریک، دو مشنبرہ و مشنوں کی جنگوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو کرنے کے لیے اپنے طلبہ

آخر میں اس بات کا عذر کرتا ہوں کہ صوفیائے سرحد کی قدیمیت سے دنیہ کو روستائیں کرانے کا جو بیڑہ میں نے اٹھایا ہے سے اپنی زندگی کا مشن چننے والوں کا کارخانہ حضرات کی ناقابلِ تنقید زندگیاں کو مشعلِ ماہِ بنایا جاسکے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے بھی ایسی صورتِ پائے کر مر کی طرح حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ اسی میں دنیا و دنیا کی بھلائی ہے۔ جیسا کہ مفکر پاکستان حضرت علامہ مسدقبال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

میں محمد سے دفعتاً تو نے تو تم تیرے ہیں
یہ بھی نہ تیرے ہے کیا لوحِ دہلیم تیرے ہیں^(۱۵)

ڈاکٹر عبدالمجید

نئی دہلی ۱۴ ستمبر ۱۹۸۱ء کو ایچی بوٹیمہ سٹی

۱۲، ریجیٹ اسٹریٹ ۷۰۴۱۵

تعلیق سے دوسرے حضرات شکر یہ کہ حقیقی طور پر تصور ہیں خصوصاً پرو فیسر فخر علی صاحب صدیقی برائے سب نگر دوست و ساتھیہ لاہور کا کراچی اور پیر پور کی ایم آئی ارشد صاحب (سابق چیئرمین کے پی ٹی ایچ) کا پیر پور بھی ہر موقع پر حاصل رہی۔

مفتا مکی علی مدنی سے قبل، ان تبارک و تعالیٰ نے ان صوفیائے کرام کی ہرگزوں سے مجھے دنا دیکھنے کا موقع ملتا ہے فوراً ہی جس دوران میں اُسے مزید مطالعہ و مشاہدہ کیا اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس مقالہ سے قبل الحمد للہ شریعتی مختلف موضوعات پر چھ تفسیریں مختلف قارئین تک پہنچا دی گئی ہیں

✽ حافظ سعید قائد اور مشہور صحافی سعید علی کی ایک دلدادہ طبیعت کی تکمیل کا سبب بنی نور عابد عابد شکر بجا صاحب صدر ماہنامہ نعت و پیغمبر تو ساری اور میرے درمیان مابین لاہور کا دور و دور طرح ان سبب حضرات کی کارناموں کے طریقوں اس وقت سے کہ آپ کے مطالعہ کی ہے ✽ ✽ ✽ دوسرے سبب یہ کہ میں نے مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں میں سیر کرنا کی طرح سے دردمند تیرے سعید علی کی عمراتی، گوشت، مہر، پیغمبر و دیگرین کا دورہ کیا ان کانفرنسوں، سیمینارز کے سببے مختلف لکھے اور پھر اس کو چھپنے کے بعد بہت دیر سے نشر سے مطالعہ و سادہ رہا ہے، اظہارِ شکر ہے۔

✽ ✽ ✽ اس مقالہ سے پہلے در سال ۱۹۸۰ء کو انگریزی کی کتاب جنت رات، الادب کا درد تو میرا انہ دی، جنتی سو پیر پور کی تھی، صوفیائے مختلف اور ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ طبع کر کے دینی کی نظر سے گزر چکی ہیں اور ان میں سے "اہلِ ہادی" کو "جنتی کل" نہ پانچوں میں میرے حضور لاہور میں رہنے عید و بہارِ علم پر اپنی کتاب کو سننے کے ساتھ ساتھ یہ امر لازم بھی ملا ہے کہ ۱۹۸۶ء میں کوئی دینی ایب لائیو لائیو سیرت کا فرنس کے موقع پر صدر پاکستان نے اسے قومی سیرت ایوارڈ سے نوازا، خداوند اللہ! بڑے صحت پر مشاعرے۔

۱۰- عبد الرحمن مومند ، " دیوان عبد الرحمن " محوله

بالا ، ص ۹۲

۱۱- ایضا ، ص - ۱۲۹

۱۲- افغانی ، جمال الدین ، " الافغان " کابل ،

پشتو خولنه ، ۱۹۵۵ع ، ص - ۲۲

۱۳- فرشته ، پندو شاه محمد قاسم ، " تاریخ فرشته " بمبئی ، جارج جوردین ، ۱۹۲۴ء ، ص - ۱۱۹

۱۴- روشن خان (مرتب) " نیواریخ حافظ رحمت خانی " از پیر معظم شاه ، پشاور ، پشتو اکیڈمی ، ۱۹۷۷ع

ص - ۲۹۱

۱۵- Olaf Caroe, " The Pathan ", New York, Macmillian and Co. Ltd. 1958 A.D., P-168

۱۶- بیروج ایس ایبکھی (مرتب) " تذکرہ بایری " از ظہیر الدین بایر ، لندن : کیمبرل ، ۱۹۰۵ع

ص - ۲۱

۱۷- Muhammad Abdur Rehman, " The History of Afghani in India ", Lahore, Pakistan Publishing House, 1961 A.D. pp - 236-37.

۱۸- ترمذی ، ابو عبیدہ محمد بن عیسیٰ ، " حاشیہ ترمذی " (باب البر و المال) دہلی : مفسر المطابع ، ۱۳۷۰ھ

۱۹- علامہ اقبال ، " پایک در " لاہور شیخ غلام علی اسماعیل سنز ، ۱۹۵۹ع

حوالہ جات سقش اول

۱- " تغریب " - ۹۶ : ۱ - ۵

۲- علامہ اقبال ، " تغریب کلیم " لاہور : شیخ غلام علی ایڈٹ سنز ، ۱۹۲۲ع

۳- قاری ، فیوض الرحمن (مرتب) ، " سوانح مولانا غلام رسول خان صاحب " مقالہ عبد القدوس فاضلی ، لاہور : پاکستان بک سیلٹر ۱۳۹۲ھ ، ص - ۲۷

۴- امیر حمزہ خان شتواری (مرتب) ، " دیسوانی عبد الرحمن " از عبد الرحمن مومند ، پشاور ، خیبر پبلشنگ ، ۱۹۷۰ع مقدمہ ص - ط ، ۵

۵- عبد الرحمن مومند ، " دیوانی عبد الرحمن " پشاور ، رحمن کل پبلشرز ، ۱۹۶۵ع ، ص - ۷

۶- ایضا ، ص - ۸

۷- میر عبد الصمد خاں ، " رحمن بابا شاعر انسانیت " پشاور ، مکتبہ شاہین ، ۱۹۶۲ع ، ص ۲۹

۸- امیر حمزہ خان شتواری ، " دیوانی عبد الرحمن " محولہ بالا ، ص - ۲۲

۹- عبد الرحمن مومند ، " دیوانی عبد الرحمن " محولہ بالا ، ص - ۱۳۰

مشائخ آپ کو بار بار مستنبط ہو رہے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام انسان کی ذہنی و عقلی اور جسمانی ضرورتوں کا فیصلہ کرنے کے ساتھ ساتھ شعیر حیالت میں ترقیات کا ضامن بھی ہے۔ زندہ ہی سے مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا موجود تھا جس نے علانی و باری سے منہ موڑ کر محض یاد خدا اور ذکر الہی کو زندگی کا نقطہ مرکزی و مطلع بنکا اور غرض سب الصبیح قرآن و حدیث۔ اتنا اور میں یہ گروہ مختلف ناموں سے معروف رہا لیکن بعد میں اس کا نام تصوف ہو گیا۔ تصوف دراصل اسلام کی خاص اور پاکیزہ ترین تعبیر تھی اور ان بزرگوارانِ دین کے نزدیک تصوف کا مفہوم اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اتساع کتاب و سنت میں استقامت کی کوشش کی جائے، عبادات کو مقصود و جہت سمجھا جائے اور غرض کو حقیقت، اپنی سے مغلوب کرتے ہوئے عبادات کے ذریعے ترکیب باطن کیا جائے۔

✽ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی زندگیوں تصوف کی منہ بولتی تصویر تھیں لیکن صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی موجودگی میں کوئی دوسرا نام اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ اس کے بعد یہ کیفیت تا بعین اور نتیجہ بعین کی تھی۔ لیکن بعد ازاں جن حضرات نے اپنی زندگیوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وقف کردی تھیں ان میں ان کے تقویٰ کی بنا پر نگاہِ عقیب سے پکارا گیا یعنی اپنی تصوف و اس طرح اسے علم کی حیثیت بھی حاصل ہو گئی اور اس سلسلے میں باقاعدہ تصنیف و تالیف بھی منظور عام پر آئے ہیں۔

✽ انسان کی یہی اہم ترین کامیابی ہے کہ قرآن و حدیث سے - ارشاد و رہنمائی -

کے لیے پیہ کیا۔

باب اول

حقائق تصوف

۱۔ تصوف کا مفہوم

غزوہ تبوک کا موقع ہے تمام صحابہ کرام غزوہ کی تیاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہوئے اپنا مال و اسباب و محرمات و ملکیں کے قدموں پر مل کر ڈال رہے ہیں۔ اسی موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آج اس قدر مال پیش کر رہا ہوں کہ اگر بوبکر رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جاؤں اور اپنا نصف مال پیش کرتے ہیں لیکن جب بوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کریں گے کہ میں مال و رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر مل کر اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنے مال کی عیال کے لیے کیا چھوڑا، سب تو عرض کریں گے کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنے مال سے بڑھ کر کچھ نہیں دے سکتا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فقر و فاقہ کے رنگ میں ڈھکا ہوا چہرہ ہے یہاں صوفیائے مشائخ و فقہاء اسلامی نے ان سے ادا ہوا اور جو یہ واضح کرتا ہے کہ آپ الہی نجات کے سرور اور اوراد و سبب تشریف کے بادشاہ تھے۔ اسی لیے قادم

✽ یہ تو بڑا حسد کا نشانہ ہے کہ سلسلہ کی کڑی ہے جو تصوف کو اس سے بھی قدر کم کر کے نہیں چھوڑا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر و فاقہ جو حرامی نعمت قرار دیا اور مکمل ہستیوں کا شریعتی مانگ، سنا حقیقت تصوف نہیں تو اور کیا ہے۔

اسمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد ان حضرات کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات بہترین نوعیت کا تصدیق ہوتے ہیں۔ بخیر کر کے پر معلوم ہوتا ہے کہ دین کی فہم و فراست حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خصوصیات ہیں شجاعت، اوجھلہ شبہات اور تسک بالحق شامل ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی نبی صحت و استقامت کی منہ بولتی تصویر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت معرفت، ایمان و علم کی پہلی ہے اسی لیے خلافت نے راشدین کے نشان قدم صوفیائے کرام کے لیے راہ سلوک میں رہبر کا راہنما بنانا کا کام دیتے ہیں۔

اصحاب اربعہ کے بعد اصحاب صفہ کی زندگیوں میں ایک ایک علم و طابعت حق کے لیے مدرسہ ہدایت ہے یہ وہ مقدس ہستیاں تھیں جنہوں نے معاشرہ نوجوی سے قطعاً بے پرواہ ہو کر سب و دو ذشیع نبوت کے گرد پروانہ نشانہ ہوئے نو ترویج دی اور دین کی زندگی تمام تر فقر و فاقہ، توکل و صبر اور مشق و محبت کی ذلالتوں سے بے خبر تھی۔

۲۔ تصوف عین دین ہے:

دین اسلام میں تصوف کی اہمیت یا ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کسی بھی شے کی حیثیت و اہمیت کے لیے اس چیز کے مغز یا جوہر کا جو مقام ہے وہی مقام دین میں تصوف کا بھی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ دین کی ضرورت انسان کے لیے کوئی نقص یا مصلحت بیان نہیں۔ اس جہان آب و گل میں اور اس کے بعد آئندہ حیات و اخروی میں انسان کی فلاح و فوز کا سارا اسی پر ہے کہ وہ اپنی اس

گیا بل تصوف کی انتہا زنی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان کا مقصد، مطلوب اور مقصود صرف خدا ہوتا ہے وہ قناعت کو اپنا شیوہ بناتے ہیں غرض نبوت سے بیکسوں کے حصول میں لگن رہتے ہیں اور بلائے الہی پر صابر اور تقویٰ شے الہی پر ماضی۔ پتے ہوئے جہالت میں مشغول رہتے ہیں ان کے نزدیک سطر لقیہ و شریعت میں مطلق کوئی اختلاف نہیں ہوتا بلکہ شریعت ہی کی تکمیل کا نام لقیہت ہوتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ہر شے کے دو پہلو ہوتے ہیں یعنی ظاہری و باطنی پہلو ہے کہ خصوصیت سے کرام کتاب اللہ اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے باطن پہلو کو حقیقت کا نام دیتے ہیں اور ان کے نزدیک کتاب و سنت ہی تصوف کے تمام مسائل کے استنباط کے لیے مافوقیہ اور ان مسائل کے استنباط کے حوالہ دہی، ان علم ہوتے ہیں جو ظاہر و باطن میں ہر طرح قبیح کتاب و سنت ہوں اور اسلام اتباع کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو وہ علم بھی عطا فرماتا ہے جو ان کے تقویٰ میں ترکیب اور تقویٰ میں مظاہر کیا کرتا ہے جس سے اسرار سرسبز ان پر منکشف ہو جاتے ہیں اور ان کی دنیا میں حقائق عالم کی ترجمانی کرتے گنتی ہیں۔

۱۔ علم کی دو قسمیں ہیں ذاتی ظاہری و ذاتی باطنی

پہلی قسم علم ظاہری و ذاتی ہے جو علم ہے اسے علم ظاہری سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ اس کا نام علم شریعت ہے اور دوسرا اس کا اثر ظاہر سے گزر کر باطن تک پہنچتا ہے تو اس کی علم باطن یا حقیقت کہا جاتا ہے۔ اسی کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

و اسیم علیکھ نعمہ ظاہرہ و باطنہ ﴿۱﴾ اور تمہیں ظاہر و باطن جو لوہر نعمتیں عطا کریں گے۔

ترجمہ: خدا نے کج کامی قوم کی حالت نہیں بدلی

جو جو تم کو خیال آئیے اسے جاننے کا

تغیر: طن یا اللہ رب قلب تصوف بھی کی راہ ہے۔ سکون و مطمئن کا
صول ذکر اللہ ہی سے ہو سکتا ہے۔ اور ذکر تصوف کا بنیادی۔ کن ہے فراتر

یہ اس حقیقت کا اظہار اس طرح سے کیا گیا ہے۔

الابل ذکر اللہ تطمئن القلوب^(۱)

خزیمہ تصوف: تعلق سے رشتہ استوار کرنے کا ذریعہ۔ بے تصوف کی
حقیقت خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھاتا ہے۔ اس کے بغیر پورہ نہیں اور جب ایک
انسان کا تعلق مع اللہ قائم ہو جائے تو اس سے بڑھ کر دوسری ہو سکتا ہے خزیمہ
انسان کو اپنی دنیاوی عمل زندگی میں رہتا ہے، اپنے فانی کو چھوڑنے، انسان بہت
سے روشناس ہوئے، دنیا میں ظہور و نفوذ حاصل کرنے، خدا و خدا سے اپنے
سکون و اطمینان کی زندگی گزارنے کے لیے علم تصوف کی ضرورت ہے اور آخرت
میں قوجہ و اعلیٰ کا مدار بھی تصوف پر ہے جو اپنے باطن سے فانی ہونے کے
کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی بلکہ ایسے اعلیٰ الٰہی و بال جان ثابست ہوں گے۔ اور
قرآن کریم کی رو سے حضرت نبی کا ایک مقصد ہی یہ تھا۔

یزکھم ویعلمہم الکتاب والحدیث^(۲)

راور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے نفوس کی اصلاح
فرماتے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتے ہیں، اور اصلاح نفوس کہتے
تصوف کی بنیاد ہے۔ اس طرح ہم یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تصوف
دین سے الگ کوئی شے نہیں بلکہ عین دین ہے۔ اسی لیے قرآن وحدیث میں
تصوف کے واضح اشارات موجود ہیں۔

کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جو احکام شریعت
کی بجائے اور کی کو پناہ صیب الہین پانے اور پر حکم شرعی کو اپنے کمال تک پہنچانے
میں انسان تصوف کا محتاج سے بغیر تصوف کے روز کی آگاہی کے اس پر عمل کرنے
سے وہ ٹوہ پرگزرتب نہیں ہو سکتا جس کے حصول کے لیے وہ مکمل ہو گیا
مثلاً کے طور پر ایک انسان نماز پڑھتا ہے نماز کے لیے ظاہری جمہ احکام پر عمل
موجود ہیں لیکن اس نمازیں حضور قریب نہیں در جس کا تعلق تصوف سے ہے آخر
حضور کا ارشاد ہے یہ نماز، نماز ہی نہیں۔ لاصلوٰۃ الا بحضور القلب^(۳)
اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کمال دین والہ مستر ہے تصوف
سے۔ تصوف کی اہمیت کو نظر انداز کر کے دین کی روح حاصل ہوئی نہیں
سکتی اور نہ دین کا حق ہو سکتا ہے۔ اسی لیے جس قدر اہمیت و ضرورت
ظاہری شریعت کی ہے اسی طرح تصوف کی بھی ضرورت ہے اور دونوں لازم
موجود ہیں۔

وہ تصوف ہی ہے جس کی بدولت انسان، انسانیت میں کمال کو پہنچتا ہے
یہی گزشتہ سطحوں میں اس بات کی وصفِ صحت کی گئی کر۔

صحا پر کام رضوان، اللہ علیہم اجمعین کی مثال جنہوں نے اپنے آپ کو
ایک مرد کا جس میں کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پامال کیا۔ صحا پر کام کا
یہ عمل تصوف ہی کا ایک شعبہ ہے۔

صلوات کا تغیر، اصلاح و انقلاب تصوف ہی کے قدیمے ممکن ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یقرروا ما بانفسہم“^(۴)

۷۔ ان اللہین یا یعوفونک اندامیا یعوفون اللہ ید اللہ فوق الیدین^(۱) **ترجمہ**
وہ جو تمہارا یہی بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے

ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

۸۔ حدیث اور تصوف

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد احادیث میں اخلاص

(غیر غشتر صلی) خواتین نے جوئے انہیں ہدایت یافتہ اور کامیاب قرار دیا گیا۔

۹۔ اس آیت میں جو مہنہ کی چند خصوصیات کا ذکر کیا گیا یعنی اللہ کی بارگاہ سے ان کے دل
ڈر جاتے ہیں اور کلام الہی کا تلاوت سے ان کے دیمان میں نر و ناری کی آغوش ہے اور وہ توکل
علی اللہ کی تصور ہو جاتے ہیں اور ان کا انصاف کو بہرہ کرم کے لئے تصرف میں مراعہ اور
دیگر اہم اوصاف کو رہا ہوا ہے۔

۱۰۔ یہ آیت اس بات پر واضح روشنی ڈالتی ہے کہ اللہ کی محبت کا تقاضہ ہے کہ اپنی جوہر پیکر
شے کی مدد سے ترویج کر دی جائے اور اپنا تصرف اپنی دولت اور ان لوگوں کے لیے سبب
کچھ اللہ کی راہ میں جوہر کر نہ کر دے تو قوی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ صاف کہہ کر رہی، اللہ تمہاری
زندگیاں اس کا منہ پوتا ثبوت مہین۔

۱۱۔ اس آیت میں بیعت سے مراد بیعت شراک ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حدیث میں یہی تلقین فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ ہی سے
بیعت کرنا ہے جیسا کہ رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور تصرف میں بیعت کی
پوری اہمیت اس لئے ہے کہ یہاں بھی بیعت شیخ کا ہی ہے ہاتھ پر اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ
علم خود کا کوئی کامد میں دیا ہے اور اپنے مرید کو نور سکینہ کے حصول کے راستے رفقہ الگافہ پر

اسلامی تصوف اور مریاد کو تحریر ۲۰ ڈاکٹر عبدالمجید
تصوف کا ترجمہ شیخ محمد امین

۱۲۔ قرآن اور تصوف

تصوف دراصل صفاتی قلب کا دوسرا نام ہے۔ لہذا اگر قلب کی
صفاتی پر جائے تو تحریر ہر لمحہ انسان کے قدم ایک لطیف عالم کی طرف بڑھتے
ہیں اور یہی علم تصوف کی غایت ہے جس کی تعبیر تقویٰ، رضا، تسلیم و ہمدرد
شکر اور کرم ہے قرآن کریم کی حسب ذیل آیات صفاتی باطن کی طرح اشارہ
کرتی ہیں جو تصوف کا فیضان دیتی نظر آتی ہیں۔

۱۔ فان اللہ یحب المتقین^(۱) **ترجمہ** پس پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں
۲۔ واهلموا ان اللہ ہم المتقین^(۲) **ترجمہ** اور دروہاں کو لکھو کہ اللہ ڈرنے والوں
کے ساتھ ہے۔

۳۔ ان اولیاء الا الامتقون ولكن اکثرھم لا یعلمون^(۳)

اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہیں لیکن اکثر ان میں سے اکثر کو علم نہیں
۴۔ انما المؤمنون الذین یاتوا الذکر واللہ وجہت تقربہم^(۴)

ان لوگوں کے لئے جو کہ اپنی سید پروردگار کی جانب سے دل ڈر جاتے ہیں
۵۔ لن تنال البر حقن تنفقنھما لھما لھما^(۵)

تم پرہیزگوار کو نہ پہنچو گے جب تک کہ وہ اللہ کی اپنی پیاری چیز نہ خرچ نہ کرو گے

۶۔ احسن حکما احسن اللہ الیہ^(۶)
و اگر احسان کر جیسا کہ اللہ نے تجھے پہنچا احسان کیا ہے

۷۔ پرہیزگاری اور تقویٰ ہی وہ خصوصیت ہے جو انسان کی فلاح کا سبب ہے جیسا کہ
سورہ بقرہ کے آیت ۱۷۷ میں (ایت ۲ تا ۵) متقیین کی خصوصیات کا ذکر رفقہ الگافہ پر

ترجمہ :- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تعویذ کے بارے میں سوال کیا تو کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا بھی آپ نے غار دارادہ میں سفر نہیں کیا فرمایا یا لیل میں نے سفر کیا ہے حضرت کعب نے فرمایا آپ اس میں کیا کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بڑی احتیاط سے در اور نکل کر چلتا ہوں جس پر حضرت کعب نے فرمایا کہ یہ نفوذی ہے۔

گویا کہ صدی میں تصوف سے مراد تصوفی تقویٰ تھا اور تمام صحابہ کرام اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ اس صفت سے متصف کرنے لگے کہ وہ دود میں رہتے تھے اور ان کی پوری زندگی تقویٰ کا منہ بولتی تصویر تھی۔

ب۔ دوسری صدی ہجری :

دوسری صدی ہجری میں تصوف کی اہم شخصیات میں حضرت سفیان ثوری متوفی ۱۶۱ھ حضرت داؤد ظالمی متوفی ۱۶۵ھ اور حضرت معروف کفری متوفی ۲۰۰ھ شامل ہیں۔ ان میں سے حضرت معروف کفری نے تصوف کی جو تعریف فرمائی صاحب غیبات اناسی نے اس طرح روایت کی ہے کہ: ”حدیث ان لاجد الا اللہ الا فی مری مسکینین“ یعنی ”میرے رہنے پر کوئی اللہ بیکہ قتالی نہیں رہا“ مسکینی بابی اس کے اور کسی بابی میں نہیں مذکور کیے۔

۱۰ حضرت بابی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب ۸۸۳ھ میں تصنیف فرمائی تاریخ یوں ہے

ابن خیر و مقیمین زمانہ کا یہ کرم - کردے نقیحات اناسی آمد یہ مشام
از پیرت خیر البشر و خیر امام - دہشتت صد و چشتاد و سوم گشت نام

۸۸۳ھ

ہے کہ تصوف ایک ایسا علم یا فن ہے جو اس حقیقت سے بحث کرتا ہے کہ خزانہ دہشت میں اللہ اور اس کے رسول سے قربت اور پھر اس کے اظہار کے لیے عبادت کو جو نظماً ہیئتاً کیا گیا ہے اسے اس طرح ادا کرنا کہ جس طرح اس کا حق ہے تصوف کہنا ہے یہی نہیں بلکہ تمام صوفیائے کرام بلا استثناء اس پر متفق ہیں کہ تصوف کی دنیا و کتب و سنت پر قائم ہے اور یہی اس کے اصل ماحذ ہیں۔

جس اس سلسلے میں چند موصوفیائے کرام کے ارشادات نقل کرتا ہوں *۔

دلف (پہلی صدی ہجری :

پہلی صدی ہجری کے صوفیائے کرام میں عمر فرہست خلفائے راشدین میں جن کی زندگیوں میں تصوف تقویٰ کے لیے وقف تھیں۔ اس باب کے شروع میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا جاتا ہے۔ یہاں پر حضرت عمر اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وہ گفتگو پیش کی جاتی ہے جو تقویٰ کے سلسلے میں ملاحظہ صالحوین والوین اس کا عہد بن پیر ہمدی کے تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔ ”ان عصر میں اختلاف رہا فی اللہ عہدہ سالی بن کعب حق التقویٰ فقال لہ اما مسکنت طریقا و اشتراط قال بلی قال فما صلت قال شمرت واجتہدت قال فذلک التقویٰ اور ۱۲۳ھ

۱۰ اگر کتب تصوف سے سب سے زیادہ جامدات جمع کی جائیں تو پیرامیکہ حکایت مسند ہے خالص تصوف پر تحقیق کو کہنے والے حضرات اس باب کو جب دے سکتے ہیں اس لیے صدی بہ صدی اس کی وضاحت کی ہے۔

نے تصوف کی اصل حسب ذیل خصوصیات کو قرار دیا ہے۔

کتاب و سنت کی پابندی، ترک خواہشات، حرام شایع، ترک تازیاریت
اللہ کی مخلوق کی خدمتوں کو قبول کرنا و دیگر ان کی وفات بھی فرماتے ہیں
کو ترک خواہشات سے مراد آدم و احوست اور تقیم و زندہ اندہیں، شایع سے مراد
علم و علموں کے لحاظ سے کمالی تفہیمیں تا وہ بیانات سے مراد عبادت کرتے سنت
کے احوال کا تصور، کمالی میں نہ کہ کمال اور مخلوق کی خدمت سے مراد عبادت
حق الہی کی بندگی و تعلق تصوف پر مبنی ہے۔ (۲۵)

پانچویں صدی ہجری:

پانچویں صدی ہجری کے صدیائے کرام ہیں حضرت خواجہ ابو یوسف عسکری
متوفی ۴۵۵ھ نے اللہ اور ان کی رسول کی خوشنودی ہی کو تصوف قرار دیا
فخر الدین گنج شمس نے کوثر جمع دی اور ان کی سہل تعلیم و حکیم فرماتے
ہوئے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ لوگ اللہ و رسول کے
خدمت میں ایسا کوشا دل سے کہ اللہ و رسول کو درست نہ رکھے
اور ان کی عزت و حرمت نہ کرے گا۔ گویا آپ کے نزدیک اللہ
اور اس کے رسول کی محبت سب سے مقدم تھی، اسی لیے فقراء کے
ساتھ رہتے کردہ انداز اور اسی کے رسول کے درست بی اور

۴۵۵ھ کی دور کی ایک ماہ نامہ شخصیت شیخ ابو علی سب کی مرنے اندر علیہ
توفی ۴۸۹ھ ہے۔ جن کی تصنیف، "فوت القلوب" ایک سالک کے لیے
تعلق باللہ و مقام توحید کی سرائے مستقیم ہے۔

ج۔ بیسویں صدی ہجری:

اس دور کی اہم شخصیات ہیں حضرت ذوالنون مصری متوفی ۲۴۵ھ حضرت
ابو عبد اللہ ہسین بن عبد اللہ الشافعی متوفی ۲۴۳ھ اور عبد بقدر ادبی ۲۶۹ھ
جیسی ہستیوں شامل ہیں۔ ان حضرات میں سے ابو عبد اللہ شافعی عہد اللہ
الشافعی بیسویں صدی ہجری کے وہ مولیٰ ہیں جنہوں نے تصوف کی بنیاد و عرف
کنایہ اللہ و رہنمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا، کمالی کا معنوی
نزدیکی سے قرینی رابطہ بھی قائم کرتے ہوئے اسی بات کی وضاحت کر دی کہ تصوف
کا رہنمائی سے کوئی تعلق نہیں آپ فرماتے ہیں ہمارے طریقہ کے سات اصول
ہیں یعنی کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑے و پڑھا، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی پیروی، اکل حلال و لذیت رسانی سے رکے و پڑھا، صدیقیوں سے ابتداء
قدسہ اور حقیقت کی ادائیگی۔ گویا فرمایا کہ آپ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد
کی ادائیگی ہی کو تصوف قرار دیا۔ (۲۶)

د۔ چھٹی صدی ہجری:

چھٹی صدی ہجری میں اہم تصوف کی ایک اہم شخصیت ابوالفتح محمد

۴۵۵ھ کی وفات ۵۳۷ھ میں ہوئی اس دور کی دوسری اہم شخصیات ابو یوسف و طغان
متوفی ۵۴۰ھ اور ابو یوسف برہم بن وائد متوفی ۵۳۷ھ اور حضرت ابو یوسف علی متوفی ۵۴۳ھ
نے بھی کتاب و سنت اور حق پر کمال کی ابتدا کو تصوف قرار دیتے ہوئے حقوق العباد کے
بطریق حسن ادائیگی کو تصوف کا طریقہ قرار دیا ہے۔

اس کی پیروی کریں قرآن کے سوا کوئی کتاب نہیں کہ اس پر عمل کریں لہذا "اے لوگو! ان دونوں کے دائرے سے باہر نہ نکلو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ تمہاری خواہشات اور شیطان تمہیں گمراہ کر دیں گے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "تو لا تتبعہم الہادیٰ فیتخذکھن سبیلاً اللہ" یاد رکھو! سلامتی کتاب و سنت کے ساتھ ہے اور ہلاکت غیر کتاب و سنت۔" (۲۸:۱۷)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دونوں ارشادات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ لائق اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرنے کا ہم تصوف ہے۔*

(ز) سائیں صدی ہجری:

ساتویں صدی ہجری میں تصوف کی یہ حیثیت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ خواجہ فرید الدین گنج شکر ستونی (۶۲۲ھ شیخ بہاؤ الدین دکنی متوفی ۶۶۹ھ حضرت نظام الدین اولیاء راجہ خیر خسرو متوفی ۶۲۵ھ عیسوی شخصیتوں نے اسے پروان چڑھایا اور اس میں سے ہر ایک کی شخصیت طائفتی شریعت کی مکمل منطبق تصویر تھی۔

* اندر شاہ شمس کے پیچھے نہ جا کر تجھے اللہ کی راہ سے بہرہ کا دے گی۔

(الغرر القم: ۲۶) ترجمہ کنز الایمان از احقر حضرت احمد رضا خان صاحب (ر)

* ۶۲۵ھ صدی کے دوسرے اہم صوفی ہیں سید علاء الدین گجراتی (۶۲۲ھ تا ۶۳۹ھ)

اور صاحب عارف اہل عرف حضرت شہاب الدین ابونفیس عمر بن محمد اسلمی (۶۳۹ھ تا ۶۴۲ھ) قابل ذکر ہیں۔

کتب تصوف میں فقر، ارشاد حق صاحب فقر حضرات کا بڑا مقام بیان کیا گیا ہے فقر کو اوروں کا شعلہ اور اس کے منتخب بندوں کی زیرت قرآن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس صفت کو اپنے خواص کے لیے پسند فرمایا۔ فقر اللہ کے بندوں میں اس کے چہرہ و منتخب بندے اور اس کی مخلوق کے درمیان مہبط اسرار میں بنی کی برکتوں سے وہ مخلوق کی حفاظت فرماتا ہے اور اس پر اپنے مذاق کے دروازے کھولتا ہے۔

سید مصطفیٰ عروجی نے نتائج الانکار فقر سید میں فقر اور اذلیں اہل صغر رضوان اللہ اجمعین کو ترمد یا ہے جو سید نبوی کے ایک سچو ترے پر رہنے والے اور ان کے تمام اذلیت دین سکھتے اور جہاد کرنے میں گھرے ہوئے تھے لہذا فقراد کا مقام متعین کرنے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اسی مہبط کی پیروی نے ہوئے دین کی ترویج کے لیے امت مسلمہ کو حکومت جہاد دیتے ہیں۔

چھٹی صدی ہجری:

چھٹی صدی ہجری میں دینیہ تصوف کی عظیم ترین شخصیت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے "قوال تصوف کی تحقیق پر روشنی ڈالنے کے لیے کافی ہیں۔ آپ "اپنی مانی تازہ تصنیف "فتوح القیوب" میں فرماتے ہیں کہ مکنا ب و سنت کو اپنے سامنے رکھو۔ تالی و تدبیر سے ان کا مطالعہ کرو اور انہی کو دستور اسرار بناد کر قائل و قائل اور ہوا ہو کر سے دھو کر نہ کھاؤ (۲۸:۱۷) اپنے اسی مقالے میں آگے چل کر مزید وضاحت کے ساتھ تصوف کے بارے میں فرماتے ہیں "سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی چاروں نہیں کہ

ترجمہ: آپ کی صورت معنی کی جان و دنیا ہے آپ کے بغیر اس دنیا کے گشتکار کی حقیقت ہی کیا ہے۔ آپ کی ذات سے ہمارے دن و رات ہیں اور بھی ہمارے کاروان کی منزل ہے جسم کا ہر عضو روزانوں میں آپ کی صفات میں کر لے میں شکوک ہے اور آپ کی تشریف مشترک ہوئی ہے گی اس لیے کہ آپ کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے درخت لٹ ڈکڑ لٹ فرمائے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی کمال فرمادیا۔

نصوف میں رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باہر کائنات سے جو تعلق کرتا خود ہی ہوتا ہے آٹھویں صدی ہجری کی عظیم تر روئی شخصیت حضرت سید محمد بن جعفر کی رحمت اللہ تعالیٰ پر رونق پانا نظر میں اس کا نظارہ فرمایا ایک صدی سے زائد عمر پائی والی رہا تا ۱۱۰۷ھ میں شخصیت نے مقامِ اہدیت میں گن گونے کے لیے صحرایہ کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس سے قابل تعلق کر لائی قرار دیا۔ نصوف اور علم خاں ہری کا یہی تعلق کس قدر مزوری ہے اس کا اعلیٰ ثبوت آپ نے ہر پیش فرمایا کہ سناٹا کس علم ظاہری کے حصول میں صرف فرمادیتے۔

آٹھویں صدی ہجری کے عظیم صوفی سید محمد بن جعفر کی ۱۱۰۷ھ نے حقیقت نصوف کی جو رفاقت فرمائی اس سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ محبت و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی نصوف کی روح ہے۔ یہی دور کے دوسرے صوفیائے کرام میں سید جمال الدین بخاری متوفی ۵۸۷ھ شیخ علاء الدین ابن اسعد لاہوری متوفی ۷۰۰ھ اور مولانا خواجگی رگونی ۵۸۱ھ جیسے بلند پایہ روحانی پیغمبروں کی تہذیب کا مطالعہ کر کیا جائے تو یہ بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ان تمام حضرات کے نزدیک اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس صدی کی عظیم روحانی شخصیت حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نصوف نام ہے۔ ”لن تنال البرحق تنفقوا ماسما“^(۲۹) تاجیون۔ اور ظاہر ہے کہ دولتِ شان کو بہت عزیز ہوتی ہے جس کے خرچ کی آپ نے کہا خوب توضیح فرمائی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ ”زکوٰۃ تین قسم کی ہوتی ہے۔ زکوٰۃ شریعت، زکوٰۃ طریقت اور زکوٰۃ حقیقت۔ شریعت کی زکوٰۃ یہ ہے کہ غزوہ نصیب کے مطابق زکوٰۃ ادا کرے یعنی پالیسوا حصہ طریقت کی زکوٰۃ یہ ہے کہ نصاب کی مقدار اپنے آپ کے رکھے اور باقی راہِ قدرا میں خرچ کر ڈالے یعنی پالیسوا حصہ خود رکھے اور باقی سب راہِ قدرا میں خرچ کر ڈالے اور حقیقت کی زکوٰۃ یہ ہے کہ کچھ نہ بچائے بلکہ تمام راہ میں خرچ کر دے اس لیے کہ درویشی خود فرشتی کا نام ہے اور یہی نصوف ہے“^(۳۰)

ط آٹھویں صدی ہجری:

اے صورت تو ہے سب ان معنی
 با صورت قسمت بسان معنی
 پیکر شریعت کے نہ بہ صورت
 مشق تو بہ پرستان معنی
 از صورت قسمت غلط مرما
 موزن گد کار و انیس معنی
 ہر صحرایہ در بان پیش
 از صورت تو ہے سب ان معنی
 در صورت و صف تو محمد
 ”شیر نبادہ خوانے معنی“^(۳۱)

کوشش کا نتیجہ یہ نکلا کہ آگے چل کر بھی تحریک قیام پاکستان کے مطالبہ اور اس کی عملی تصویر بن گئی۔*

دوسری صدی ہجری کے موقیہ کے گرام میں مسرت باہا متوفی ۹۰۹ھ
میر سید عبد اللہ اول متوفی ۹۱۸ھ - عبد اللہ اب الشحرانی متوفی ۹۷۳ھ*
شیخ عبد الوہاب السنی اتفاقاً درستی متوفی ۱۰۰۱ھ - حکم الشحرانی بھی متوفی ۱۰۰۰ھ

علامہ میر زاد تحریک یکمشتبہ کی جدادی سرگرمیوں و سرچر باہا کی علمی کامیابیوں اور پھر بھی سلسلہ جدی رو بہ پیش کیا کہ اسی حضرت احمد رضا خاں، صدر اقبال - میر عبد اللہ عقیق زکریا کی ویرانی شریف اور قائد اعظم کی مشترکہ مساعی قیام پاکستان کا سبب بنی۔ اور آٹھ ام اسی طرح کے بیانی و علمی جذبہ کو بروئے کار کیا کہ پاکستان کے استحکام اور تقاضا اسلام کے سلسلہ میں حکومت سے تعاون کرنے کوئے۔ اپنا حق ادا کر سکتے ہیں۔

علامہ شیخ عبد الوہاب شحرانی کے ساتھ گرام درہیہ در
تصانیف ۳۰۰ ہیں، امام تائب الصبیحات، الکیرانی ہے اور مقبول جرجی ذہان پر کتابت تباہیت، ام چھ میں مہر وافر طریقہ کے شائع کا ذکر خفا ہے جن کے ہاتھوں معتقدین حق بھی بکرو رہے ہیں۔

علامہ آپ کے والد شیخ مبارک علوم ظاہری و باطنی میں کتاب، کھتے تھے اس کا اثر اس نے بھی قبول کیا۔ ”سوا طبع اہل ام“ آپ کی غیر متوقفا تفسیر ہے۔ آپ کی سوسے سا درہہ مدیکہ، قدر فرہادت میں تو جراثیم سے نواشا تھا، رہا۔

پہلے پوری طرح علم سر، مونا و رضا، امراتہ کی اصلاح کرنا بھی تعلیمات تصور ہیں۔

(ط) نوی صدی ہجری:

نوی صدی ہجری کی شاہ پیر نو لیا میں حضرت سید محمد گیسو دراز متوفی ۸۲۵ھ حضرت قطب عالم متوفی ۸۵۵ھ سید اشرف سمانی متوفی ۱۰۱۵ھ اور شاد نعمت انشا متوفی ۸۸۵ھ شامل ہیں۔ تصوف کے سلسلہ میں حضرت سید محمد گیسو دراز فرماتے ہیں۔ ”یہ عقیدہ نہ رکھو کہ شریعت طریقت اور حقیقت ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ کیا باہام کے اندر تین چیزیں نہیں یعنی پست، مغز اور رطلین اور تینوں ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ ایک دوسرے کا تعلق“ یہاں ہی طرح شریعت کا خلاصہ طریقت اور طریقت کا خلاصہ حقیقت ہے (۱۳۵)

(ی) دسویں صدی ہجری:

دسویں صدی ہجری کا دوسرا تصوف اس اعتبار سے بڑا ہی اہم ہے کہ اس دور کے صوفیائے کرام نے علم تصوف کی ترویج اس طرح فرمائی کہ ان کے مریدوں نے نظام اسلام کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور ان کی عمل سے

* حقیقت کہ وہ صحت دسویں صدی ہجری کے عظیم صوفی حضرت بابزید انصاری نے ان اتفاق میں فرمائی کہ ”حقیقت انبیاء و علیہم السلام کا شجرہ ہے اور وہ یہ کہ ایک لمحہ کے لیے بھی ذکر خفی جو طہارت قلب ہے اور یاد خدا سے قائل نہ رہا جائے۔“
(صراط التوحید آذیاتیہ انصاری)

دی اور وہ بھی اس طرح کہ اولاد کو حکومت اعلیٰ دینی تاسک ان کی بجایا بھی نہ
کے نقش قدم پر چل کر یہی اور تقویٰ کی نقصان نہ کر رہا ہے اس سلسلے میں بہر
قرآنے ہیں نہ کہ ہمارے دین و ایمان کے سلسلہ میں میری خواہش یہ ہے کہ میری
ہست ستم کو شریعت پر ثابت قدم رکھو اور وہ مردوں کو اس کی تائید کرنا کہ
وہ اعلیٰ کو اختیار کریں اور فرشتے جیکوں کی کتاب میں ان کی بہت سی
نیکیاں اور احسان لکھیں۔ (۲۳)

۲۔ کیا پہلی صدی ہجری

گیا رسولِ ہمدی ہجری تصوف کے اعتبار سے اس لیے زیادہ اہمیت
رکھتی ہے کہ اس دور میں ایسی بستیاں بھی بنی ہیں جنہوں نے حضرت امیرِ مسلمین
اور ہم کی پیروی تازہ کر دی اور بادشاہی پر فقیر کی کوتر پیچ دی۔ اس دور کے
صوفیائے کرام میں حضرت جودا اللہ ثانی متوفی ۱۰۳ھ حضرت میاں میر جو
متوفی ۱۰۴ھ، حضرت گل بابا متوفی ۱۰۴ھ، حضرت بابر بابا متوفی ۱۰۹ھ

۱۰ صوفیوں کی معسر ترین مدد دہانی شخصیت حضرت فقیر بابا چشتی در ۹۶۶ تا ۱۱۱۱ھ
نے دنیاوی باوجود حال کو چھوڑ کر تصوف کی مدد اختیار کی آپ مشہور شاعر و شاعر
ہیں کہ بڑے بھائی تھے اور آپ کا چچا قان چنگ تھا لیکن فقیرانہ زندگی اختیار
کرنے کی بنا پر فقیر بابا چشتی کے نام سے مشہور ہو گئے ایک سو پچاس برس کی عمر پائی
صوفیوں میں مدفن ہیں اور آج بھی آپ کا مزار روضہ قاضی و عالم ہے۔
روضہ فیضیہ چنگ آباد کوتر محمدیہ و رشتہ دار

در ۱۰۲۰ھ وہ مشہور بستیاں تھیں جنہوں نے اس ہمدی میں
پہلے تصوف پہنچا، انہوں نے بہت سے جگہ اسی صدی میں حضرت بابا زبیر انصاری
رہبرِ مدنی (در سید علی ترمذی) لیسویں یا ان کی تحریکات سے صرف مسلمانوں
میں تقویٰ پیدا کرنے کا سہیہ۔ جس یکہ حضرت بابا زبیر انصاری نے اسلامی نظام
کے تباہی جو تحریک شریعت کی تھی وہ تباہی دی رہی اور آخر کار قیام پاکستان
کی صورت میں اللہ نے یہیں وہ نعمت عطا فرمائی کہ جس کا شکر ہم اسی طرح ادا کر
سکتے ہیں کہ بہت سے فاضل سہائی نظام تمام کرام کے اپنے آپ کو اس کا اپنی ثابت
کردیں ورنہ نظام کے قیام کے بعد ہی ہم پاکستان کو اندرون و بیرون
قوتوں سے پاک کر کے اپنی شکل بخش سکتے ہیں۔

اس صدی کی بظاہر مذہبی و سیاسی شخصیت حضرت بابا زبیر انصاری نے
تصوف کو خالقانہ نظام سے نکال کر اسے شریعت کی اصلاح کے لیے اس
طرح تبدیلی پیشیت دے دی کہ عظیم متعل فرما کر ابھی آپ کی اطلاعات سے
انکار نہ کر سکا۔*

حضرت بابا زبیر انصاری نے تصوف کو دنیا کر اصلاح معاشرہ کی طرف توجہ

۱۰ بابا زبیر اپنے ضیق و دولت کو صراطِ التوحید کا ایک نسخہ دے کر ان کو بادشاہ
کے پاس بھیجا، ان کو درود سے کر کے سب سے پیش کر کے چاہا اس نے یہ کتاب اکبر کے سامنے
پیش کی انہوں نے جب صراطِ التوحید کو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور کہا کہ انہوں نے شیخ کی پیروی
کی اور جو خدمت وہ کہیں میں کیا تا کہ وہ پھر اس نے کچھ چیزیں اور تحفے یا بڑے سے لیے
لیجئے اور ان کے ضیق و دولت کو بھی نصرت بخش۔

یہ نہ صرف وہ تباہی و انصاری۔ مرتبہ علی محمد غفرلہ

کیا گیا کہ عطا کھانا کی تنظیم نہیں کرتے بلکہ اہل اللہ حضرات ہر مومن و کافر کی تنظیم کرتے ہیں حالانکہ شریعت و حقیقت میں اختلاف نہیں ہے پھر کیا کیوں آپ نے فرمایا۔ ”عطا کی نظر ان کے کفر پر پڑتی ہے لہذا ان ”لشکر کی نظر منظریت نہ حقیقت پر پڑتی ہے ذکر کفر ص ۳۹“

حضرت جہادوی کا کہنا قابل غور ہے کہ اگر آج بھی ہم ہر ایک کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھیں تو تمام کہ درقیں مسٹ چوٹی صوفیائے کرام کی خلعت قد سے یہی نجاست تھی جس کی بنا پر ان کی مصلیٰ میں مسلم و غیر مسلم شادینا بیٹھتے تھے ایسے پھر ان کے اخلاق مسند سے متاثر ہو کر غیر مسلم حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اور یہ تبلیغ اسلام کا ایک بہترین طریقہ تھا۔

(م) پیر صوفی صمدی بھیری :

پیر صوفی صمدی بھیری میں جن مقصد و مقصودوں نے خلقِ نذر کو رہا مستقیم پر لڑالان میں حضرت شاہ تیار احمد صاحب منوٹی ۱۲۵۰ھ و حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی متوفی ۱۲۷۷ھ و حضرت سید خیرت علی شاہ متوفی ۱۲۹۹ھ اور حضرت شاہ فضل، جن متوفی ۱۲۱۳ھ کی خدماتیت تصوف قابلِ ستائش ہیں۔ قلعہ زبلاں اور مرشد و مراد حضرت مولانا شاہ فضل برٹن متوفی ۱۲۱۳ھ کی روحانیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”استثنیٰ قلعہ زبلاں ہی دنیا ہے۔ اتاباع سندت، یہی نوعیت اور قلعہ سندت ہے“ (۳۴)

گو یا انشا اور اسی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پیر و دیہی تصوف ہے قد و قد اسما لکین حضرت سید خیرت علی شاہ ہونہ تصوف صمدی بھیری کے صوفیائے کرام ہیں اہم مقام رکھتے ہیں اسلام کی ترقی کا راز بیان کرتے ہوئے

اور جمال خان فلک المعروف فقیر بابا بستی متوفی ۱۱۱۲ھ شاہی ہیں۔ اس دور کے صوفیائے کرام نے بھی عوام الناس کی بھلائی اور حقوق العباد کے بطریق حسن و ادائیگی کو باقی سب باتوں پر ترجیح دی اور اسی سلسلہ پر حکمرانوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ اس دور کی اہم و عالی شخصیت حضرت میں میر نے شاہجہان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ ”خدا دل بادشاہ کو اپنی رعیت اور سلطنت کی خیرگیری کرنی چاہیے اور اپنی تمام بہمت اپنی تمام ولایت کو آبا و کر نے پر صرف کرنی چاہیے کیونکہ اگر رعیت آسودہ مال اور مالک آسودہ مال کو آسودہ آسودہ اور خزانہ پر ہر کھڑکھڑا۳۴“ شاہجہان نے آپ سے دو مرتبہ ملاقات کی اور اکثر کہا کرتا تھا کہ۔ ”ہم نے ترک و تجر و می حضرت بیٹا میر جو جیسا کوئی درویش نہیں دیکھا یا (۳۵)“

گویا کیا ہو یہ صمدی بھیری میں تصوف کی حیثیت ہے تھی کہ اس کے مالکین حضرات معاشرتی زندگی کی اصلاح کے لیے ملک و دود میں مصروف تھے۔

رل، پار صوفی صمدی بھیری :

پار صوفی صمدی بھیری کے صوفیائے کرام میں حضرت شاہ نظام الدین اور گنگا آپ دی متوفی ۱۱۲۲ھ، حضرت عبد اللہ شاہ المعروف بیچے شاہ متوفی ۱۱۷۰ھ، خواجہ نور محمد جہادوی متوفی ۱۲۰۰ھ اور حضرت سید محمد اللہ قادری متوفی ۱۷۰۷ھ جیسے بانی پار بستیوں قابل ہیں۔

اس صمدی میں صوفیائے کرام کی خصوصی توجہ بندگانِ خدا کی اصلاح کی جانب مرکوز تھی جس پر عام لوگوں کو حیران بھی ہوتی تھی کہ صوفیائے کرام اسی عجیب و غریب مسلم و غیر مسلم کی تفریق نہ کرتے تھے۔ اس سلسلے میں جب آپ سے یہ سوال

علم و دیر پھر اور فریور در بر ہو کر نے کے ساتھ ساتھ وہ مقام اور کہتے تھے جن سے کے
 ویر شمس کی قسم سے ظالم و مصدق کے بے شمار موت پھوٹے جو مسمیٰ نہیں تھوڑے
 زائد نہیں زبرد اور عام نہیں علم کی جاتی پھرتی زندہ شام کی بوقتیں ایسے کہ قوت قیام
 بعیرت فکر۔ ذہانت و تفقہ اور علمی، سخت مضرب و در در و یکساں پناہ جو ایک
 زور کہتے تھے۔ ان کے صرف خدادی کے وسطا حد سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک
 عظیم مودعہ و معرفت و حکم کے وہیل اللہ را نام اعلیٰ پڑے کے محدث، اکتوبر
 "نقد و ترجمہ و تعلیل اور اصول و حدیث کے ماہر، مشہور ذات بہرہی مادی نہیں
 بلکہ علم جمیعہ است، علم انانیت، علم ہندسہ و فلسفہ، علم تشریح، انانیت و علم
 جغرافیہ کے اصول و جزئیات سے بھی ایک ماہر فن کی طرح، انہر حق و راستہ صمدی
 کی ہرین عظیم ہستی شریعت و طریقت کے تکرار و حفظ و نہ تحریر پاکستان
 میں ماہر کر دار اور ادا کیا۔ اور آج ہم
 اہل پاکستان کو ایک مرکز پر جمع کرتے ہیں، ان صوفیائے کرام کی تعلیمات سے
 استفادہ کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے تمام طبقات و اسلامی تنظیموں کو یکساں اور پرتشہیر
 کے اقتیارات کو ملاتے ہوئے انسانی مصالح کی جانب طردہ کی اور جو فراموشی انسا

✽ تحریک پاکستان کے جلسہ میں ۱۹۴۶ء میں صوفی بھائی بہاؤ الدین نے فرمودہ تھا کہ انہر
 منقہ کوئی اس کی وحدانیت، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے نمبر حضرت مولانا سید محمد
 محدث کچھو چھوڑنے سے فراموشی اور اس کے بعد کسی سسٹے کی اخیر شریف میں کہنے والی
 کا فقر نس کی وحدانیت بھی نہ فراموشی۔ آپ کے ساتھ اس کا فقر نس میں مولانا
 مراد آبادی، مولانا مجدد علی، مولانا محمد وعلیم سرگئی، مولانا ابوالحسن نورالحسین،
 مولانا ابوالبرکات سید احمد، مولانا عبدالحامد، بدایونی، خواجہ نور الدین سید لولی و

فرماتے ہیں۔ "اسلام کی نئی گاداد و دھار اتفاق، اور انہر کی اور غیرت پر ہے"^(۱)
 نیز صوبہ صبر کی جہز کے صوبہ کے کرام نے قیامات تصوف کی روشنی میں انہر
 "۔ اس کے سرور صبی شہر عبود، فدوس کی اطاعت اور مسلمانوں میں اتحاد و
 اتفاق کے لیے سچی سرگرمی و اس دور میں مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی ضرورت
 اس نے زیادہ بھی کہ وہ "انگریزوں سے ملی کی کی تباہی و صل کرنے کے لیے
 متحد ہو جائیں اور درخت کی اس، ہم ضرورت کو نیز صوبہ صبر کی جہز کی گائیام
 نے بطریق احسن پورا فرمایا۔

پہلے کوہلی اور پندرہویں صدی ہجری

پہلے کوہلی اور پندرہویں صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں۔ پندرہویں
 صدی ہجری کا یہ سائنات بریں ہے۔ اور چودہویں صدی ہجری کے پورے
 ایک سو برس نیست ہے۔ اس دوران آسپان تصوف کے کئی شاہے ظہور ہو
 کر خرب ہو چکے و گریہ آج اور کل کی دہائی کے لیے سائنات فرما رہے ہیں۔
 ان میں زہد قافلہ ہرین حضرت حاجی عارف شاہ متوفی ۱۳۲۲ھ
 شاہ محمد رضا خان برہوی متوفی ۱۳۴۰ھ، سید محمد بہر علی شاہ صاحب
 کوثرہ شریف متوفی ۱۳۵۰ھ، امدان بی حضرات کے سلسلہ نسبی اور مدد خان کی
 ہیں، احمد بہستین جو آج بھی ہندوستان کو راہ مستقیم پر چلانے اور سکون
 نسبت کو راہ سکون کی تلاش میں مدد دینے کا فرما لیں۔ یہ تمام
 بہستین شریعت و طریقت کے سرچرخی تصوف ہیں۔

ن حضرت میں، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان عینی کا فخر و مدد کار و مددگار
 تحقیقت ہو اپنے صبر میں حق آگاہ حق ہو کر حق پسند اور حق گو ہو

اعمال کا دار و مدار تقویٰ پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خط میں انسانیت کے لئے جو مشورہ عطا فرمایا اس میں بھی اسی بات کی وضاحت فرمادی کہ سبب انسانیت صرف تقویٰ ہے۔

”انسان فی الاسلام سوار انسان طاعت لادام وهو لافضل من علی علیہ ولا یجی علی عوجی الا بتقوی اللہ“ (۲)

یعنی اسلام کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں۔ تمام انسان آدم و نوح الٰہیہ کسی عروج کو بھی پہنچا کر کسی بھی کویری پر توحید نہیں بخیر اللہ کے تقویٰ کے۔

الغرض اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس طرح جسم و روح کے احکام و اعمال و غیرہ کی فلاح و فساد کا نام فقہ ہے اسی طرح بالنی اعمال یا ان کے اصلاح و ترقی یا ان کی اصلاح و فساد کو تصوف کہتے ہیں اور اس طرح یہ تصوف ہی ہے جسے قرآن میں ترک کرنا فرض و حدیث میں احسان اور اہل اللہ کے نزدیک علم قریب اور علم باطن کا نام دیا گیا ہے اور یہ تمام مذاہم ایک ہی بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ انسان کی فلاح و ترقی اسی میں ہے جس میں قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی روافیتیں کرے اور اس راہ کی تلاش ہر انسان بذات خود نہیں کر سکتا بلکہ اس کے لئے ان ہستہوں کی ضرورت ہے جو قرآن و سنت کی عملی تفسیر چوں اور وہ ہستیاں صوفیائے کرام کی ہیں۔

۶۔ صوفی (حققت صوفیائے کرام کی رائے اور حقیقی جائزہ نہ

تصوف کی بحث سے اس بات کی وضاحت تو ہو چکی کہ اہل تصوف، اہل تقویٰ کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ مکلف صوفی کا ملحق ہے تو یہ بات بالکل عیاں ہے کہ صحابہ، تابعین اور متبع تابعین کرام کے ناموں کی موجودگی میں اہل تقویٰ کے لئے کسی الگ نام کی ضرورت نہ تھی بلکہ انہیں ان جب ہر حکم کے لئے تحقیق و جستجو کے میدان وسیع ہو گئے اور ہر شخص کے لئے یہ ممکن نہ رہا کہ وہ تمام علما و

میرین کو بھی اس کی تلقین کی اور یہ صرف اس وجہ سے ہو اکرام بزرگوار یہ شخصیات نے تصوف کو قرآن و حدیث کی بنیاد پر ایک علم اور فن کی حیثیت سے رد نہیں کیا۔

اور اقل گروہ شد میں ماضی تصوف کے سلسلہ میں ہر صوفی کے صوفیائے کرام کی تعلیمات پیش کی گئیں۔ صحابہ کرام سے لے کر آج کے فقیہ کے صوفیائے کرام کی تعلیمات سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تصوف کو کبھی بھی قرآن و سنت سے لگ تصوف نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اولیاء اللہ کی پیروی ہی یہی ہے کہ وہ صاحب تقویٰ بن جائیں۔

”الایات اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخزنون۔ الذین امنوا وکاتوا یتقون“ (۳۹)

(سنن نو۔ بے شک اللہ کے ولیوں پر کچھ خوف ہے نہ بچھرم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں)۔

اور یہ ”ہل تقویٰ ہی میں جن کی ہر بات کے لئے اللہ بنا کر و تعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرمایا۔“ ”ذالکنا الکتاب لایب فیہ۔“ ”ہدای التامین“ (یہ وہ کتاب ہے جو اہل تقویٰ کی ہر بات کے لئے نازل کی گئی)۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کا خلاصہ بھی تقویٰ کا حصول ہے۔ ایک نہیں درجن ہیں بلکہ سیکڑوں احادیث میں اسی بات کی وضاحت ہے کہ تمام

شاہ عبد الرحمن جوینچہ ٹی ادا مسجد زین الرست مائگی شریف جیسے اصحاب و روحانہ نے شکر کست کی اور اس میں سے اکثر آپ کے تلامذہ اور خلفائے امدان ہی حضرات پر مشتمل کہیں بتائی گئی۔ کہ وہ اسلامی حکومت کے لئے ہر لمحہ عمل تراب کو ہے۔

ہے اور کتب تصنیف کی ہیں کہ صوفی کو لباس صوف پہننے کی بنا پر صوفی کہا جاتا ہے، ایک جماعت کہتی ہے کہ صوفی کو اس لئے صوفی کہا جاتا ہے کہ وہ اول صف میں ہوتا ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ اصحاب صف کو دوست رکھنے والے صوفی کہلاتے ہیں اور ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ اسم لفظ "صف" سے مشتق ہے۔ اگرچہ ان معانی کو پایا جاتا ہے مگر اس اسم سے کوئی نسبت نہیں۔ مختصر یہ کہ صفائی جلد امور میں پسندیدہ ہے اور اس کی صف کی صورت ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "دنیا کی صفائی (لطافت) پہلی گئی اور کدورت باقی رہ گئی" اور استیفاء کی لطافت نام ہے ان اشیا کی صفائی اور اسی طرح اشیا کی کثافت نام ہے اس کی کدورت کا۔ پس چونکہ اہل تصوف نے اپنے اخلاقی و معاملات کو سنوار لیا ہے اور جلد نفسانی لائقوں اور خواہشات کو

شکر دیا ہے اس لئے ان کو صوفی کہتے ہیں۔

حضرت سید بیجو بری کے اس حقیقی پانہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صوفی سے مراد اہل تقویٰ ہیں جن کے خیالات، جن کا لباس اور جن کے اخلاق و کردار سے اللہ، اس کے رسول اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا بے پناہ اظہار ہوتا ہے اور جنہوں نے اپنے اسی محل سے نہ صرف دکھی دنیا کو اپنی ناسکون بخت بلکہ خود بھی دینی و دنیا کی فکر سے آزاد ہو گئے۔

"الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخزون" (۴۳)

اور انہیں یہ اعزاز صرف اور صرف اس بنا پر عطا ہوا کہ ان کی زندگیوں میں ایمان و تقویٰ کا نہایت بڑا ثبوت تھیں۔ "الذین آمنوا وکانوا یسعون" (۴۴) اسی لئے ان قابل قدر ہستیوں کو دینی و دنیا کی حیثیت کا ودائی کی خوشخبری سنائی دی گئی۔ لہذا البشری فی الیامۃ الدنیا و فی الآخرۃ (۴۵)

فنون پر دسترس رکھ سکے تو سہ ماہہ ترن کے لئے الگ الگ اعزاز دیا نام مقین ہوئے اور صوبہ طبع علم ظاہری کے ماہرین یعنی معشرین، محدثین، اہل علم و فن، اور مفسرین کو الگ الگ ناموں سے پکارا جانے لگا اسی طرح علوم باطنی کی مہندہر ہستیوں کو صوفیہ کے صفائی ناموں سے متصف کر دیا۔

لفظ صوفی پر تحقیق کرتے ہوئے تقریباً تمام محققین نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ لیکن امام السالکین حضرت شیخ علی بن بویری، دانا شیخ جنس وقت اللہ متوفی ۴۵۵ھ نے صوفی کے سلسلہ میں جو تجزیہ فرمایا ہے وہ نہایت ہی جامع اور عقیقہ ندر ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "سردمان اندر تحقیق این اسم بسیار سخن گفته اند و کتب ساختہ، کہ صوفی را از آن صوفی خوانند کہ جامعیت دارد، و گوی گشتہ اند کہ بدین صوفی خوانند کہ نہ صرف اول باشد، و گوی گشتہ اند کہ بدین صوفی خوانند کہ توحیدی یا صحاب کندی، و گوی گشتہ اند کہ این اسم از صفا مشتق است۔ ماہر متصفی صفت این صافی بپیر می باشد۔ پس صفا در حد خود باشد و نہ آن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گشتہ است، و نہ یہ صفا لدنیا و فقی کہ در صفا۔ و نام لطف اشیا و صفو آن چیز باشد و نام لطف کردار آن چیز پس چون اہل این قصہ اخلاقی و معاملات خود را مہذب کہ در ہند و از اخلاقیات بہتر می باشند مرا ایشان را صوفی خوانند" (۴۶)

ترجمہ: دو لوگوں (محققین) نے اس اسم کی تحقیق میں بہت کلام کیا

حضرت محققین بلکہ خود اہل تصوف نے بڑی وضاحت سے صوفی کی تعریف بیان کی ہے اس سلسلہ میں حضرت معروف کرخی، حضرت ذوالنون مصری، حضرت جنید بغدادی، حضرت ابو بکر شبلی، حضرت ابو یوسف محمد بن محمد وردی اور شیخ احمد کبیر غامدی رحمۃ اللہ علیہم ائمہ دین کے اقوال کی کتب تصوف اور خرواں کی اپنی تصانیف میں ملاحظہ کی جاسکتے ہیں۔

- ١٢ - القرآن : ٨ : ٢
- ١٣ - القرآن : ٣ : ٩٢
- ١٢ - القرآن : ٢٨ : ٤٤
- ١٥ - القرآن : ٢٨ : ١٠
- ١٦ - مسلم، بن الحجاج القشيري، "صحیح مسلم"، مصر، المطبعة المصرية، ١٣٠٨ هـ، كتاب الإيمان
- ١٤ - مسلم، بن الحجاج القشيري، "صحیح مسلم" موله بالا، باب البر والملة
- ١٨ - بخاري، ابي عبد الله محمد بن اسماعيل، "المختار البخاري" مصر: مطبع مطفي النائي، المطبسي، ١٢٥٥ هـ، كتاب الإيمان -
- ١٩ - نسائي، احمد ابو عبد الرحمن، "سنن نسائي" مصر: مكتبة التحاربه، ١٢٤٩ هـ، كتاب السهو -
- ٢٠ - بخاري، ابي عبد الله محمد بن اسماعيل، "المختار البخاري" موله بالا، كتاب التوحيد -
- ٢١ - ترمذي، ابو عيسى محمد بن عيسى، "جسار ترمذي" سبلي: فخر المطابع، ١٢٤٠ هـ، كتاب الزيد -

حول جات باب اول

- ١ - ابو داود، سليمان بن ثابت، "سنن ابي داود" دار احياء السنه النبويه، باب الرجل يفرج من ماله .
- ٢ - القرآن : ٥١ : ٥١
- ٣ - القرآن : ٣١ : ٢٠
- ٤ - محمد ابن محمد، سيف، علامه، "كتاب ابنه" لساده المتقين" ، مصر: ١٢٥٠ هـ، ص - ١١٥ .
- ٥ - الجزء الثالث -
- ١١ : ١٢ : ١١
- ٦ - * * *
- ٧ - القرآن : ١٣ : ٢٨
- ٨ - القرآن : ٣ : ١٢٢
- ٩ - القرآن : ٣ : ٤٢
- ١٠ - القرآن : ٢ : ١٩٢
- ١١ - القرآن : ٨ : ٢٢

۲۰- نظام الدین اولیاء، خواجه (مرتب) " راجعہ
العلوب " از خواجه فرید الدین گنج شکر ، دہلی؛

مطبع آگرہ ، ۱۲۸۴ھ ، ص- ۷۹

۲۱- محمد بن جعفر مکی ، " بحر المعانی " آگرہ ،
مطبع الہی ، ۱۲۹۷ھ ، ص- ۵۵

۲۲- امیر خورف، محمد، " سیر الاولیاء " دہلی؛
مطبع مصیبت ، ۱۳۰۲ھ ، ص- ۱۰۱

۲۳- انصاری، بابزید ، " صراط التوحید " پشاور ؛
ادارہ اشاعت سرح ، ۱۳۷۵ھ ، ص- ۳۹

۲۴- دارا شکوہ ، محمد ، " سکنۃ الاولیاء " آگرہ ؛
انصار پریس ، ۱۳۹۹ھ ، ص- ۷۵

۲۵- ایضاً ، ص- ۷۷

۲۶- محمد حسن ، حافظ ، " انوار المعارفین " بریلی
مطبع صدیقی ، ۱۳۹۰ھ ، ص- ۱۷

۲۷- مرزا، محمد عبد الستار ، " مسائل المساکین فی
تذکرۃ الرواملین " ، آگرہ ؛ مطبع فیض منیر
مطبع عام ، ص- ۱۹۵

۲۸- فاضل، کل حسن ، " تعلیم غوثیہ " دہلی؛ مطبع
قاضی مومن الدین عقلم ، ۱۳۰۵ھ ، ص- ۳۹

۲۲- ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل، " تفسیر القرآن
المعظم " قاہرہ ؛ مکتبہ دار التراث ، ۱۹۸۰ع
ص- ۴۰ ، جلد " اول -

۲۳- حامی، عبد الرحمان ، " نغمات الانس " نورلکھنؤ،
مطبع منشی ، ۱۸۸۵ع ، ص- ۲۳

۲۴- فقیری، عبد الکرم ابوالقاسم ، " الرسالۃ
لغوثیہ " ممبئ ؛ دار الکتب عربیۃ الکبریٰ ،
۱۳۸۵ھ ، ص- ۱۱۹

۲۵- عبد الحق ، شیخ ، " انصار الانصار فی احوال
الابرار " دہلی؛ مطبع محبتانی ، ۱۱۰۹ھ ، ص
۱۱۹

۲۶- مرزا، محمد عبد الستار ، " مسائل المساکین
فی تذکرۃ الرواملین " آگرہ ؛ مطبع فیض منیر
مطبع عام ، بلا سن طباعت ، ص- ۵۵

۲۷- جیلانی، عبد القادر ، " فذوح الغیب " لاہور ؛
مطبع معنی ، ۱۳۹۸ھ ، ص- ۱۲۹

۲۸- ایضاً ، ص- ۱۳۵

۲۹- القرآن : ۲ ؛
(تم پریکڑ بھلائی کو نہ پہنچو گئے ص تک راء
خدا میں اپنی بیماری چیز خیر نہ کرو)

باب دوم :-

ادوار تصوف

از محمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تا حال

(الف) اجمالی خاکہ :-

جہاں تک اسلام تصوف کے آغاز کا تعلق ہے۔ تو اس کی ابتدا اس وقت سے ہوئی جب پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی علاقے سے الگ ہو کر غار حرا کی تنہائی میں اپنے خالق کی تسبیح و تہلیل میں مشغول ہونا شروع کیا۔ تعلق مع اللہ اور حب الہی کی پہلے سے کوڑی اور سلسلہ اسلامی تصوف کا آغاز ہے۔ اس بات کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ تو قبل از اسلام کی زندگی ہے۔ لہذا تصوف کی ابتدا اسلام سے کسی طرح ہوئی؟

یہ اعتراض کسی طرح بھی معقول نہیں۔ اس نے کربوت کوئی کمی شئی نہیں بلکہ وہی ہے اور نبیؐ پر یہی بنتا بلکہ شروع ہی سے ہوتا ہے لہذا نزول وحی سے قبل کی زندگی بھی نبیؐ کی زندگی سے جس کی طرح ہے اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ آپؐ کی اس زندگی کو آئندہ زندگی کی پیید یا امتداد کہا جاسکتا ہے۔

بعد از ان جب وحی کی ابتدا ہوئی تو اسلام نے اپنے آفاقیہ ساتھ اسلامی تصوف کی بھی ابتدا کی۔ یہ حیات و روح پر جاری تھی۔ خوف خدا احساس بندگی اور علاقہ دنیاوی سے بے نیازی کی جس کا بروئے کار لانا زہد و تقویٰ کی تکمیل کا آلہ کار تھا۔ جو اپنے ساتھ وہ تمام مظاہر

۲۹ القرآن : ۱۰ : ۲۲

۲۰ القرآن : ۲ : ۲

۲۱ - "حمد بن یساقوت" ، "تاریخ یعقوبی" بیروت
دار صادر ، ص - ۱۱۰ ، الجزء الثاني -

۲۲ - پیوری ، صف علی بن عثمان ، المعروف باسم
کشف بخش ، "کتفہ المحبوب" لاہور : مرکز
تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ، ۱۹۷۸ ع

۲۳ - القرآن : ۱۰ : ۲۲

۲۳ القرآن : ۱۰ : ۲۲

۲۵ - القرآن : ۱۰ : ۲۲

رہ گیا کہ ان میں جہد و جدوجہد کا کوئی پہلو ہی ذات کو فنا کر کے اپنے رب کے جانے پہنچنے سے روحانی زندگی کا ایک نیا چاند بدلتی اور عہد بدلتی نیا شکل اختیار کرتی ہے۔

یہ تھا تصوف کے مختلف ادوار کا اجمالی خاکہ جس میں تصوف نے کئی رنگ بدلے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تصوف کی اصلیت بھی عطا ہوئی تھی۔

رب (پہلا دور
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کبار نے تصوف کا پہلا دور ہے۔ خود اس شخصیت کی دنیا پر مبنی رہا اور پھر آپ کے صحابہ کی زندگیوں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ہمیں ان سب میں روحانیت کا برقرار نظر آتا ہے اور ان میں تقریباً ہر ایک کی زندگی تصوف کی جملہ تفہیمات سے عبارت تھی۔ البتہ آہستہ آہستہ کہ اس زمانہ میں تصوف اسلام سے یا ظاہراً شریعت سے الگ ہو گئی چیز نہ تھی جتنی تصوف تھی بلکہ ظاہری شریعت کے جہد و جدوجہد اور باطنی تصوف تھا۔ گو یا عین اسلام تھا۔

اس دور میں تصوف، توحید و بندگی و عبادت و غور و فکر ذکر و تلاوت، توبہ، زہد و فقر و صبر و رضا، اخلاص و شہر و فروع توکل و جہد و صبر و سخاوت و قناعت، ایثار و عہد داری، حب الہی و عشق رسول و خوف و رجاء، حق پرستی و حق گوئی، گمراہی زاری، احسان و عصمت، علم و معرفت اور سادہ زندگی سے عبارت تھا۔

اس دور میں بھی تصوف اپنی اس شکل میں ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتا ہے، خالص رہا۔ دین کے ساتھ ہی باطن کی زندگی

لائی جو دنیا سے زیادہ بے نیازی اور دین سے زیادہ سے زیادہ قربت کے موجب تھے۔ وہ دین جو آغا زاد اسلام میں قائم مسلمانوں کے دلوں میں عام تھا۔ روحانی زندگی کا یہ وہ دور تھا جس کا بہترین نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی حیات گرامی تھی۔ اس مبارک زندگی کے قول و فعل و دونوں سے مسلمان کامل طور پر متاثر ہوتے تھے۔ یہی وہ نقش قدم تھا جس پر چھپا رہے اپنے لئے باعث فوز و فلاح سمجھتے تھے لیکن یہ کیفیت زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکی کچھ ہی مدت کے بعد غیر اسلامی اور اجنبی عناصر بھی اس زندگی میں داخل ہو گئے فلسفہ اور تصوف میں ایک قسم کا امتزاج پیدا ہو گیا اور وہ اسلامی اور اخلاص نہ رہا جو پہلے تھا۔ یہ دیگر عناصر بھی اسلام کی حیات روحانی میں گھل مل گئے تو اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ روحانی زندگی نے ضعف اور مشنوع قسم کی صورتیں اختیار کر لیں۔ اسی طرح معتقد اور راستہ بھی بن گئے۔ اب تصوف اور روحانیت کا طار اس پر نہ رہا کہ تصوف قلب و دماغ ہو، رب سے الگ نہ ہو، مقبوض ہو، مادیت سے بے نیازی اختیار کر کی جائے بلکہ یہ بچانے خود ایک دین اور مذہب بن گیا جس پر فرقہ بندیوں بن گئیں اور نئے نئے لگ بھگٹے کھینچ گئے۔ اب متعدد تاریخ دہاد میں سے بے نیازی و جذبہ جہد سے نفرت اور روضہ ان اللہ کا حاصل کرنا نہ رہ گیا بلکہ یہ ہو گیا کہ اسے ایک دوسرے مقصد کے حصول کا وسیلہ بنا لیا گیا۔ یعنی وجہ اللہ کا مسئلہ اور جمالی ازل کا مشاہدہ۔ کچھ عرصہ بعد یہ رنگ بھی قائم نہ رہا۔ یعنی ان مسائل اور مشاہدہ پر قائم نہ رہا بلکہ اور آگے بڑھا۔ ریاضت اور عبادت سے بچاؤ کر کے وہ فلسفہ کی وسیع کاری کا شکار ہو گیا اور اب تصوف کا مقصد یہ

(د) تمہیں اور (د) اہل بیت (ع)

جس طرح جملہ علوم اسد مسیہ کی تزکیہ و ترقی اس زمانہ میں ہوئی اور تمام علوم و کرامات کو پہنچنے تو علم تصوف بھی اس دور میں خوب پروان چڑھا۔ اس سے قبل اپنی حد کا نہ کسی مروجہ شکل میں موجود تھا نہ اسکی تعلیم و تعلم یا عبادت و ریاضت کا لگ بھگ نظام تھا بلکہ بہت کچھ براہ راست دین سے وابستہ تھا اس میں سب لوگ برابر کے شریک ہوتے تھے۔

جو زیادہ زہد و ریاضت اختیار کرتا وہ زیادہ عابد و پکار جاتا۔ جبکہ دور و قریبی ہر ایک کے لئے معافی کا لقب تھا جس سے مطلقہ ہیں کسی دوسرے لقب کی حاجت نہ تھی اور نہ ہے لیکن اس دور میں تصوف ایک باقاعدہ اور جدا گانہ نظام کی حیثیت روٹا اس پر اور اس دور میں اس کے لئے متعدد اور مختلف صوفیاء و اہل علم وجود میں آئیں۔ یہی وہ دور ہے جس میں عبادت و زہاد اور نساک کے لئے صوفی کی اصطلاح وجود میں آئی۔ جو کچھ وہ اخلاقیات اور صفت کلمہ کی نشا وعت اور عزت اور کفایت میں اکثر و بیشتر صوفی کلام اس پہنچے تھے اس لئے یہ نام ان کے ساتھ مشہور ہو گیا۔ اور سب سے پہلے ابو یوسف کوئی صوفی کے لقب سے ملقب ہوئے۔ لہذا اس سے پہلے میں مریدانہ یوں کہہ سکتے تھے

۱۱ تم تشریف آستنی ۱۵ مہدی ۱۶ مہدی کی تحقیق کی رودے لفظ صوفی

۱۲۰۰ مہدی کے کچھ پہلے مشہور ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

رحلت کے بعد اس زمانے کے افاضل جس لقب سے یاد کیے جاتے تھے وہ صحابہ تھا۔ کسی دوسرے لقب کی ان کو توجہ نہ تھی۔ کیونکہ صحابہ سے بہتر کوئی فضیلت نہ تھی۔ جن

عشائے غنی اور علی کرم اللہ وجہہ کی زندگیوں میں ملتا ہے۔ اصحاب صفہ کی حیات مبارکہ میں ملتا ہے اور اس کے علاوہ دیگر کئی صحابہ کرام مثلاً ابو ہریرہؓ، ابو ذر غفاریؓ، سلمان فارسیؓ، مصعبؓ، رومیؓ، ابی ابن کعبؓ، نسیم الدارینیؓ، سمیع بن یحییٰؓ وغیرہ کی مبارک زندگیوں ان جملہ تعلیمات سے موزین و آراستہ تھیں ۱۰

(۱۱) دروس اور - ۲۴۵ھ تا ۵۱۵ھ :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے بعد تابعین کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ اس زمانے میں بھی تصوف کو کوئی اگلی حیثیت حاصل نہیں رہی بلکہ اسلام کا ایک جزو رہی کچھ کمزوری پر عمل درآمد ہو تا رہا۔ اور طبقہ تابعین نے اپنے اپنے اعمال و کردار کا محور و مرکز اسوہ نبوی اور صحابہ کرام کی حیات مبارکہ کو بنایا۔

۱۰ طبقہ تابعین رجوع کرنا شروع کیا وہ بھی طبقہ کہلاتا ہے، میں جو حضرات اپنے زہد، تسک، عزت و شجاعت اور حب الہی میں زیادہ ممتاز نظر آتے ہیں وہ یہ ہیں۔ ۱۱۰۰ اولی بن عامر القرظی ۱۲۰۰ عامر بن عبد اللہ بن عبد قیس البصری ۱۳۰۰ مسروق بن عبد الرحمن ۱۴۰۰ ربیع بن خثیم ۱۵۰۰ جابر بن حیان ۱۶۰۰ الحسن بن ابی الحسن

ابو سعید البصری حسن بصری

اس طبقے کی اصولی حیات کا اگر خلاصہ کیا جائے تو یہ ہوگا (۱) ذکر الہی کی کثرت و تواتر، صبر و ریاضت سے بیزاری ۲) کائنات کے مسائل پر فکر و تدبیر ۳) اپنی استعداد کا استعمال ۴) اللہ پر توکل کامل۔

یہ طبقہ بنیادی عقائد میں ایمان کے محکم کا دار و مدار تھا اور اس روشنی میں زہد و تصوف کا قاعدہ آگے بڑھ رہا تھا۔

۱۰۔ ان میں سے ہر ایک کی حیات طیبہ کے مطالعہ سے لفظ الہی ملتا ہے، بلاشبہ وہ اس سے

ربانیت و ذکر و فکر کی غرض سے شام کے مقام پر طرہیں عیسائیوں کے موعودہ کی مانند ایک خانقاہ تعمیر کی۔ تصوف اسلام میں تاریخی حیثیت سے پہلی خانقاہ بھی ہے۔

ساتھ ساتھ اس کی بنیادی قیامیات میں بھی تغیر و تبدیلی رونما ہوئی مثلاً صرف دنیاوی ملائقی کو مقصد نہ بنانے کا مقصد و مطلب ترک و نسیب اور مکمل کن رہ گشتی سمجھا جانے لگا اور صوفی اس کو ضروری خیال کرنے لگے۔ (حضرت بہرہ گیم دھم کی مثال موجود ہے)

اس طرح شیبہ الہی جو کہ قبل از ادوار وسط تھی اب بلا واسطہ کھجی جانے لگی اور یہ تصوف اس زمانے کی شہرہ کا بدوہ صوفیہ را الجہ عدد ویر کے ذریعے تصوف میں داخل ہوا۔ اس طرح نئے نئے نظریے تصوف میں شامل ہوئے درغلطہ نو افلاطونیت کا مشہور نظریہ وحدت الوجود مسلمان صوفیاء پر اثر انداز ہوا اور مشہور صوفی بزرگ ذوالنون مصری کے ذریعے سب سے پہلے اس نظریے کے خیالات تصوف اسلام میں داخل ہوئے اور صوفیاء نے اسلامی نظریہ تو حید سے اس کے ڈا ہڈے ملا کر اسے ظاہری تو حید کا باطن قرار دیا اور یوں یہ نظریہ غیر ملکی تصوف کا جنر و تصوف پر ہونے لگا۔ پھر نظریہ اس دُور کے ایک اور صوفی بزرگ بایزید سیلمانی (دائے سکہ کے سرے) کے ذریعے پہر واپس پڑھا اور منصور غلام نے اسے عروج تک پہنچایا جس کی بنا پر فقہاء و صوفیاء کے شدید مخالف ہو گئے اور اس اختلاف کے نتیجے میں منصور غلام کو قسطنطنیہ واد پر شہر ہایا گیا۔

اس دور کے ایک مشہور صوفی بزرگ حضرت حید بغدادی بھی شکوہ علی جوہری نے یہ شیخ المشائخ در طرہ حقیت اور نام الہامیہ در شریعت قرار دیا ہے۔

بزرگوار نے صہابہ کی صحبت اختیار کی تھی وہ اپنے زمانے میں تابعین کہلاتے اور تابعین کے سنیض یا فتر حضرات اپنے زمانے میں تبع تابعین کہلاتے مسند زلقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ اس کے بعد زمانے کا رنگ بدلا اور لوگوں کے احوال و مراقب میں نمایاں فرق پیدا ہونے لگا۔ جن خوش بختوں کی توجہ دینی امور کی جانب زیادہ تھی ان کو زباز و بکار کے ناموں سے یاد کیا گیا۔ کچھ عرصے بعد عیسائیت کا ظہور ہونے لگا۔ اور ہر فریق نے اپنے زباز کا دعویٰ شروع کیا۔ زمانے کا یہ رنگ دیکھ کر خواص اہل سنت نے جو اپنے فطری کوششیت الہی سے مشغول رکھتے تھے انہیں زباز سے علحدگی اختیار کر لی اور انہی کو صوفیاء کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ درہلے شخص جو صوفی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ وہ ابو ہاشم کوفی تھے ان سے قبل دکرکئی شخص اس نام سے یاد نہیں کیا گیا۔ ابو ہاشم کوفی کو زباز کہنے والے تھے لیکن بعد میں شام میں جا کر بس گئے اور وہیں انہوں نے انتقال فرمایا۔

نیز خانقاہ کی بنیاد بھی انہی صوفی بزرگ ابو ہاشم کوفی نے ڈالی۔ اس سے قبل درغسخت و صہابہ کے زمانے میں (مجدد دینی امور کی بنیاد پر) مسجد سے وابستہ تھی اور دیگر زبازوں کے مسائل کے حل بھی وہیں طے پاتے تھے۔ یعنی خداوند تعالیٰ کی عبادت گذاری اور دنیوی مسائل کی طے کرنے کیلئے ایک الگ الگ جگہوں نہیں تھیں، لیکن امتداد و زمانہ کے ساتھ ساتھ جب عہد اسلاموں سے صوفیاء کا گروہ الگ ہوا تو ان کی روحانی تربیت کیلئے ایک مسکنوں کے ضرورت پیشی آئی۔ خانقاہ کا وجود دراصل اسی ضرورت الگ مقام کی ضرورت پیشی آئی۔ خانقاہ کا وجود دراصل اسی ضرورت کا نتیجہ تھا۔ اور یہ بھی دوسری صدی ہجری کے نصعت میں وجود پائی۔ اور اور یہ حقیقت ہے کہ ابو ہاشم کوفی نے صوفیاء کی تعلیم و تربیت اور

دیکھتے ہیں۔ آپ نے اس کے اندر تصورات کے جہر پہلوؤں پر سیر حاصل
بحث کی ہے اور بے شمار مصوفیائے تذکرے اور حکایتیں بیان کی ہیں
اس کتاب میں انہوں نے اپنی تصورات کو نہیں طبعوں میں تقسیم کیا ہے۔

پنابچہ فرماتے ہیں۔

مصوفی آں جو کہ از خود خدائی بود و دینی باقی و از قبضہ خارج
و مستور و حقیقت بیوہستہ و مستور نہ آنکہ کہا ہو کہ ایں درویش
از دینی طلبہ و اندر طلبہ خود را بر سنا ملت الیہاں درست
ہوئی کند و اگر از برائے مال وصال و رہا و حفظ دنیا
خود را مانند ایناں کردہ و از دین پروردگار بیخبر نہاں نہ
تجربہ مصوفی وہ ہے جو اپنے آپ کو فنا کر کے داخل ہوئے ہو جائے
اور جو اپنے نفسانی سے آزاد ہو کر حقیقت کو مقصود ملے۔ اور
مستور نہ وہ ہے جو مجاہدہ کر کے اس مقام کو حاصل کر لے
کو شیشی کر لے اور یہ کہ طلب میں عادت سمجھا بھی ہو۔
اور مستور وہ ہے جو مال و شایعہ اور رہا کے لئے اور
دنیا سنوارنے کے لئے خود کو مصروفوں جیسا بنا کر رکھ دے
فانی الحقیقت وہ ان سے ان کے مقامات سے واقف تک

ذہب

یہ خودی ہے تودہ فقیر ہے اور اگر کوئی طریق سکین اس صفت
سے خالی ہے تو یہ فقیر کہہ لے جائے ماستحق نہیں۔ مختلف شہر طرکے ساتھ
آپ سماع کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔

امام غزالی :-

آپ مشہور فقیر اور صاحب طریقت ہیں۔ اور آپ کو اپنی تعلیم

اسی طرح ایک اور بزرگ ابو بکر شبلی ہیں جن کو حضرت جنید بغدادی
اس قوم کا تاج "فرمایا کرتے تھے ان کے اقوال سے بھی نظریہ وحدت
الموجود کی تائید ہوتی ہے

اس کے علاوہ اس دور کے بشیر بن ابی ریشہ صافی و اوائی صافی۔ سری
سقطی، معروف کوشی، ۱۰۰ محمد بن ابی سب شاہی، ۱۱۰ ام احمد بن عیسیٰ،
شامہ شجاع کرمانی، محمد بن فضل بخاری، ابوبکر جرجانی وغیرہ مشہور
صوفیاء ہیں۔ (حضرت علی ہجویری نے کشف المحجوب میں جلوت
شیخ تائید ہیں) مشہور بزرگوں کے نام گنوائے ہیں اور ان کا ذکر
کیا ہے۔

د) چچ تھا وورد۔

مگر کہ شیخ تائید ہیں کے در میں علم تصوف اپنی عبادت کا نہ حقیقت
میں بھر پور انداز میں نہ صرف روشنائی ہو چکا تھا۔ بلکہ علمی پیرو سے
اسے کافی وسعت حاصل ہو گئی تھی۔ تاہم شیخ تائید کے بعد سب
تصوف پر مزید روشنائی سے نوازا نہ ہوئے جن کی بدولت اس کی
تابانی میں مزید اضافہ نہ ہوا۔ اور وہ عقیدہ ہوا بھی تک لائیکل کچھ جائے
تھے انہوں نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ ان کو حل کیا۔ نیز اس
جو سیکڑاں میں اکثر کرکری ڈرنا پٹ دریا نٹ کے۔

اس دور میں جو لوگ چھپائے رہے ان میں شیخ ابوالحسن جویری
امام غزالی، شیخ محمد الدین ابن عربی اور صلی الدین ربی قابل ذکر ہیں۔
شیخ جویری مشہور صوفی بزرگ ہیں جنہوں نے تصوف پر لمبی کتب
تصنیف کی ہیں۔ جن میں مشہور و معروف کشف المحجوب فارسی زبان
میں ہے۔ اس کتاب کو فقہاء و مصوفیاء و دونوں بڑی قدر کی نگاہ سے

ہوا اور اسی بناء پر شیخ اکبر عقیدہ کاشت نہ رہے۔ چنانچہ سب سے پہلے امام ابن تیمیہ نے محدث عقیدہ کی اور وحدت الوجود کے ہمگیر نظریے کے رد میں "فی البطلان وحدت الوجود" کے نام سے ایک عالم درسا لکھا جس میں انہوں نے ابن عربی کے تصور توحید و واسی کے اسرار پر مفصل بحث کی۔ ان کے بعد ابن خلدون، علیہ الرحمہ عقلمانی، ابوہریرہ الباقی و ملکی عقیدہ کی ہے۔ ان کے بعد ابن خلدون، علیہ الرحمہ عقلمانی، ابوہریرہ الباقی نے بھی اس پر سخت تنقید کی۔ برصغیر پاک و ہند میں شیخ احمد سرسہند کی عبد رائف ثانی نے اس موضوع پر توجہ کی اور ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود پر نہایت دلنشین بحث کر کے اس نظریے کو غلط ثابت کیا اور اس کے حوالے میں نظریہ عبد ربیت پیش کیا۔

ابن عربی ہی وہ صوفی بزرگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے انسانی کائنات کا نظریہ پیش کیا یہی وہ نظریہ ہے جس کو بعد میں عبد الکریم جلی نے وحدت دی اور ان کے متعلق تصنیف "الف کمال" کے نام سے پیش کی۔
مولانا جلال الدین رومی :-

تاریخ تصوف اسلام میں انہیں بہت بلند تہذیب حاصل ہے۔ اگرچہ شیخ اکبر نے تصوف کے جملہ پیروؤں میں کوئی نشانی نہ چھوڑی تھی تاہم مولانا دردم نے اس ضمن میں گراں قدر خدمات انجام دیں جن کا اعلازہ آپ کی شہرہ آفاق کتاب "مستغوی سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو اپنے علوم و معارف و صفات میں کی اہمیت اور ہمہ گیریت ان کی وحدت و بلند نیالی گہرائی و گیرائی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اسی بنا پر اسے پیروی زبان کا قرآن کہا جا سکتا ہے۔ اس کتاب میں سب تصوف مولانا دردم نے وحدت الوجود، عقل و عشق و غیرہ کے موضوعات پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ آپ اپنے خیالات میں ابن عربی سے متاثر معلوم ہوتے ہیں۔

علمی و عملی حضرات اور بلند مرتبہ کی بنا پر فقہاء و صوفیاء دونوں میں بڑی قدر و منزلت ملتی ہے۔ آپ علوم ظاہری کے بھی ماہر تھے اور علم تصوف میں بھی ماہر فن ہیں۔ آپ کی زیر یا وہ تکرر کو ششیں فقہاء و صوفیاء کا وہ اختلاف فرم کر نے میں صرف ہول نہیں جو آپ سے قبل بڑی نازک صورت اختیار کر گیا تھا۔ اس بات کا اعلازہ آپ کی تصانیف سے لگایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے زمانے میں علماء و صوفیاء، ہر دو طبقوں کو متاثر کیا۔ علم تصوف میں ان کی کتب کہیں گئے سعادت و فائزسی اور احیاء العلوم الدینی (ربانی) بہت مشہور ہیں۔

شیخ محمد الدین ابن عربی
آپ شیخ اکبر کے مشہور نقیب سے معروف ہیں آپ سب سناہ میں پیدا ہوئے، وہیں تحصیل علم کی اور پھر مشرق میں پھیلے آئے اور دمشق میں وفات پائی۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں جنکی تعداد چار صد سے پانصد بتائی جاتی ہے۔

تصوف کے سلسلے میں تصوف میں حکم "ان کی مشہور کتاب ہے جس میں انہوں نے نظریہ وحدت الوجود زور دار طریقے سے پیش کیا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ان سے قبل یہ نظریہ ابتدائی حالت میں تھا ان کے اہل کمال کو پہنچ گیا۔

اس لئے کہ ابن عربی نظریہ نوافلاطونیت سے بہت متاثر تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس نظریہ کو اسلامی تصوف کے رنگ میں پیش کیا۔ جس سے بعد میں آنے والے صوفیاء اس سے بہت متاثر ہوئے۔ نیز عربی، فارسی اور اردو شعراء نے بھی اس خیال کو نہایت زور دار طریقہ پر پیش کیا جس کے نتیجے میں اصل اسلامی نظریہ توحید بری طرح مجروح

سمجھا جانے لگا تھا۔ دونوں کو دوا حدیثے سنیں کیا۔ سماع کو منع کیا۔ اور
سکر رہے خود ہی ارجے صوفیا وئے اپنا شمار بنالیا تھا اکی مذمت اور صحر

دہوش کو افضل و بہتر قرار دیا

تاہم باعتبار مجموعی مولانا اردی کی وفات ۱۳۷۷ھ کے بعد تھوڑی سی

زوال پیر پونا شروع ہو گیا۔ اسی کی مختلف سیاسی وجوہات بھی تھیں اور

تصوف میں کافی پیچیدگی کا پایا جاتا بھی تھا نیز نگر و خیال کی تبدیلی و اثر و بھی

تھی۔ چنانچہ آٹھویں صدی ہجری کے بعد رنتر رنتر، اسلامی مصوفیہ اشخاص

کا شمار ہوا۔ صوفیا میں بھی اب وہ پہلی ہی بات نہ رہی درحقیقت کسی

چیز وہ گہلی اور شدہ شدہ تصوف محض خیال۔ نیم نہ بھی رہا۔ ایک

بے عمل اور بے اثر زندگی کا وسیلہ گدگد مگر کیا جگہ توف اپنے انہا میں

نوع لوگوں کو دھوکا دینے کا ذریعہ بن گیا جبکہ توف اپنے انہا میں

ستر آرائی و سنت سے، خود تھا۔ جہاں الہی اس پر اثر نہ تھی اس

دور کے بعد وہ دور یا جب دوسری قوموں اور تہذیبوں کے خلاف

دوسرے مذاہب اور عقائد کے امتزاج، دوسرے علوم و فنون کے

مطالعہ نے اس میں کسی حد تک لحاظ پیدا کر دی۔ اس میں بہت سی

نئی چیزیں آئیں، نئے عقائد نکلتے، نئے خیالات نے جگہ لی، نئے نظریے

بنے، نئے تصورات عالم وجود میں آئے، پھر اس دور کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ

ذہنی و فانی شروع ہوا اور ماحول صرف شریح و تفسیر کی حد تک محدود ہو کر رہ

گیا۔ کوئی نئی بات نہیں پیدا کی گئی جو کچھ پہلے چلا آ رہا تھا اس کو نئے رنگ

آب کے ساتھ پیش کر دیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری دور نہیں رہا

کے تعلق کا دور ہے جس میں کوئی نئی بات سوچتی ہی نہیں۔ اس تعلق کا خبا

زوان اور نسخہ مل کے سو گچھ دور جو بھی نہیں سکتا، تاہم دوری ہے۔ دیکھا

د) پانچ سوال دور

اکثر محققین نے اسے تصوف کا دور انحطاط شمار کیا ہے۔ مگر اس

دور میں بھی بعض مشہور و معروف بزرگ صوفیا و گذرے ہیں جن کا ذکر تمام

تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔

۱۔ عبد الکریم الجلیلی المیزانی

آپ نے اپنے پیشرو ابن عربی کی پیروی کی اور ان کے بیان کردہ نظریے

”ان کا نکل کو وسعت اور حلال بخشی

۲۔ مولانا عبد الرحمن جامی

آپ بھی ابن عربی ہی سے متاثر تھے اور نظریہ وحدت الوجود کے بزرگ

معتقد تھے۔

۳۔ عبد الوہاب الشعرانی

انہوں نے بھی اپنے پیشرووں کی تحقیق پر کام کیا ہے اور کوئی نئی

چیز نہیں پیش کی۔

ابتداء اس دور میں ایک اہم شخصیت شیخ احمد سرہندی

عبداللہ ثانی کی ہے جنہوں نے نظریہ وحدت الوجود میں دو ترمیم کر کے

نظریہ عبد رب پیش کیا آئیے نظریہ وحدت الوجود کو اس راہ کی پہلی

منزل قرار دیا جبکہ دوسری منزلی کیفیت بائی اور سب سے آخری منزلی

تیسرے درجے میں عبد رب کو پیش کیا۔ گویا ان کے نزدیک سلوک تصوف

کے تین درجے ہیں ۱۵) وحدت الوجود ۱۶) ظہیت (۳) عبد ربیت۔

اس کے علاوہ انہوں نے تصوف کے سلسلہ میں بھی اچھا

کوشش کی اور تمام بیرونی اثرات جو اسلامی تصوف کا جزو سمجھے جاتے

تھے ان کو ختم کرنے کے لئے سعی کی نیز تصوف اور شریعت حکم و عبادت

تھے ان کو ختم کرنے کے لئے سعی کی نیز تصوف اور شریعت حکم و عبادت

ان ہستیوں میں ایسی بھی تھیں جو اپنے وقت میں مجبوراً مسرت اور عاجز نہ تھیں،
 فنانس ٹریڈنگ، حفاظت کارائی، مدرسہ، مفسرہ، محدثہ، فقیرانہ، حافظہ، صوفی، مستلک،
 مناظر، ناظم، ناشر، ادیب اور ثقافتاء، شہین شیخ، سب کچھ فقیریں، سب ہر سب سے بڑھ
 کر ان ہستیوں نے اپنے تمام فضائل و کمالات کو فن تصوف کی سند حاصل کیا ہے
 صرف خدا پرستی کی حقیقت پر پردہ پڑ گئے تھے اور جس کو تا بانی پر ہر بات کی
 غصہ نہ غالب آگئی تھی اور جو وہ کام ضروریوں کے اہتوں زنیاد رکھ کر سب
 معاش کے فنون میں سے ایک فن کی حیثیت میں آگیا تھا اور جہاں اس کا وجود
 تھا بھی وہ بالخصوص چند فلسفیانہ خیالات کا محور ہو کر رہ گیا تھا یا اور اودوں نے اس کا
 ایک خاصاب۔ سلف صالح نے اس فن کے ہر اہل راہ پر اس کے لئے قلعے قلعے وہ بالکل
 ہی غریب و شہر ہو گئے تھے اور خصوصیات کے ساتھ سلوک کی حقیقت اور غایت
 بالکل ہی چھپ گئی تھی۔ بدعات نے دین کا نام اور رسوم نے سلوک تصوف کی
 جگہ حاصل کر لی تھی۔ طریقت اور شریعت کو دو متقابل و عریض ٹھہرا کر ان میں سے
 ایک کو گراے کی کوکب شمس کی بارہی تھی۔ عام صورتوں کی زبانوں پر چند جملے بولنا فقیر
 اور پیر ستونہ اسامیہ و اعمال راہ گئے تھے جن کو طریقت کا نام تھا کیا تھا اگرچہ
 اس زمانہ میں بھی علما نے حق اور صوفیائے برحق کو روٹھے اور ان کے سلسلے بھی
 قائم تھے اور فیوض و امارات بھی جاری تھیں لیکن خواص کی مذہب تک مذہبیت فن
 و تربیت اصول، تحقیق مسائل، تالیفات رسائل، اس سلوک کے مضامین کی کتابت
 سندت کی اور سلف صالحین کی تشریح و توفیخ سے متاثر نہ کیجئے کے کام نہ رہیں جو
 رہتے تھے۔ نہ سالکین کی ظاہری و باطنی تربیت کی کوئی ایسی درسگاہ تھی جس
 میں ماہ کی مشکلات کو حل اور فنی طریقہ سے بتایا جا سکے یا جاننا ہو۔ اور نہ کوئی
 ایسی مسند بھی جو حل تھی جہاں شریعت و طریقت کے مسائل و مسائل پرانی ہوئے

تصوف جو روح سے تحقیق اور تدبیر کے ترکیب کا بہترین وسیلہ اور ذریعہ تھا۔ ایک
 یہاں جو اور نہ کہ ضرور وہ رہا ہو گی جو فنی و مستقیم سے محروم تھا اور جس سے
 دور و دل کو بھی جہد حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس دور کا خطاط نے تصوف کے معنی
 کو زیادہ سے زیادہ غور و فکر کر دیا۔

اس سلسلے میں بتی تصوف کے زوال و انحطاط کے متعلق ایک دلچسپ

قول کا مادہ ہے کہ:

”تصوف حال تھا لیکن اپنے دور انحطاط میں برا حال میں گیا وہ، متحضر
 تھا لیکن اس نے کتبہ کی صورت اختیار کر لی۔ وہ استفادہ
 تھا لیکن اب وہ اشتہار نظر آنے لگا وہ سلف کا دور اس کا تمام تقاضا
 وہ خود سری اور سہل ملی بن گیا۔ وہ مدد کی عمارت تھا اس کا خراب
 مرکز بن گیا۔ پہلے وہ تکلف تھا اب تکلف کا باہر اس نے پہن لیا
 پہلے وہ تحقیق تھا اب وہ تعقید بن گیا۔ پہلے وہ قناعت تھا اب اس نے
 فراغت کا روپ بھریا۔“

اگرچہ موجودہ دور انحطاط میں کا وہ کہنا ہے تاہم اس حدی میں بھی ایسی
 قابل قدر ہستیاں گزری ہیں جن کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جنہوں نے
 اسلامی تصوف کو اپنے حقیقی رنگ میں پیش کیا اور اس سلسلہ میں متحدہ و تصانیف
 کیں۔ بولہ نے تصوف کو عربی، سہل و سہل بنا دیا اور تحقیق سے ثابت کیا کہ مسلمان
 کا صوفی ہونا ضروری ہے نیز نیز صوفی ہے آخرت کو کیا دنیا بھی نہیں جانتی۔ اصول
 نے ایک طرف تصوف کے سلسلے میں مجدد غلط فہمیوں کو دور کیا اور دوسری جانب
 تصوف کو بین شریعت ثابت کرنے میں عملی طور سے تعلیم و تربیت کا وہ سلسلہ
 شروع کیا۔ اس کی مشاہدہ اور انحطاط میں نہیں ملتی۔

کامیاب ہے وہ کہتے ہیں کہ مختلف اقدار میں روحانی زندگی، تصوف، کے لئے ایک ہی

نام استعمال ہوئے۔

درویشوں اور صوفیوں کے بعد مسلمانوں نے اپنے زمانے کے لئے
 ایک کے لئے کوئی ایک نام نہیں رکھا۔ صرف ایک ہی نام ہی ہو سکتا ہے سب کے لئے
 مشترک تھا چھوٹی زبان کا دور ختم ہوا اور دوسرا دور شروع ہوا۔ اس دور میں ایک
 نیا نام پیدا ہوا۔ ان کے دور میں ایک ہی نام تھا صرف انہی لوگوں کے لئے تھا جنہوں نے
 صحابہ پر کراہی تھی صحت کا نام لیا تھا۔ اس نام میں ایک شخص کی برتری کی جھلک
 موجود تھی۔ تاہم ان کے دور کے بعد کئی دوسرے نام شروع ہوئے۔ اس زمانے کے لوگ تین
 ”تبعہ“ کہلاتے۔ ”تبعہ“ ان لوگوں کو کہتا تھا جو تابعین کے شرف و عظمت سے
 مستفیض ہوئے تھے۔ صحابہ و تابعین ”تبعہ“ کہلاتے تھے۔ یہ تین دور تھے۔ دورانِ خلافت
 سکندر کے بعد لوگ انقلاب و اس دور کے بعد یہ تین مختلف اسماء ہو گئے اور ان میں
 مراتب کا فرق پیدا ہوا۔ لہذا۔ چنانچہ لوگ مذہب سے امتیاز سے زیادہ تشدد
 تھے اور اس طرف زیادہ متوجہ ہوئے تھے۔ ان کے لئے دو نام نامعلوم سے مانگے ہوئے
 رہا۔ بار بار ۱۲، ۱۳، ۱۴ دور کے بعد پرچوں میں نئی نئی باتوں کا دور دورہ شروع
 ہوا اور مختلف فرقے پیدا ہو گئے جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم دوسرا دور دوبارہ
 ہی ہیں ہے اس کے بعد اسی سنت کے بنائے ایک نئی اصطلاح وضع ہوئی اور یہ
 تصوف کہلائی۔ ۱۴

اس بیان سے ہمیں اشارہ ملتا ہے کہ تصوف اسلامی کا حصہ نہ تھا نہ ہے
 اور دوسرے مذاہب مثلاً ہندو مت، بودھ مت اور عیسائیت و مسیحیت کی
 بعض قلیدات سے ظاہری مماثلت و مشابہت کی بنا پر جن عقیدوں، رخصتوں اور
 مشقوں، رقصوں، اصطلاحی تصوف کو ان مذاہب سے آئندہ شہرہ و مستحق بنا ہے

تاریخ تصوف و تصوف

”تصوف و صوفی“ کے الفاظ جس قدر اچھے و شائستہ ہیں اس قدر باوقار بھی و نفوذ بھی
 اعلیٰ ہیں، یہی ثابت ہے۔ اصل و معنی، جو زبان عربی و شافعیان تصوفی کے ہیں اور ما
 متفقین درستی و غریب سب نے یہی کہ ایک الگ الگ وجہ تفسیر پیش کی ہے۔ مثال کے
 طور پر ایک فرقے کی رائے ہے کہ یہ لفظ بہت پرانا ہے۔ پہلی صدی ہجری کی ہے
 بھی پہلے یہ لفظ مستعمل ہوتا تھا بعد میں یہ کوشش کی گئی کہ اس کا اصل و معنی معلوم
 کیا جائے۔ ایک نئی زندگی ملی۔ ایک دوسرا فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ اس
 اسلام میں یہ لفظ نیا نہیں تھا تاہم یہ اصطلاحی طور پر اسے نئے معنی پہنائے گئے
 اور اسے ایک نئی زندگی ملی۔ ایک تیسرا فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ یہ لفظ اسلامی نہیں
 ہے بلکہ پہلی ہے۔ یعنی قبل از اسلام کی پیداوار ہے۔ ان مختلف بیانات
 سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس لفظ کی اصل اور تاریخ میں کافی اختلاف
 پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر ہم تاریخ اور تحقیقی نقطہ سے اس مسئلہ پر نگاہ ڈالیں تو معلوم
 ہوگا کہ سب سے پہلے ابو شکر بنی المصنف، ۵۰ ہجری میں اس لفظ کا استعمال کیا اور
 استعمال کیا۔ یہ عرب تھے اور مکہ کے متوطن تھے۔ ان کی زندگی کا پورا حصہ شام
 میں گذرا۔ ابو شکر کی زندگی آخر حضرت سے بہت زیادہ متاثر تھی وہ اپنی زندگی
 کو اس رنگ میں رنگنا چاہتے تھے جو کہ آنحضرت کی زندگی میں رہا جو اختراع دنیا کی
 زیب و زینت سے لگ رہے تھے۔ دنیا کی دلکشی اور جاذبیت ان کی توجہ کو
 کبھی بھی اپنی طرف مبذول نہ کر سکی۔ اس ضمن میں قسطنطین کا بیان بھی بہت

ہر انداز پر غور کیا کہ جو حق و قات قابل پر مشروط ہو تو جسے متاثر نہیں کیا ہوگا۔
 سراجاً۔ یہ تحقیق اس لحاظ سے بھی مسلمی ہے کہ جن جملہ تعلیمات تصوف کے پرکیر
 سے ماخوذ ہیں گویا یہ ہے کہ وہ کیا ہوئے خود اسلام کے اندر ہر طور پر موجود ہیں اور اس میں
 یہی کہ باہر مسکن ہے کہ کیا تو اسلامی تعلیمات کے حقیقہ منظر اللہ کے بقدر یہ آرائش
 کی گئی یہ یا جان پوچھ کر کہ یہ حتمی حقیقت کیا گیا ہے۔

خاصہ سنا۔ اس تحقیق کی اہمیت اس طرح بھی بظاہر نہیں رہتی کہ جن مذہب
 یا فلاسفہ کا حوالہ آنا یا ان میں سے کوئی ایک ہے۔ صدر اول کے مسلمانانہ سے ہر ایک
 کے متعلق کے طور پر ہندو فلسفہ کے خیالات سب سے پہلے، البیرونی و سنی و سنی
 کے ذریعے اسلامی دنیا کو پہنچے۔ ہر اس نے اپنی کتاب کے ساتھ البتہ "میں خوشی کے
 ہیں۔ البیرونی کی کتاب ۱۲۵ھ میں شائع ہوئی، خدا پر ہے اس وقت تک
 اسلامی تصوف نے خود ایک عمل و نظریہ صورت اختیار کر لی تھی۔ اس لحاظ سے ہندو
 فلسفہ کو اسلامی تصوف کا ماضی و حال دیکھنا ضروری ہے۔

مساوہ سنا۔ بعض اکا پر جو قیاد کا اہل عرب سے نہ ہونا کے دیگر ایک سے
 تصوف کی بنا پر ترقی نے یہ تصور کر لیا کہ اسلامی تصوف بھی فی الواقع سے مستند ہے لیکن کیا
 تصور کرتے وقت حقیقہ ہر بات نظر بند کر دیتے ہیں کہ جو مولانا پہلے مسلمان تھے پھر
 میں کہچہ اور ادریب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو ان میں در عرب کے مسلمانوں میں
 کوئی امتیاز باقی نہ رہا، اہل تصوف کا دین سے کیا شیخ ابو سعید زلی، محمد انار م طلاق
 سنا اہل عربی و عربیہ الکریم علیہ السلام و مولانا جلال الدین رومی اور عبد الرحمن ہانی جیسے
 اکا پر صوفیہ کے صوفیہ نہ خیال است اور ان کا وہ عقائد اسلام کے خلاف تھے یا نہیں یہ
 نظر پر صرف عبد حاضر کی پیداوار ہے اور بعض اہل تصوف پر پانی ہے۔

مساجد بعض محققین نے اسلامی تصوف کی فروعات میں کچھ عرف صریح

کا صدر اسلام میں بلکہ دوسرے مذاہب اور اہل دین میں لکھیں مگر ان تصوف کی نظریہ
 دیکھا جائے تو یہ جدید اور متاخر تصوف نہیں کہلاتا۔ اولاً یہ کہ ان کا کاروبار تصوف
 ہی اس دینی کو نہ زور دینا ہے۔ ان کا اگر نظریہ مشرطہ لکھ دیا جائے تو یہ چیز
 سامنے آئے کہ یہ سب کچھ بدعت، بدعت بہت باطنی دینی اسلامی تصوف
 کا ماضی و حال، وقت سے ایک ہی حقیقہ ایک ہی وقت میں سے دو یا تین مختلف
 مذاہب سے ماخوذ ہوتا ہے۔ اس تحقیق سے یوں گھٹتا ہے کہ اس ضمن میں اسلام
 بالکل تہی و امن تھا اور ہے۔

جو پوچھ ہے کہ اس میں کون سا اثر ہے

ان کا جواب، مشائخ اور مشائخ بہت کے بارے میں یہ سمجھنا کہ یہ آخر واقفیت کہ ہے
 بہت بڑی فطری ہے۔ اسلام کا تصوف دوسرے دین کے تقاضا اور تصوف سے
 بہت تک دور رہا۔ دور باطن میں جب ارب و تقاضا کے موافق یہ ہمیشہ کی چیز ہی
 بھی تکلیف جن سے نماز ہو کر لکھیں غیبا لائن ان میں باطنی مشائخ بہت، ہتے ہیں۔ یہ
 مشائخ بہت جگہ نے خود خود کسی نوعیت کی گہر نہ ہو سکتے اسے ہرگز آخر واقفیت کہ
 نام نہیں دیا ہو سکتا۔ یہ بلان رہا ہے و ہرگز نہ ہے کہ یہ چیز اپنی جگہ پر مستقل اور
 و غیر ہے اسے کوئی بھی باطنی قرینہ نہیں دے سکتا۔ دوسرے بارے میں ثابت کر سکتا ہے
 کہ یہ عارضی ہی ہوئی ہے۔

ثالثاً۔ تیسری صدی ہجری میں جبکہ جو تصوف نے ایک دین مدہ منظر علم کی شکل اختیار
 کی تو اس وقت اسلام ایک ناقص و ناقصہ کی حیثیت رکھتا اور اسے شیخ شاہد کے اس
 وقت کی غیر مسرطہ نہیں، اسلامی سلطنت سے تصوف و علویہ کو بہت اچھی، اگر اسی
 تھیں اور علوی اسلام میں پورے لکھن میں تھا کہ دوسروں کو کوشش کر کے نہ دوسروں کا
 اثر ہے چنانچہ زندہ لک کے دیگر شیعوں کی طرح اسلامی عقائد و فرائض بھی دوسروں پر

علم تصوف کی ضرورت و اوضاع میں

والف باصوف عظیمی ضرورت ہے

بعض ضرورتوں پر پورے محسوس ہو کر آپ کو یہ تکرار اعلیٰات بھی یاد میں رکھنا پڑتا ہے۔
 یہیں۔ یہی بات خاص کر یہ، طبائع انسانیت میں یہ واضحیات و وجہات بات اس پر پورے محسوس کر کے یہ بھی
 رفتہ رفتہ انسان اُن کی ضرورتوں کو محسوس کر لے گا ہے مگر واضحیہ تو یہ کہ جن کوئی بنیاد عامیہ
 نہیں۔ بنیاد صحیح نہیں۔ وہ تو ابتداً آخر تلاش میں سے ہے وہ دلائلیہ۔ سنا فی میں ہمیشہ
 سے موجود رہا ہے اور علم تصوف یا علم سنی کے سر۔ یہ تکرار میں ہے بہت سنا
 ضرورت ہمیشہ قائم و محسوس رہی کہ لہذا بھی شدید تر محسوس کی گئی۔ جس طرح زمانہ نوثر
 میں اقوام کی طبائع کو زیر مآبائی میں وہ بہت پر اثر اور جذبات پر مبنی کر کے گئے ہیں پھر یہ
 نبی اکرام کی توحید کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کو بھولا ہو، سبقتی یاد کر دے کہ جسے یہ اس
 طرح فی زمانہ کوئی مضحکہ خیز طائفہ نہ کر دے۔ اب ان ضعیف، کمزور و متستر، مظلوم و بے سرپرست
 اور رات پید۔ تلاش حق مضبوط، واضحیات جسد کا نہ لکھنا نہیں۔ نہ مشاہدہ نہ
 مواظبہ، نہ صبر نہ استقلال و نہ تقرب میں مبتلا نہ رہے ہیں جہاں، خدا اورادہ و شہادت
 و تقاسیم میں مستحق نہ روحانی سکون، نہ مسائل کی خبر نہ کہیں کا ہوش۔ نہ انکار
 سے اتصال نہ کہ ان کےب سے چمکی، نہ فوج کی خبر نہ، علم سے واسطہ نہ، میرا میلی
 روح اور نہ مکتوبی لطافت۔ جو یہ انسانیت کی اس طرح و جہاں بکھر رہی ہو کہ
 تو علم قریم یا علم سلوک کی ضرورت اس قدر بڑھ کر آ رہا ہو۔ سائنس نے صرف مادہ

موجودگی پر بعض باتوں میں آمیزش و اشتراک کی بنا پر اس کا مصدعہ غیر اسلام قرار دیا
علاوہ اس فیصلے کے نئے اصولوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اس لحاظ سے
اسلاف کے تصوف اور تعلیمات کا اگر اسمان نظر سے مطالبہ کیا جائے تو کوئی شخص
بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام کی اصل جراثیم اشتراک اور اشتراک سے برکی
ہے۔ اسلام کے مختلف فرقوں کی باہم روابط و فرقہ وندی کی باہم روابط ہیں حالانکہ ہے۔
اسلام کا تصوف بھی اپنی اصل کے لحاظ سے کسی قسم کی آمیزش اور اشتراک کو قبول نہیں
کرتا بلکہ اپنی انفرادیت و شخصیت کے اعتبار سے وہ سب سے یکا نوا اور ممتاز
ہے۔ باقی رہنا وہ بات کا مسند سودی کوئی جو مسئلہ نہیں ہے اس میں اگر کہیں معمولی
اشتراك یا چھوٹا سا توبہ و کوتاہی بن اعتراض یا حق بن طعن بات نہیں۔ تصوف کی
ساتھ ہی نہایت خوب خواہ وہ صدر و دل سے تعلق رکھتی ہو یا وہ دماغ سے۔ اس حقیقت کی
شاہدیت کر سکیں صاف کہیں، اور بھی اپنے سرگرم نقش سے نہیں ملے۔ وہاں پہنچو پھر وہاں ایک
چیز ہے۔ اگر نہ پھر ہوئے کے لئے نہیں۔ اگر نہ پھر ہوئے کے لئے۔

خبر کی روشنی میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ
 معروف اسلامی کا مسجد، اسلام ہے جو کچھ زندہ ہو گیا۔ جس کی سرپرستی اللہ عید و کلمہ کی
 یہاں اطمینان قرآن و سنت کی تعلیمات و دیگر امور پر مرکوز ہے۔ اس دعویٰ کے
 قصد بقیٰ سرل ہے۔ چنانچہ مشہور مستشرقین نے بھی اعتراض کیا ہے کہ اسلامی عقیدہ

”یہ رائے کہ تصوف سراسر ایمان نہیں ہے بالکل ناقابل لحاظ ہے ہمیں بہت توجہ ہے کہ جو کلمہ راہِ اسلام کے وقت سے تصوف کا رنگ اور چاشنی مسلمانوں میں دیکھ رہے ہیں اور جو پتہ کہیں باہر سے نہیں بلکہ قرآن اور حدیث کی تلاوت اور مطالعہ کا نتیجہ ہے اسلامی جہانِ متواتر میں تصوف کا ذوق اور وجدان باہر کی نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔“

برایت ہے جبکہ عقل کو نقصان کے تابع کر دیا گیا اس کو پتہ نہیں رہا کہ راست ہے یا بیکر
انسانی نفس کی خاصیت یہی ہے کہ سب سے پہلے اسے نہیں دیکھتا۔ اس عالم میں سب محض عقل
سے مظاہر ہے۔ اسے کچھ بھی نہیں۔ ذات کا نام و نشان تک نہیں دیکھتا۔ خود کو دیکھتا ہے
پچھلے رہنما ہی خدا کا پسند ہے جبکہ علم انقیاد کی کوئی قیمت نہیں سمجھتا۔ جب تک کہ
عقل باقی نہیں رہا ہو جائے اور عین انقیاد کی بھی کوئی قیمت نہیں سمجھتا۔ جس کی وجہ سے
ذہن ہوجائے۔ جبکہ بالقہ وہ انسان کو خلافت دے لگتی، امانت سونپتی، محبت و خوف
دیکھاتا، عین حق کا عطیہ داتا، خود کو نہیں موقوف ہے۔ دیکھتا انسانیت و قدرت کے کھنجر
میں ہے جبکہ خود کو کل کا خیر آلے لگتا ہے۔ خود کو ہر قسم کی مدد و مدد کو ملتی ہے۔ جبکہ کہ
محمی اللہ ہیں، ابن الصراط نے الحق محسوس اثنی عشر مقتول فرما کر بسا طامی اللہ دی
جبکہ خالد بن ولید فرما کر دنیا کی دیکھتی اور شبانیت قیام ہی چھوڑ لیا۔ جبکہ لاہ لالہ اللہ
فرمایا کرتا رہتا ہے کہ وہ دونوں میدانِ دانش کو روپیہ گئے۔ جبکہ سلطان نے خود کو مقید
ہر کر ایک تہذیب اور عالمِ طلسم جاریہ آگے رکھ دیا۔

آں سر کا خاک مارا لگی کر دو خدا نہ ساخت

خود در میدان در آمد و مارا بہا در ساخت

تصوف کیا ہے؟ علم قرب ہے۔ ہر مشاہدہ ہے۔ علم، رابطہ ہے، علم حقائق
ہے۔ علامہ درالشریہؒ نے ۱۲۱۰ میں تو علم تصوف سب سے پہلے بیان فرمایا اور جو اللہ عز و جل
پر ملتا تو علم تصوف ہے۔ یہ اللہ فوق اللہ و ہم در ۱۲۱۰ میں تو علم تصوف ہے۔ جس
طرح انسان قیام ہے اسی طرح علم تصوف بھی قیام ہے۔ خود کو علم خود آگاہی، علم
تصوف ہے اور شعور انسانی کو خود آگاہی بنا ہے۔ بالحق ناگو ہے اسی خود
آگاہی کو بالفعل یا علم تصوف ہے۔ لوگ کہتے ہیں سائنس نے ترقی کی کیا سائنس
کسی چیز کا نام نہیں ہے۔ انسان ہی ترقی کو سائنس کہتی ہے۔ سائنس کی

کی حمایت کی فہم نہ صرف عقل کے بھول در جست گئے، ریاضی نے صرف حافی
شاعری کو بچا رہا۔ سپر ٹرن نے صرف عقل و حساب کے بند کھولے۔
موسیقی نے صرف روح کو نقش کیا جو عین ایک ہوک باقی، ہی کہ جان کیا ہے کہاں
ہے کہیں ہے اور جان کا نام کس کو نہیں ہے۔ کہا بہ داعیہ عالیہ تا دم مرے دوا گیا
سے پڑ نہیں پا گیا اس کی ضد است اس نام نہاد ترقی یافتہ رہا نہیں نہیں با اگر یہ
داعیہ ہوگا اسٹے توصیات امید مل جائے۔ زندگی کے تمام گوشے پیدا ہو جائیں
کیا معاشرت و معیشت کہ اس سہاست و مذہبیت کیا عکسیت و مذہبیت سب ہی تو لالہ
نظم، مدلل اور مدنی آدمی کے بھی غرض و ضرورت کا بھی نتیجہ ہوتا ہے ایک چیز شدت
سے محسوس ہوتی ہے مگر نقصان پہا کر ابھرنے نہیں پاتی۔ داعیہ کشش حق ہر ایک
دل میں موجود ہے مگر اسے اطراف تا ایک ماحول پہا کر وہ صدیوں ابھرتا نہیں
اس لئے تو قواسم بالحق و قواسم بالظہر راہ کی سخت ضرورت ہے کہ لوگ خود
حق شناس، خود دہا، ہو جائے پہا کشف کر یہ بیکہ ایسی فضیلتا کم کر رہی جس میں
حق ہی حق ہو، مصبر و استقامت ہو۔ ثبوت و ثبات ہو اور علم سلوک ہی یہ کام تمام
دے سکتا ہے۔ صاف ہی کی زندگی، و مدنی زندگی میں پڑا گھر رابطہ پایا جاتا ہے اور
اس علم سلوک نے ان کو مدبران حق بنا دیا۔ جن کی خدا نے خود کو راہی اس طرح دی۔
رجال لائیکہ ہم تجی بقا و دنیا میں ذکر اللہ راہ تصوف کی یہ ضرورت نہ ہوگی جبکہ
انسانی زندگی نہایت پچیدہ ہے جب کہ دنیا آتی آبا و پر کو بھی ویران ہے جبکہ
ان پائیدہ مائوس وسیع سمندر، خود بخود راجع اناکات کے مقابل میں انسان نہایت
ضعیف و مدبر یا مقاب ہے جبکہ ہر تحریر، جمل پر منتہی ہوتا ہے جبکہ پیدا آتش اور حرکت
آج تک ایک زمانہ ہے جبکہ خدا کے لئے انسان کی شہر پر طلب اور خود خدا نظر نہ
سے مستقر، لا باقی۔ سر اپا صد اور دونوں عالم سے حق ہے جبکہ فکر کی نہایت تصوف

(ب) نبوت کی ہیجست :

لیبارٹری میں کیا ہوتا ہے؟ وہاں زندگی کو ڈیڑ گھنٹہ دیا جاتا ہے۔ زمین اور گن دالے ہی یہاں کام کر سکتے ہیں۔ مقررہ وقت کے تجربہ بات سے مشابہت میں تو بیج ہوتی ہے۔ آپریشن کا ہونا لیبارٹری کے لئے ضروری ہے۔ وہ زمان تجربہ بات ایک تقابلی گران کار کی سخت ضرورت ہوتی ہے تاکہ وقتاً فوقتاً کام کرنے کے تجربہ باپائے لیبارٹری مشر گیسوں کی تیاری، رٹول کے استخراج اور کچھ معدودہ ذیلی ہوتی بلکہ یہاں دھماکے بھی ہوتے ہیں جس پر تانگے کی سیاتی تغیرات بھی ہوتے ہیں۔ مائیکروسی اور ارتعاشی نازک تجربہ بات بھی ہوتے ہیں مسائل سے معاملہ کا ایک ہیضہ مگر ان بھی ہوتا ہے جو سب سے بڑا آرگنائزیشن ہوتا ہے۔

اہل تصوف کا اسرار ہے کہ شیخ کمال کے ہاتھ پر ہیبت ضروری ہے تاکہ اسلام کو ترقی ہو۔ ایمان کی تکمیل جو اور مسائل کی راہیں پیدا ہوں۔ اسلام، یان اور اسماں تصوف کی لیبارٹری کے جہنما مصریوں۔ ٹنگٹ کہتے ہیں کہ یہاں بھی پریم علی اندر علیہ وسلم ہمارے لئے کافی نہیں ہیں کہ جہاں اول کے ہاتھ پر ہیبت کریں۔ جسم اندر جہت کو تو آں جناب سے راستہ ہیبت کریں اسی کو اولیہ ہیبت کہتے ہیں۔ شیخ کمال فیض متصل ہوتا ہے۔ اسلامی لیبارٹری کا ٹنگٹان کار ہوتا ہے۔ مقررہ سول انٹرمیڈی انڈر علیہ وسلم سے رابطہ پیدا کر دینا اور اپنی ذاتی محبت بھی چھین لینا اس کا کام ہوتا ہے عالم خاص کو عبور کرنے اور دھماکوں سے بچنے کے تجربہ مقرر کی کر پائے ہیں مدد کا اثر بہت ہوتا ہے۔ اگر کوئی ناقص ہے تو اس سلسلہ کے کالمین شیڈش کی مدد حاصل ہو جاتی ہے۔ شیخ کمال اپنی انقاس سے اپنے قلب کی جست سے اپنے تصوف فی الواقعہ سے اپنی نسبت کامل سے جہنم ہمارے مدد کر لے گا۔ ٹنگٹ کہتے ہیں کہ شیخ غرضت سے نماز

ترقی میں انسانوں کا تجربہ اور مشاہدہ کا آئینہ ہاتھ پاؤں کی صلاحیتیں کام آئیں نہ دماغ کی قابلیتیں کام آئیں اور اندر تعالیٰ کی صفات شامل ہو کر ایجا دات وقوع پذیر ہوئیں۔ علم تصوف میں انسانی ہیجست، اس کا وقوف شعور اس کے مہاشقات، اس کے قلب کا موقع، اس کے منتہیات کام آئے، ورنہ تعالیٰ کی تعلیمات میں جو کراس کا بیوی ہی بدل گیا اب وہ علم نہیں کوئی کر کے عالم، امر کو چھو گیا تو ایک نئی غوری و قوی نہ پڑی ہوتی یہ بھی ایسا ہے جو اعطاء و عود و روبرو سے قیام کوئی وہ گرہ دی سائنس ہے تو یہ لہجہ سائنس ہے۔ تقریرات و فونٹ قسم کی سائنس یہ ہو رہے ہیں۔ ایجا دست دونوں میں وقت پڑے ہو۔ جی پی مرق آتا ہے کہ ایک خلیہ ہے تو ایک، طبعی، ایک مشر و مضمی ہے تو ایک موضوعی۔ پھر یہ کہہ کر یہ سائنس گار ہے علم سائنس کو تصوف سے دور کیونکر لکھا جا سکتا ہے بلکہ سخت ضرورت اس کی ہے کہ مشر و مضمی علم سائنس وائے، مکر و مضمی علم سائنس رتصوف ہوا دونوں کے جو چھیں کہ، ان کی ایجا دات انسانانی خود، مگر ان کے لئے کہاں کہہ سکا کہ آئندہ ہو سکتی ہیں قیاسیاد اھل الذہن ان کھنقہ لافعلیون ردھا، جب علم سائنس اور علم تصوف ایک سنگ پر جمع ہو سکتے ہیں تو حقیقت پسندانہ رویہ ہو گا کہ اہل تصوف اہل سائنس کے تجربوں میں مددگار ثابت ہوں تو اہل سائنس، اہل تصوف کی خود آگاہی سے مستفید ہوں۔ جس طرح اہل سائنس ایک جہاں معنی، لیبارٹری کا ایک خاص تعامل اور انجمنی ذررت کے فکشن پر زور دیتے ہیں اس طرح اہل تصوف ہیجست، راجع شیخ، خاص نسبت و مدعا و شہر کے باہمی فکشن پر تصویب سے تاکید کرتے ہیں۔

میں ہر روز ایک مکمل ہر روز اچانکے طور پر برآمد ہو سکتی ہے نہ کہ مہیا کی کی توقع ہے۔ قانون کی کتابیں دیکھ دیکھ کر عرصہ نہ کر کہ نہیں چلا یا بنا سکتا۔ ہر کام میں ایک شخص مخصوص ہر ہفتہ ہر چار روز میں معتد و عالم ہو سکتا ہے۔ بعض دفعہ چھوڑے کہ کچھ بچوں سے بھی بیعت لی جاتی ہے جس کی کوہیت پر کرت کہتے ہیں۔ بعض روز گول نے شیخ کا مل کی یہ تیرتو تالی ہے کہ جس کی صحبت میں وہ اس کی اور فضول خیالات نہ ہو جائیں۔ درازی کا خیال ضرور رسول کے ساتھ وابستہ ہو جائے یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہر شخص میں سے اس کے خیالات اس کی صحبت کے اثرات نمودار کرنے کی یاد دہر ہو پھلتے ہیں۔ ایک کی صحبت سے شک حاصل ہوتی ہے اور ہر کی صحبت سے بری۔ کثرت یقین و نا اگر کسی کام کی صحبت میں بیٹھے تو اس کے وسائل اور ادراہی تباہی خیالات محدود اور مضحک ہو جاتے ہیں وہ ضرور کامل اور قوی اور ادھو ائے شخص کی صحبت سے متاثر ہوگا۔ جس طرح اہل سائنس نے مسلسل تیار کیا ہے اس طرح اہل بیعت اپنے لئے اہل قول تیار کر لیتے ہیں جن میں یہ وہ مضبوطی ہے جس میں۔

بیعت کے لغوی معنی ہو کر پانے کے پیرا لیکن یہ کیا انشاء کے لئے ہے؟ انبیاء علیہم السلام استخیری عن الامور مشہور انفسہم و دعویٰ لہم دیان بہم و جہدہم کیا کوئی شخص کہہ باقہ پر ہے؟ کتا ہے؟ بیعت صرف شہرت و معاہدہ کا نام ہے۔ ہم سنا ہوا عربی و اپنے مختصیر ایسا خواہش کے باقہ پر بیعت کی ہے کاش: ہر کسی کے لئے کاش کے باقہ پر بیعت کہہ کر ہمیں خطر خود آگاہی کا درس دیتا اور ہر کوئی کہہ باقہ پر بیعت۔

رد) تسهیل

علم الکونان فی سیدت کونیکس: محمد زکی قاسم سید سید سید سید

پڑھو یہ کہ کوئی سکھنا نہیں کہ جس طرح نماز ادا کی جائے۔ لوگ سنا سنا کر اپنی زندگی برباد کر گئے۔ لیکن انسانی نفسی زندگی میں اصل کو متغییب نہیں کر سکتے۔ شیخ کا دل میرے عجیب و غریب کو دکھایا جیسا کہ میں نے اپنے اشتراک و راجحی کا مادہ ذکر کیا ہے مجھے مگر کہ یہیت سے دلدارا ہے۔ میرا ارشدہ میرے پڑے تکران کا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے استقامت کرتا ہے مجھے علم کا کسی بغضنا ہے کہ انسانیت سے مجھے مراد کو کرنا ہے۔ میرے اندر نسبت کی راہروں نے نعمت ڈال دی ہے۔

(ج) پستی

[illegible]

بروز و چند تو آخر لے لیا حالت شاقہ میں ایک سو گز دور دی گھر جسم ہی سے چھٹے رہے اور جسم پہچان ہوئے دالے جزو درون حق لہوں کی طرف انقلاص ہی نہیں کیا۔ اے عیسائی راہبوں! تم نے اپنے ایک حملوں کی روش نگاہ کو بھی چپے کیا ایک چیز دوسری چیز میں داخل ہو کر بھی کاٹا چھوڑا نہیں رہ سکتی یہ کیا دانش و وسعہ پیدا نہیں ہیں پہلے میں کہیں ان سے شہادہ نہیں رہ سکتا جس طرح عیسائیوں کی طرح علی گسیدہ 5×10^{10} سے جیڑا لک نہیں ہوئے کہ نہ سو کلمات کہیں مرید اہل گئے اسی طرح شیخ کاں یا گروہر زور کا ایک میں ہو گیا ہوتا ہے نہ چیزوں کیوں ہوا اور اصول حیات و حیات سے انکار کیوں کر ملے ہو جس طرح شیخ کی ساخت میں ایک چیزوں پر نشان اور ہر نشان کے تقاضا نے دھڑلہ پلای رکھی ہے اسی طرح انسانی بیرونی میں قلب و معدہ، انڈس کے تمام حصے تقریباً انسانیہ کو نکال بیٹھتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ہر جزو اسب ایک معمولی سی بات ہے اور اسی میں ہر جزو اور پیشانی، مریوں کو دھوکہ دہا ہے۔ بات یہ ہے کہ ہندو ایک ایک حصے کے نکل میں مستحکم ہو جاتا ہے جہاں ایک کہ ذات کس پہنچ جاتا ہے۔ نتائج کی فلم اور اس کے دور کے لئے عالم مثال کی تحقیقوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ عالم ادھم اور عالم جسم کے درمیان ایک اور عالم ہوتا ہے جس کو عالم مثال کہا جاتا ہے۔ عالم شام، عالم مثال ہی کا ایک حصہ ہے۔ لطیف مطالعہ ہی عالم مثال کو سمجھ سکتے ہیں۔ خواب اور اس کی تعمیرات کا تعلق عالم مثال ہی سے ہے۔ عالم ہرزوغ بھی اسی کو کہا جاتا ہے اور لگ بھگ لوگ عالم مثال کے تعمیرات کو دیکھ کر اور ان کی تحقیقات نہ جانتے کرتے شیخ کے نقل و حرکت کے ان کو خیر نہیں کہ اس زندگی ہی میں رہت نیست کے یہ اظہار یہ مشاہدیں شکلیں ہوتی رہتی ہیں مگر ان کی ضرورت نہیں۔ مرنے کے بعد تو ایک دوسرے ہی عالم میں جاتا ہے۔ اس عالم کے مناسبت اس پر احکام جاری ہوں گے۔ ہمارے پاس تو تھکی تھکی ہے واپسی ہوتی ہی نہیں۔ انسان انہی صعوبات میں ترقی یا تخریک کرتا۔ بتاتا ہے۔ اچھی

ایک رہنما ایک نفوز، ایک فخر و شک، رابطہ، ایک اتصال ہے کیف معروض کرنا صفات سے جو مکدر، ستر پیدا ہو جاتا ہے وہ نسبت کم ہوتا ہے۔ اہل سائنس کا سارا دور سب سے بڑا $compos. ition$ پر ہوتا ہے۔ شیخ تا سب کے بغیر کوئی گیس تیار ہی نہیں ہو سکتی اور دیاور سے زائد اشتیاء کی ترکیب متنا سب کے بغیر کوئی گیس تیار ہی نہیں ہو سکتی۔ یہی کہا جاسکتا، اس طرح کوئی نسبت، پاک دل، پاک فطرت، پاک نظیر و۔ بغیر نسبت کے معروض وجود ہی نہیں آسکتا۔ تھری اور عالی تعلیمات پر کوئی نگاہ نہ کر، تھری تعلیمات سے شیخ کی طرح جب تک ایک سالک نہ نکلے گا اس کو نور سکینہ حاصل نہ ہوگا۔ ایسے شہباز بھی ہیں جو کسی سے مطمئن ہی نہیں ہو سکتے جس تک ان کو نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا نسبت کو پڑے یا نسبت علیٰ حاصل نہ ہو۔ شاد اولیٰ علیہ السلام اپنی بہات میں آٹھ نسبتیں بتلائی ہیں جن سے وہ خود گذر چکے ہیں نسبت اولیٰ اور اظہار، نسبت سکینہ، نسبت اولیاء، نسبت باورداشت، نسبت توحید، نسبت، یعنی، نسبت وجود، نسبت احسان، رواد، دنیا کے سائنس میں غراہ کتنے ہی انقلابات آجائیں مگر اہل سائنس قوانین فطرت کی نسبت بھی کامی انکار ہی نہیں کر سکتے اسی طرح ایک سالک نسبت شئون الہیہ سے چھٹا رہتا ہے۔ کیونکہ اسی میں اس کی بقا ہے۔

روا، بطلاق مثال شیخ

لی دی کی ایسا نہ فکر تا شیخ کی کورتوری، یعنی توانائی نے نظریہ یون کو پسپا کر دیا۔ تناسب پر داور درگمان ہوا کہ زندگی بدل گئی۔ کیا قاسم چوہائی، متالی اور جمادی ہی ہوتا ہے؟ کیا شفا قاسم نہیں ہو سکتی کیا انقلاب قاسم نہیں ہو سکتا۔ مہرمت دوران سے جو انتہائی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کیا وہ قاسم نہیں ہو سکتی؟

حوالہ جات باب دوم

- ۱۔ بخاری، سیف علی، داتا گنج بخش، کشف
المحجوبہ " لاہور : شیخ ظفر محمد ایٹا سنسز
ص ۲۹۔
- ۲۔ مازم : عبد الحمید، " تاریخ تصوف اسلام " لاہور :
کتاب منزل ، ۱۹۵۰ء ، ص ۲۹۔
- ۳۔ دریا آریاسی، عبد المساجد، " تصوف اسلام " اعظم
گڑھ، دار المصنفین ، ص ۷۲۔
- ۴۔ لشبری، ابی القاسم، " الرسائل المشہورہ "۔
معمر، مطبع دار الکتاب العربیہ ، ص ۹۲۔
- ۵۔ Arberry, A.J., A. Introduction to the
History of Sufism, London, 1950, P.123
- ۶۔ Brown, M.C., Literary History of
Persia, Oxford University Press,
p-419.
- ۷۔ بہار، ملک الحوراء، " ملک خداسی "، دہراں:
۱۹۲۰ء، ص ۱۱۷، جلد ۱۔ دوم
- ۸۔ Nicholson, R.A., The Idea of Per-
sonality in Sufism, Cambridge,
University Press, p-65.

صفت ہو گی تو ہمارے لڑکے بھی صورت ظاہر ہو گی شکلیں بدلنے پر متعصقات ہیں
نتیجہ آئے تھے کہیں انسان کی شکل آتی ہے۔ دوا نگھ، دوکان، ایک تاک کا نام
انسان نہیں، نبات کے لئے نباتی صفات کلید اگر ناک اور انسان بننا ضروری ہے
جیسا یہ بھی کوئی بات کوئی کر سزا تو ہو گئی اور سزا پانے والے کو خیر تک نہیں ہو گی
کس پر مہربانہ، یہ صورت دی گئی ہے، خدا کے پاس مدد ملے گی کیا کی ہے کہ انسان
کے عجز سیکڑ مہینہ مدد کو جس سے تعلق کر دیا جیسا کہ اہل تائخ و خیال ہے۔
اہل توحید کہہ کر، گرد زشت میں قابلیت پیدا ہوئی تو اپنے پاس سے ایک روح بنائی
متعلق کر دی۔ جیسا نیست کی قابلیت آتی اور خدا نے اس پر کوا ایک روح جوئی نے
دی۔ جب انسان کے فک پر میر تقی میریت ظہر پیدا ہوئی تو اس پر روح انسانانی نافذ
ہو گئی۔ شروع سے انوکھا تازہ در میں عطا ہوئی تو مددی یہ۔ شیخ کے ابراہیم پرانہ
نے بادشاہت چھوڑ دی۔ اہل تائخ کے خیال میں وہ دوبارہ دنیا میں ان کو کیا ملا دی
بادشاہت حضرت یحییٰ کی اس دنیا میں کیا کیا ملا دی۔ اہل تائخ کے عقیدہ کے مطابق
ان کے مرنے کے بعد ان کو پھر بھی دنیا ملے گی۔ ہر ملک ظاہر ان حق سے اگر مرنے کے
بعد ان کا محبوب نہ ملے تو ساری دنیا ان کے حق میں ہے۔

ہو مت آئے وصالی حبیب کی خاطر

وہ موت، موت نہیں زندگی کا حاصل ہے

باب سوم

حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا

تعارف

پنجون قوم کے عظیم صوفی حضرت پیر بابا کا وطن مالون ترمذی ہے جو کہ بڑا مرد مرمہ خیز واقع ہوا ہے۔ اس کی خاک سے 'ناک صیبت' اور 'نام بخاری' کے اس قدر موسمی بن خستہ آم ترمذی بھیجے کہ مرد عرفان کے سپرد رخ تلخے جن کی سیاریت و عظمت کے سامنے یکہماں ہجھکا ہوا ہے آپ کی کار نیخی پیدائش کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اور مختلف مورخین نے آپ کی پیدائش ۹۰۸ اور ۹۲۵ھ میں کی ہے۔ مولوی عبد الغفور جو پشت پائشیت سے مسجد پیر بابا کے ۱۳۰۷ھ میں ملازم سوات و خیبر کے قاضی بنے آپ کی تاریخ پیدائش ۹۲۵ھ بیان کرتے ہیں۔

روپیرو بابا صاحب نے پیدائش و وفات بخارا و جوفد بٹول عموماً صحیح تاریخ کہیں فستقہ دے لیکن دو کوئیے زمانے ملاحظہ فرمائے مسعودی جہ دبیرو ناما خاصہ ص ۱۱۲ سید قہر علی ملک کر تریا و دہ سے چھنے نامانہ بابا شاہ داکار پنج نہر د معلوم ویرو کی چہ دیر ناما خاصہ ص ۱۱۲ سید قہر علی نے ہجرت سنہ ۵۷۰ھ کو بیان کی ہے دے حکمہ جہ دہ باور ناما شاہ دہ ہند وستان جلد کر لہ نو د بیرو ناما ص ۱۱۲

Nicholson, R.A., Literary History of the Arabs. London, 1920, p-285.

۱۰ - القرآن : ۱۰۲ : ۲

۱۱ - القرآن : ۲۲ : ۲۴

۱۲ - القرآن : ۹۶ : ۹۹

۱۳ - القرآن : ۲ : ۱۵

۱۴ - القرآن : ۲۸ : ۱۰

۱۵ - القرآن : ۱۶ : ۲۳

۱۶ - القرآن : ۹ : ۱۱۱

۱۷ - القرآن : ۹ : ۱۱۱

۱۸ - شاہ ولی اللہ "تہذیبات" ، حیدرآباد ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی ، ص ۲۷ تا ۸۹

[illegible]

5

(مرزا کا مرثیہ اور اس کے بعد مرزا حکیم کے مرثیے ہیں)

صوبہ سرحد میں دو خاندانی پیشوا اس سبب سے جن میں سے ایک
شکر علی تھا اور دوسرے خیر محمد۔ پہلے کا نام سید علی بی

تھا جو اپنے بہت سارے عقیدت مندوں کی طرف سے "بابا کے نام"

(مذہب و عقائد)

وہاں کھڑے ہوئے مزارا مرانا اور مزارا کھجک کے بعد کے زمانے یعنی ۹۷۲ھ

کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اکبر کی تخت نشینی ۱۵۶۵ء کو ہوئی تھی۔ اس کے بعد اکبر نے

عمری میں وقت ابتر و بھاری مرزا یہ بیان کرتے ہیں کہ میر تقی میر نے

کے طرف توجہ کا اہم اور ایک درشنائی کیس کا درمیان۔

۴۔ اس طرح محمد اکبر بی بی زینبؓ کی شہادت کا اندھیری نے موت کا

دکڑی کا۔ ضدی اور پستیوں سے لے بھی اگلے اور اپنی کتاب علم الہیات

دخیر البیان اگر کلام الہی تھا۔ علامہ سے بڑے بڑے مناظرے بھی ہوئے۔

علماء بازی نہ جاسکے اور ایک مستحق فخر و شہرہ کے نام سے قائم ہو گیا۔

۴۰ - نیز از دیگر علمای بزرگ آن کشور کتابخانه خیر العبادان کتب و اشیای نفیسه به عداد کثیر کتابخانه خانم خیر العبادت مؤلفه و تالیفات

یہ ہے جس کا کہی تو صرف اس مسئلہ کے باب میں نہیں کیا گیا ہے۔

4

دیر پا کی ہمدانہ در علم و صحیح فہم و در خیرین نہیں ہے۔

عکس جس پر رمانہ کے بارگاہِ محبوب سے پیر بابا کا صاحب کے والد

سید حبیب علی کا ذکر سناتے تھے اس نے ان کے بارے میں جوئی کی کتاب میں

سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا باہادور صاحب خود کو کسی بھڑی ملی سے

جوستے کیونکہ ہا ہا راستہ نے جتن وقت ہندوستان پر

محمد کا تو میرا باہنہ حب کے واسطے قہری انسا ہے

وزیرِ معتمد لغھو ر ہا جسب نے بابری کے چند وستان پر حملہ کرکے

سب کی امیدیں کھینچ کر لے گیا ہے۔ وہ واحد خدا ہے۔

بہن کمرے ہیں باقی تمام عورتیں درندہ کڑھنگا، دھڑ

۹۰۶ء ہمارے ہے پھر خاموشی اختیار کی ہے۔ پھر

در باب کی‌للمهم فی ترتیب و تفسیر و استنباط کما مضی و در تفسیر

در ذیل کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو آپ کی تاریخ پیدائش

یہ خدائی ہے۔ مثلاً

حضرت میر بابا صاحب انجمن سال ۱۲۴۹ھ میں اپنے

مہندستان کو "۱۹۴۷ء کو مختص" متحج تعرف العرب

ہمہماضی دہی انہوں نے درباری زندگی کو باطنی چیز

مہربانکے لیے، کو آئے۔ اس نے اپنے لیے حضرت پر

دیچے درجے کے عالم تھے۔ حضرت پیر بابا صاحب نے ان کو

دوسال کا بچہ کنزرویشن اور ان سے دیئے علوم کا استفادہ

ما تھیں شکست کھانے کے بعد مندرستان جھوٹا اس وقت بہر بابا
گجرات کے علاوہ میں اسرہا لودھانہ اور بکھی منہ لکھ کے فرغیہ کی
ادائیگی کے بعد دوبارہ اجمیر پہنچے مرشد کی خدمت میں جا رہے تھے۔
اس طرح اگر پیر بابا کی پیدائش ۹۰۰ھ تصویب کی جائے تو اس وقت ان
کی عمر ۳۹ برس بنتی ہے جبکہ ۳۲ سال کی عمر میں تو آپ مندرستان
آئے۔ شیخ سلیم نے علم ظاہری حاصل کیا پھر اجمیر جا کر اپنے مرشد
حضرت سالار رومی کی خدمت میں ایک زمانہ گزارا اس کے بعد شیخ کی مرض
سے کشمیر روانہ ہوئے۔ راستہ میں گجرات کے ایک کاڈ میں لوگوں کے ملوث
ہران کی اصلاح کی طرف توجہ دی۔ اس زمانے میں جبکہ ذرائع مذمت
عمود دہے۔ پانچ سال کی تعلیم دست میں آتے کام سرزبان دریا مکن لفظ نہیں
آتا۔ نیز صرف مولوی عبد الغفور کی رائے کو درود بھی تھا اس پر مبنی
ہم دوسرے کی مذکورہ کارڈوں پر ترجیح نہیں دے سکتے۔ لہذا سب بابا کی

ولادت ۹۰۱ھ ہی صحیح ہے۔

پیر بابا اور سلسلہ چشتیہ

سید علی ترمذی، المعروف پیر بابا کا تعلق جو کہ سلسلہ چشتیہ سے بالخصوص
چہ اس نے آپ کے حالات بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ سلسلہ چشتیہ
کا مختصر یہ منظر کشی کیا جائے افغانستان میں چشت نامی ایک نصیب ہے جو
بہت کچھ ضلع جلال آباد میں شامل ہے۔ آج سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے ہاں
نہاگان خاندان نے ترکیہ فلسطین اور عربیت باطن کا ایک مرکز بنایا اور یہاں سے
جو حضرات دوسری جگہوں میں پہنچے اور اصلاح باطن کی ترویج کی سن ۱۱۸۰ھ
کی مابینیت سے یہ نظام سلسلہ چشتیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

وکان دود مقام اندک شہر چشت درمیان دولت حضرت خندان غنی

اس فرقہ کا اسرقانی علاقہ نہیں زیادہ پھیلا۔ بانی یہ کوکابل میں اکبر کے حکم
محسن خانات نے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ لیکن رمانی کے بعد بانی پر دشمن
نے آخر میں قبیضہ میں اپنی سرکاری لائبریری اور مکتبوں کو اتھاقی حکومت کا
خاص بنا کر اکبر کے خلاف بغاوت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اکبر کو فوراً وزیر
کے خلاف خود فوج کشی بھی کرنی پڑی لیکن اس کی سرزمین کم نہیں ہوئی۔
اور بانی کی وفات کے بعد ہی مغل حکومت اس فرقہ کو قلوب میں لاسکی۔
۲۔ حضرت سید علی ترمذی، المعروف حضرت پیر بابا کو بھی بوقت مستانہ نذرنگی
خاص مرتبہ حاصل ہے۔ وہ سادات ترمذی سے تھے۔ جائے پیدائش قدس
جہان کے لادراہل باطن میں سے تھے لیکن والد نے ہالیوں کے لشکر میں غیب
لے لیا تھا۔ وہ والد کے ساتھ مندرستان آئے لیکن ان پر فقیری رنگا لب
رہا اور اس سبب میں انہوں نے پانی پت، اجمیر وغیرہ کا سفر کیا خود
خلافت، انہیں طریقہ چشتیہ میں شیخ سالار سے ملا۔

۵۔ سید علی ترمذی المعروف پیر بابا پیدائش ۹۰۸ھ وفات ۹۵۵ھ۔

۶۔ عبدالمکرم اثر کے بیان کے مطابق آپ ۳۳ سال کی عمر میں ۹۵۹ھ

کو مندرستان قشت رفیع لے گئے اور اولاد کیرو کی تحقیق کے مطابق گزرا
حکیم کے زب سے ہیں جن درذنبی شخصیتوں نے صوبہ سرحد میں اپنا اقتدار
قائم کیا ان میں ایک سید علی ترمذی در پیر بابا تھے۔ ان دونوں بیانات
کی مابین ضرور سیر بابا کے خلیفہ، حکم حضرت اخوند درویش نے بھی کی ہے۔
انہوں نے اشارہ مندرتھ کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد جس وقت کابل
کی طرف جہاد تھا حضرت کی ملاقات اپنے والد سے ہوئی۔ انہوں نے
نبات فسوس سے کہا کہ میں نے غلط راستہ اختیار کیا اور تم نے کہا کہ اجمیر کا نام
روشن کرنے کا سبب نہ ہو بلکہ بلوچوں نے ۹۵۹ھ میں شیرشاہ کے

خواجہ ابوسعحاق نقوی فنا تو کی زندگی بسر کرتے تھے اور اس پر آپ کو فخر تھا

آپ نے ایک دن اپنے سر پر توبہ خواجہ محمد شیبانی سے فرمایا

و اے ابوسعقادو! شیعیان کا ترازو بادشاہی کسر بہ دیکھ و بند

اگر ابوسعحاق را ملک یہاں دہند ہم قبول کنند^{۱۱۱}

ترجمہ:-

اے ابوسعقادو! دیکھ کی بادشاہی سے درویشی بہتر ہے۔ اگر

ابوسعحاق کو سلطنت کی بادشاہی بھی ملے تو خدا کی قسم وہ قبول فرمایا

کر رہے۔

شجرہ طریقت چشتیہ

سلسلہ چشتیہ بھی دروسرے متعدد دھو فیاض خانوادوں کی طرح

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شروع ہوتا ہے۔

حضرت پیر بابا ایک شجرہ طریقت چشتیہ اس طرح سے ہے۔

۱۔ حضرت علی بن ابی طالبؑ

۲۔ حضرت خواجہ حسن بھریؒ

۳۔ حضرت خواجہ ابی الفضل محمد لاہوریؒ۔ یہ ۱۱

۴۔ حضرت خواجہ ابی الفضل ابن علیؒ

۵۔ حضرت خواجہ محمد بن حکیم بن دیکم البلقیؒ

۶۔ حضرت خواجہ سعید بن علی بن سعید البکریؒ

۷۔ حضرت خواجہ محمد بن علی ابن ابی بکرؒ البھری

۸۔ حضرت خواجہ محمد لاہوریؒ

۹۔ حضرت خواجہ ابی اسحاق شیبانیؒ

۱۰۔ حضرت خواجہ فیاض محمد شیبانیؒ

ہریت و چشت دومیم و یہاں است در ولایت ہندوستان

در میان کرچہ و ملتان و خواجگان چشتیہ از چشت خروسان

بودہ اند^{۱۱۰}

ترجمہ:-

اور چشت دومیم ہمیں جن میں سے ایک ہندوستان شہر میں

ہرات کے قریب واقع ہے اور در سر چشت اور چ اور ملتان

کے در میان ایک قصبہ ہے جو ہندوستان دہلی کے مابین واقع

ہے۔ و خواجگان چشت کا تعلق ہندوستان سے ہے۔

۱۔ گریہ ہندوستان شہر کے پیر بابا... ہندوستان شہر

خواجہ ابوسعحاق شامیؒ (۳۳۹ھ) وہ پہلے بزرگ ہیں جو کچھ نام کے ساتھ

چشتی کا لفظ ملتا ہے۔

انصار اور ابوسعحاق چشتی خواجہ کریم خان چشت دہلی کے

زکوہیت یافتہ ہیں کہ سلسلہ ازادیت تو در کیا ہندوستان چشتی

خواجہ اند^{۱۱۱}

ترجمہ:-

آج سے گچھے ابوسعحاق چشتی کہہ کر چلا رہا ہو گا۔ کہو کہ چشتی

اس کے کردار و علاج کے لوگ گچھے سے بہتیت حاصل کریں گے اور

جو شخص تیرے سلسلہ میں داخل ہو گا اسے قیامت چشتی لگا رہا

ہو گا۔

۱۱ شیخ ابوسعحاق شامی کہہ کر چلا رہا ہے کہ ابوسعحاق چشتی خواجہ کریم خان چشتی

دہلی کے ایک قصبہ میں تھے جو ہندوستان کے قریب واقع ہے اور در سر چشت اور چ اور ملتان

کے در میان ایک قصبہ ہے جو ہندوستان دہلی کے مابین واقع ہے۔ و خواجگان چشت کا تعلق ہندوستان سے ہے۔

۱۔ گریہ ہندوستان شہر کے پیر بابا... ہندوستان شہر خواجہ ابوسعحاق شامیؒ (۳۳۹ھ) وہ پہلے بزرگ ہیں جو کچھ نام کے ساتھ چشتی کا لفظ ملتا ہے۔

- ۱۔ حضرت نور جانی رحمہ اللہ، محدث چشتیؒ
 - ۲۔ حضرت نور جانی پورسہن چشتیؒ
 - ۳۔ حضرت خواجہ درود چشتیؒ
 - ۴۔ حضرت خواجہ شریف زملانیؒ
 - ۱۵۔ حضرت خواجہ عثمان باریؒ
 - ۱۶۔ حضرت خواجہ عین الدین بک بنجرہؒ
 - ۱۷۔ حضرت قطب الدین عینیا بک شہرہؒ
 - ۱۸۔ حضرت شیخ فرید گنج شکرؒ
 - ۱۹۔ حضرت شیخ نفاع الدین بک دلیؒ
 - ۲۰۔ حضرت شیخ سراج الدینؒ
 - ۲۱۔ حضرت عمر سعد اللہ فورکیؒ
 - ۲۲۔ حضرت شیخ علاؤ الدینؒ
 - ۲۳۔ حضرت شیخ نور قطب عالمؒ
 - ۲۴۔ حضرت شیخ حمام الدینؒ
 - ۲۵۔ حضرت شیخ حامد الدینؒ
 - ۲۶۔ حضرت شیخ سالار دہلویؒ
 - ۲۷۔ حضرت سید علی ترمذی المعروف میر باباؒ (۱۱)
- اس میں کوئی شک نہیں کہ خواجہ سبحان الدین چشتیؒ سے پہلے اس سلسلے کے بزرگ ہندوستان میں لکھتے تھے۔ خواجہ ابو محمد عین الدین چشتیؒ سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے جس سے یہ سلسلہ

بچ کر اس سلسلے کے تیر بزرگ ہندوستان تشریف لے چکے تھے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کی اشاعت اور اس کا فروغ حضرت خواجہ سبحان الدین چشتیؒ ہی کی بدولت ہوا۔ اور اس طرح پہلی صدی ہجری میں اسلامی ممالک پر ان نے جس تحریک کا آغاز ہندوستان میں شروع کیا تھا اس کی تسخیر ہندوستان میں خواجہ محمد عین الدین چشتیؒ اور عیسو بہر جہا درقبائلی علاقہ میں پس پسر بابا نے فرمائی۔ اگرچہ پہلی صدی ہجری میں یہاں اسلام کے مصلوبہ دستے آنے شروع ہو گئے اور ۹۲۲ھ میں محمد بن قاسم نے سندھ سے عمان تک کے علاقے کو اپنی مشیر و خلافت سے تسخیر کر لیا تھا اور اس پر صغیر ٹٹ بھا دا عین الدین اسلام کے مرکز و خلافت میں چھوٹے چھوٹے جزیروں کی طرح قائم ہو چکی تھیں۔ لیکن حقیقتاً ہندوستان کی فتح کا سہرا سکندر اسلام سلطان محمود غزنوی ۶۷۱ھ کے سر پرے اور مسکرم و متقل سدا کی سلطنت کے قیام کی مسماوت سلطان شہاب الدین محمد غوری ۶۷۲ھ کے حصے میں آئی اور انہی غزیرا اس کی روحانی تسخیر اور انقلابی اور ایمانی فتح حضرت خواجہ بزرگ شیخ الاسلام سبحان الدین چشتیؒ ۶۷۷ھ کے ساتھ ہو چکی تھی (۱۲)

غرض خواجہ سبحان الدین چشتیؒ کے ہندوستان تشریف لانے سے ایک زبردست روحانی اور سماجی انقلاب رونما ہوا۔ آپ ۱۱۲۴ھ کو لاہور پہنچے۔ لاہور اس وقت چوہان خاندان کے مشہور راجپوت راجہ جھوڑا کا دارالحکومت تھا اور اس کی اہمیت دہلی سے بھی زیادہ تھی۔ راجہ نے آپ کے قیام میں مشکلات پیدا کیں۔ لیکن آپ قوم ہندوستان کی قسمت جیکانے آئے تھے۔ لہذا آپ نے کسی طرح کی کوئی پرواہ نہ کی اور دانا سناگنا، سب کے گناہوں کو شریف فرما ہوئے۔ یہی جگہ آج کل غریب ٹوڈا کے پھلے کے نام سے مشہور

بالن اسی طرح حضرت پیر بابا نے صوبہ سرحد میں اسلام کی روشنی سے
لوگوں کو اس وقت سنہ ۱۰۰۰ میں روایت فرمائی کہ وہ پھر افغانی، سمرقند و تاجک
شعبہ کے لوگوں میں لگے جوئے تھے۔ آپہ بھی کی زندگی نہ رہا۔ یہاں سے بدلت ہو
سے بجانب جوکر صحیح اسلام کی افکار پیر کا رہندہ ہوئے۔

پیشہ ۱۹۹۱ء

حضرت پیر بابا سیدی سادات بھی اور آپ سید نسب گنبدیہ سے
 ولایت حضرت امام حسینؑ تک پہنچا ہے۔ سید علیؑ بن سید فہرشی بن سید ہر
 نور بخشی بن سید یوسف نور بن سید محمد نور بن شیخ خواجہ احمد بن شیخ براتی
 بن سید احمد شانی بن سید مفتی تواب بن سید محمد الدین بن سید محمد ودا بن
 سید سخائی بن سید عثمان بن سید جعفر بن سید شمس الدین سید محمد ودا بن سید
 حسام الدین سید ناصر ودا بن سید جلال الدین سید فہرشیؑ بن سید محمد رشید بن سید
 محمود علیؑ بن سید محمد ہادی بن سید شیخ عسکریؑ بن سید علیؑ بن سید
 تقیؑ بن سید موسیٰ رضا بن سید موسیٰ کاظمؑ بن سید جعفر صادقؑ بن سید محمد تقیؑ
 بن سید زین العابدینؑ بن سید محمد حسینؑ شیعہ شیعہ شیعہ شیعہ شیعہ شیعہ شیعہ

میں نے

چیرہ بالائی کی تہذیبی تعلیم و تربیت حسب قاعدہ ان کے گھر پر ہونی درہم میں آپ کے کاروانہ سید محمد نور صاحب نے خصوصی دلچسپی لی اور آپ کی تعلیم و تربیت اور اس کے عہد میں مسلمانوں میں ہندوستان کا حضور محمد بن قاسمؑ کی مجلس درس و اصلاحی و علمی تحریکات کا ذکر آپ کے مفید و خود دردی پر نہ ہے، یہ تذکرہ "تذکرہ اصلاحی و علمی تحریکات" میں تفصیل سے کیا ہے۔ اور آپ کے اصلاحات و فکر کے متعلق اولا بزرگوار "لائسنس" میں تفصیل سے کیا ہے۔

بھی صحیح و حقیقت پر مبنی ہے "تذکرہ" ہے۔ کیونکہ حضرت خود دردیہ سے قلم و سحر آپ کی خدمت میں بہرہ کی و درجہ ارفع پر آپ کے ساتھ ساتھ ہے۔

جہنچھو۔
 کے حکام نے آپ کے قیام میں بڑی نرازاحت کی اور جب
 وہ خود ان کے ساتھ بلیر میں پہنچے اور مل چاچو پوئے تو شدید جوگیوں کو اپنے سحر
 اور جادو سے خود جادو حب کو منظور کرنے کیلئے مانگو کیا۔ ”ایک شہور شہر و
 جوگی ہے بال سے حضرت خود جادو کے بڑے سحر کے ہوئے۔ لیکن خود جادو صاحب
 اپنی درحالی قوت نہ، درگزاشت سے، اس پر غالب رہے۔ جوگی نے جادو شہر
 کو حضرت خود جادو صاحب کے ہاتھ پہ تسلیم قبول کیا حضرت خود جادو صاحب
 اس کا نام کھلی شہر رکھا، درحالی نہت بھی مرحمت فرمائی۔“
 حضرت خود جادو صاحب نے پہنچ دی کا کام جاری رکھا ان کی تعلیم کے اثر
 سے خود جادو کے من، من نہ شہر کو کمر بند میں داخل ہوئے گئے۔ یہاں تک
 کہ راجہ نے آپ کو جہیز نکال دیا جس کی دھڑی، جس پر اپنے فرمایا۔

[illegible]

اور یہاں ہی ہو کہ شبابِ عربین غوری نے ۱۵۵۸ء میں محمد کے چچوڑا کو گرفتار کیا اور بہمنہ و صل کر دیا۔ چچا کو ایک مختصر قید کے بعد رہا کر دیا گیا کہ

اس وقت ہندوستان کی حالت نہایت اتر تھی۔ پورا ہندوستان بیت پرکھا
شک رہتا تھا۔ خدائی قدر یہی تباہ ہو چکی تھی۔ انسانیت ذاتِ پاتِ بریں ہی ہونا
تھی ورنہ سے نام ہندوؤں کے لئے زندگی ایک عذاب تھی۔ اپنے ایسے لاکھ
ہزارے ہیں نظر نہ تھیں۔ چھپ چھپ کر کیا اور گھوٹی کو تباہ کر اس نام ہی وہ فربہ بہہ ہے
جو ذاتِ پات کی لہریں کو تھم کر کے اس نہایت کو مسادات اور بھائی چارے
کا سبب سمجھا رہا ہے اور اس کے نزدیک شرافت کا سمیلا صرف تقویٰ ہے۔
آپ کی رُسند و بدبت سے لوگ جو بقی درجہ و سلسلہ میں داخل ہوئے
گئے۔ جس سے انہوں نے اپنی فسردہ و زبردستی کو گناہ کیلئے نہ مقرر کر دیا۔

آواز سہلے کیا اور میں نے ایاہم طغیانی سے بھی شریعہ جاری کر کے دیا ہے۔
 چڑھیں اور ساتھ ہی ساتھ زہد و ریاضت، اور اذکار و طریقیات میں بھی کوشاں رہنا
 یہاں تک کہ داد و جان و وقت و مال قریب آگیا تو انہوں نے بلا فکر کیا کہ قرآن سے
 کچھ یاد رہے تو پڑھو۔ میں نے سوراٹ لکھ کی تاکید کی حضرت نے تین مرتبہ تلاوت
 کروائی اور پھر فرمایا کہ بیٹے مجھے جو نعمت و برکت اپنے آباؤ اجداد یا سلسلہ
 کبر و یہ میں بطور اجازت حاصل تھی وہ تمام میں نے تم کو بخش دی۔
 گو یا اس طرح سدا شریفہ کبر و یہ میں دادا کی طرف سے آپ کو عطا
 حاصل ہوئی اور اس سے میں آپ کا تعلق ہوں ہوا۔ جسے اخوند زادہ نے
 بیان کیا ہے۔

الحمد لله رب العالمين

جناح حضرت ایثار از عبید بن جریج حضرت سید محمد نور وراثت از وصال

مستحق و شیخ متحقق خود رسید پس گفت اورا ای شیخ از پدر مستحق و شیخ متحقق خود

فرد بخیر و ایثار از این شیخ حقایق بزرگتر و محضرت محمدی شیخ ابوالاسحاق قسطلانی و

والشایخ علی بن ابی طالب از سید علی سیدانی و ایشان از سید محمد

واٹن از شیخ بہا الدین صنادی و شیخ علی لکھو واٹن از شیخ

فقد ارسلوا الشاهد شيخنا محمد الصادق عليه السلام الى شيخنا علي بن ابي حمزة و

حدیث در بیان شیخ و ابی بنی

شیخ الاسلام محمد رفیع الدین صاحب

دینار و دریم

مع بری وایتل اریج کارڈز در وقت کی اس پر خط لکھنا چاہیے

وایشان از هیچ کسری معصی و ایشان از هیچ کسری معصی

عضو وایٹل ہائز نامہ موسمی کا حکم و ایٹل ہائز نامہ بخیر ہندوں و ایٹل ہائز نامہ

محمد باقر وراثت‌ان از امام زین العابدین وراثت‌ان سید وراثت‌ان از امام

المؤمنين على الرضى والبيان اراهم المؤمنين عثمان بن عفان بن ابى له

«عبر المومنين على الفراق والابتلى اذا سير المومنين ابو بكر محمد بن رضوان الله تعالى

صمد محمدی و الشیل از سیدالمرسلین خاتم النبیین حبیب العالمین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت پیر بابا کی تعلیم و تربیت کا بیڑا آپ کے دادا نے اٹھایا کہ پیر بابا کی والدہ
سلاطین محمد سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا زبیر یا زہرہ توحیدت درباری مصر فیات
یمن گندرتا تھا۔ "میرے والد قنبر علی کا تعلق سلاطین زبیر سے تھا اور انھوں نے
منصب حاصل کیا ہوا تھا جبکہ میں درویشا نژدگی بسر کرنے کا قائل تھا اور میرا دادا
جان اپنے ملک کے مانے ہوئے بزرگ تھے جو سلاطین زبیر سے تعلق رکھتے
تھے۔ انہوں میری تربیت کی طرف توجہ فرمائی۔" حضرت پیر بابا کی
سادگی اور سوج و گہجہ کی بنا پر سب گھروالے ان کو دیوانہ کہتے تھے۔ لیکن
ان کے دادا جان کو اپنے پوتے کی بیوی دادا پسند تھی اور وہ فوراً کر تے تھے۔
"ایسے دیوانہ راضی ہاں کر دم" (ایسی دیوانہ تو مجھے پسند ہے) نیز پیر بابا نے
اپنی ابتدائی تعلیم و تربیت کے متعلق اپنے خلیفہ حضرت انوند درویش سے یوں
فرمایا فرمایا۔

فقیر و نیازمند است و فقر و مشورت و سعادت و برکت و عیال و تکلیف و عجز و نیاز و کمبود

تخصیص شرح علماء در ایام طفولیت از خدمت ایشان در یافتن هر طریقی

زهد و ریاضت در دلی من است حکام یافت نایاب کبریا بجز در درسیه معرفت

1890

گفتند که اینها را چه میخوانی

در بیان است و چون بخورده شود

بدر بنی مولاہ پیر پٹن کرست سوار و درواح کرختیہ درویش ہند

د. تی. نجواں سوره بنادر الخوجی ابراہیم خاں خرمورو دیکنجواں

بائیں سے آگے کی طرف

ہرگز نہ کہے کہ مرزا بہادر مجھے ایسی راہ دکھایا اور حجاز و شام

بجلی کی راہ میں مسلمانوں کے لئے ضروری اور ان کے لئے بہت مفید

حضرت در بیان ہے اپنے شیخِ شریف فرما کر معلمِ ظاہری سے

جب ہندوستان پر محمد کی توجہ پڑا تو والد سید قسطنطین کے ساتھ
 تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ باہر بادشاہ نے اپنی لڑکی قسطنطین صاحبہ
 کو رسی تھی کیونکہ یہ بات بہت ہی مشہور ہے کہ پیر بابا کیوں کہ جہانگیر
 اور بابر بادشاہ جب وفات پائی تو جہانگیر بادشاہ کی فوج میں پیر بابا صاحبہ
 کے والد سید قسطنطین صاحبہ کما تفسیر تھے۔^{۱۱۷}

کیا بابر نے اپنی بیٹی پیر بابا کے والد کو رسی تھی؟ اگرچہ اس کا ثبوت
 کہیں سے نہیں ملتا البتہ یہ بات صحیح ہے کہ پیر بابا کے خاندان کی صلاحیتیں
 مغلیہ عزت مند زری نور داری سے جیسا کہ گھبران حکیم کے اس بیان سے ظاہر
 ہوتا ہے۔

”بابر بادشاہ کی دوجو بیٹیاں تھیں قسطنطین خیر جہاں اور سیدہ حکیمہ زری نور خیر جہاں
 میں ہندوستان پہنچیں تھیں وہ کہہ کے ساتھ ہندوستان آئیں یہ معلوم نہیں
 ہو سکا البتہ یہ معلوم ہے کہ پہلی خاتون ایک سرکاری سیدہ سے بیٹی تھیں یہ
 تریزری سیدہ ایک بڑے مذہبی گھرانے سے متعلق تھے اور اس خاندان کی زندگی
 شاہی گھرانے سے بھی قریب تر تھی اور اس کے بہت سے آدمی فوج میں شامل تھے۔“^{۱۱۸}

تفسیر الدین ہمایوں اپنے والد بابر کی وفات کے بعد ۳۰ رجاوی سال کا قاضی
 میں بہت کام کر کے سخت نشیمن ہوا۔ اگرچہ ہمایوں نے والد کی وصیت کے مطابق
 سلطنت اپنے خاتم جہانیوں میں تقسیم کر دی تھی لیکن اس کے باوجود آکسب کے
 بھائی اطمینان کے ذریعے اور تاپ کو بڑا برسرِ نشان کرتے رہے اور بھائیوں
 ہی کے عدم تعاون کی بنا پر دوسرے سال کو چوگھڑانی کے بعد شیر شاہ کے فوجوں
 شکست اٹھائی پڑی جس کے بعد اسے سخت مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔
 اور جہانگیروں جٹے پائے کے لئے صحرانوری کو تاراج کیا تاکہ اس کا ۱۵۰۰۰۰ میں ہلاک
 پہنچا اور شاہ ایران کی مدد سے ۱۵۰۰۰۰ کو قتل ہوا فتح کر لیا اور پھر کابل سے بھگت

صلاحیتیں منسلک سے متعلق

ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کا بانی بابر ان تمام حکمرانوں میں
 جنہوں نے ہندوستان کے ختم کو زینت بخشی، قابلِ قدر شخصیت تھی اور اس کی
 شخصیت میں وہ تمام خوبیاں ایک جگہ جمع ہو گئیں ہیں کہ موجودگی ایک اچھے
 حکمران و رہنما ہیں اس میں ضروری ہوتی ہوئی وہ بہادر اور دیرینہ
 انسان تھا بھی وہ باخ بھی نہیں ہوا تھا کہ فرخزاد کے تحت پریشا جس کو
 اس کی ہی زندگی کے شہزادوں کی حکومت تھی۔ پیرزنی معمولی نے بابر کو
 سب کو پہنچا کر کھدیا لیکن بابر اپنی ذاتی قوت اور طاقت کے بل بوتے پر اس
 پر آشوب وقت سے بھی گزر گیا۔ بابر کی پوری زندگی سیدان جنگ میں گزری
 اور اسے فرصت کے چرچات بھی ملے اس میں اس نے رہائی آرام کا سانس
 کے لئے ملے قدمات کئے۔ قدرتی طور پر بابر بڑا زہین تھا اس لئے اسے ہر قسم
 کے فنیوں لطیفہ کے کمری دلچسپی تھی خصوصاً اسے نئی محارموں کی تعمیر و بارخ نکالنے
 کا بڑا شوق تھا اس لئے اس نے اپنی مسکن میں جگہ جگہ سیریاں لائی تھیں
 کروائے اور دانات لگوائے۔ بابر کو علم سے بھی شوق تھا جس کا ثبوت بابر کی
 خودنوشت سوانح عمری ”توزک“ بابر ہی ہے جو اپنی سلاست، روانی اور
 سیدھے سادے انداز بیان کی وجہ سے ایک معجزہ آلا راجنیت ہے جس
 میں بابر نے اپنے خیالات و جذبات کو بے کم و کاست بیان کرنے کی کوشش
 کی ہے۔ یہی نہیں بلکہ بابر نے اپنی کمزوریوں بھی چھپانے کی کوشش نہیں کی۔
 بابر ہی جی خشکے لوگوں سے تعلقات متوزکر کرتے ہیں تاں نہ کرتا تھا۔ بابر کی
 اس غریب پروری کی بنا پر کہیں مولوی عبد الغفور پٹنوی نامی سجد پیر بابا کا
 بیان قبول کرنے میں کوئی تاں مل نہیں ہوتا کہ بابر نے اپنی لڑکی کی شادی پیر بابا
 کے والد قسطنطین سے کر دی تھی جو بابر کی فوج میں کماندار تھا۔ بابر بادشاہ نے

شیخ شرف الدین پانی پتی سزاوارتہ کا ذکر نہ کرنا ضروری ہے۔ (۱۶۵)

توجہ دے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری تقدیر میں یہ لکھ دیا تھا کہ دنیا و دینی دنیا سے مجھے الگ کر کے اسی وجہ و دربار دینی زندگی سے تعلق میرے لئے مشکل تھا ان حالات میں جب یہ حالات نہیں طے کرے ہوا پانی پتی شیخ کی توسیع میں یہ حضرت شیخ شرف الدین پانی پتی کے مزار پر چھ مری رہے ہیں۔

بالطریق تو در در میں ملا ہی تھا شیخ کے مزار پر پہنچنے پر یہاں شہر ہو گئی۔ میں سے آپ اپنے خاندان والوں سے الگ ہو گئے اور ایک پوٹو لٹھری لے گئے اور وہاں حضرت شیخ سید زید علیہ السلام اور صاحب طریقت کے علاوہ دوسرے میں داخل ہو گئے۔ (۱۶۶)

شیخ سید زید سے اپنے کم عمر میں علی غفرلہ اور دیگر کتب سے فراغت پائی حضرت شیخ سید زید کو ان طلباء کے ساتھ تہنیتی محبت تھی جو حضور علیہ السلام کیپے آئے۔ آپ نے جب سید علی زیدی (سید بابا) کو حکم دیا کہ میری حاصل کردہ نیکو کاروں کو شیخ شرف الدین پانی پتی کا کم عمر لڑائی شرف الدین اور علی غفرلہ تقرب تھا آئیے واللہ شکر میں ملازمت میں رہتا ہوں لڑائی حضرت شرف الدین کی ولادت پانی پتی میں ہوئی آپ کم عمری میں مولانا کاہری سے فراغت پانچ برس تک دینی میں تقرب مناسبت کے قریب دس دس برس میں مشغول رہے۔ آپ کے زہد و تقویٰ کی بنا پر شاہان وقت شیخ بہ نیا مہدیستہ رکھتے تھے۔

”اس مزار کے علاوہ دوسری محبت و عقیدت کا عالم تھا کہ شاہان وقت حضرت شیخ شرف الدین پانی پتی کو عقیدت و محبت کو اپنے لئے سرور و افتخار سمجھتے تھے، چنانچہ سلطان جلال الدین علی آپ سے غیر معمولی عقیدت رکھتا تھا“ (۱۶۷)

کامران مزار کو بھاگنے پر مجبور کر دیا، کس کے بعد ہالیوں نے بیجا بیجے ہوئے ہوئے دہلی پر بھی قبضہ کر کے مندوں کو دربارہ ہندوستان کی عنایاں حکومت بولا دی۔ ہالیوں، حکام شرعی، دربار و امر و فرائضی لا پڑا پابند تھا۔ یہاں تک کہ بے خوف اشد کائنات بھی نہ لیتا تھا۔ صوم و صنوفہ، درگاہ پاک کا استہزام پابندی سے کرتا تھا اس کے ساتھ ساتھ ہالیوں ایک علم دوست بادشاہ بھی تھا اور اس کے دربار میں صوفیاء، علماء اور شعرا کی بڑی کمی نہ دانی کی جاتی تھی۔ ہالیوں کا یہ جذبہ اسلامی تھا کہ جب وہ کاہل گیا تو پیر بابا کے والد کو بلو کر تہنیتی ساتھ لے گئے اور پیر بابا کے والد فخر علی جو کہ ہالیوں کے ساتھ عدل میں سے ایک تھے اکثر پیر بابا کو جب ہالیوں کے دربار میں لے جاتے تو وہ سپرد نیکو عظمت شاہی سے ملازمت

”ہالیوں جب ۱۸۵۷ء میں دلیس کاہل آیا تو جناب پیر بابا کے والد صاحب کو بطور تہنیت کے ساتھ لے گئے۔“ (۱۶۸)

فن فیض بالطنی اور شیخ

حضرت پیر بابا دہلی کی وفات کے بعد بے یار و مددگار رہ گئے اور ان کے لئے معمولی علم، ایک سلسلہ بن گیا لہذا دروجان کی وفات کے بعد اپنے علم کا پوری دہلی کی پیاس بجھانے اس زمانے کے رواج کے مطابق ہندوستان کے مغربی دروازہ ہو گئے اور اس طرح طلبہ دین کی خاطر آپ نے صحابہ کرام اور جلالا برین سلف کے شعرا کو، پناہ دیا۔

ہو کلہ چرب الجلیل صاب پانی پتی دام مقبرہ کریمہ چچہ د دنیا اداہل دنیا نیکانہ وادہ وادہ ساقی پیہ دھند و جود و دیاری کلاد و بار سوسہ تعلانی مولد و تہ گروان شعلی چنانچہ پو دا سے عو تو کہنی چہ تہ دختہ دانا لہ مولیٰ بہ منولی پانی پتی مقام نا اور سببہ لوپ پیر بابا صاحب روائ شواہ و حضرت

شاید یہ ظاہری راہ ادا لاتی ہے مگر اصل مقصد بڑا بیکار و فانی ہے۔ بہت بڑے بزرگوں نے کھول کر دکھایا ہے کہ رسولؐ نے یمن میں بہتوں کو نصرت و رشد کا یہ نقشہ پیش کیا تھا جو کمال تکمیل پر پہنچا۔
مترجمہ :- اسے سمجھا اگر جو اپنی بیعت خدا سے کرنے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ کلمہ
بیعت کا اصول خدا سے پہچانی ہے۔ نیز بیعت کے اثر و فواید بے شمار ہیں۔
اور کمال رشد کی محنت کے حاصل نہیں ہو سکتے۔

سندھ کی طو لغت میں آپ کو کہو یہ کی اجازت تو اپنے دادا جہان کی طرف سے حاصل ہو چکی تھی اب اس کی مزید تقویت کے لئے ”سینے شیخ“ سالہ روزی کی خدمت میں رہ کر آپ کو کوشش شروع کی اور پھر کئی بختے خلوت میں اس پر غور و فکر فرمانے کے بعد شیخ سے ایک مبنی لیتے اور پھر کئی بختے خلوت میں اس پر غور و فکر فرمانے کے بعد اپنی حالت سے شیخ کو آگاہ کرتے۔ اس طرح ایک عرصہ آپ نے شیخ کی خدمت میں گزارا۔ جس کے بعد آپ کو سندھ پر تیسری غور و فکر ہوئی اور بالائی پنج سہلوں سہروردیہ و سطلایہ اور ناجید و علا جیہ میں اجازت مرحمت فرمائی۔ البتہ سہلوں میں بیعت کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے خلیفہ حضرت محمود و زبیر

ہوا کہ باہم سے زمین پر ڈاکہ چڑھا دیوں مگر کچھ تکلیف پہنچا دے اور وہ غیر مہربان ہو گا۔
 آج ملوں تو میرا لانا مائیکرو انفرارڈ سے آ رہا ہے۔ جی ہاں! یہ سب کچھ ہمیں پہلے سے معلوم تھا۔
 رن سے پہلے وہ کھڑا تھا۔ آخر یہ جہاں سے ملانے والا آ رہا ہے؟ کچھ نہیں پتہ۔ بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ ٹرینوں کی
 سارا کوئی شے سب سے پہلے ملوں سے ہوا کہ ملکر کمر بستہ تھی یہ فائرنگ دھڑ سے ملتی تھی۔ اور وہ لگا لگا دو تین عرصہ
 میں چور فائرنگ کی گئی تھی۔ آخر یہ جہاں سے آ رہا ہے؟ کچھ نہیں پتہ۔ بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ ٹرینوں کی
 ملوں کے علاوہ انہیں شہر کے قریب ملاں کا دھڑ سے فائرنگ ہوئی تھی۔ یہ وہ تھا کہ کچھ نہیں پتہ۔ بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ ٹرینوں کی
 ملوں سے ملنے کی گئی تھی۔ آخر یہ جہاں سے آ رہا ہے؟ کچھ نہیں پتہ۔ بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ ٹرینوں کی

بخوبی اپنی درسگاہ میں داخل کیا اور نہایت سطح و غایت سے ان پر نگاہ فرمائی اور پیر بابا نے بہت کم و صدمہ میں علم فہرہ کی کتابوں سے خرافعت پائی۔^(۳۷)

اس طرح حضرت سیر بابا نے علم خا جہری کی کچھ مہیا پنے والا سفیر لڑا جھڑ و حضرت شیخ سیلو نہ سے فیض حاصل کیا اور کچھ عورتی کو جو حکیم باطنی کی طرف متبدل کی اور حضرت شیخ سیلو نہ سے دُعا و ست کی کر خیر دعوت کے بعد اب ہر طرف کی راہ پر بھی سیر کی را بہائی فرما لیں جس پر حضرت شیخ سیلو نہ نے فرمایا کہ میں خود مازوں نہیں ہوں بلکہ آپ کو دعیت کرنے سے صدمہ ہوگا اگر آپ کو تاہم ہی شوق ہے تو میرے شیخ حضرت شیخ سالار و دہی کے پاس چلے جائیں وہ آپ پر تصویر فرمائیں گے۔

حضرت پیر بابا کی درخشاں سیاحت نے حضرت سالار رومی کے نام ایک خط لکھ دیا کہ ان کو اجمیر روانہ کیا "۹۰"

جب حضرت پیر بابا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کا حسبِ واسب دربارِ اہلسنت کرنے کے بعد فرمایا۔

اے سید عالمؐ کہ سارا حق تجھ ہی پر سہیبتی ہے محمدؐ و می

حضرت شیخ سید زبیرؒ اسی وقت کے بعد یہی القدر مقرر ہوا اور اولیاءِ اہل بیتؑ سے منسوب ہو کر
 بالکلیہ ظاہر ہی رہا یعنی طوفاً پرچن کی طوفاً متوجہ تھے۔ سوئے دیکھ کے ان کا اتمام وقت عبادت الہی میں
 گزرنا تھا۔ یہاں تک کہ وہیں ہاتھ کی انگلیاں سر کے کنارے حالت میں بھی بہت سیچ کیے حکومت میں رہیں
 ورنہ بالخصوص کی وجہ سے ان پر استغفر کی کیفیت ظاہر نہ کرتی۔

سینچ سپیو نہ کالی عارفہا شری رسول ہا لہذا علی ائمہ علیہ السلام اور سرور مکی علیہ السلام کے رہنے کے لئے ہوا۔ اقامت نہ کر گئے تھے جب درہی کلیہ سے فارغ ہو جانے کو دشمنی ہا بنی میں مشغول ہو جانے کے لئے ہوا۔ اسی لئے سنوئی کہ ایک دن باہر دیکر پڑی جی مشغول تھے کہ انڈیا شوق نہ نہ توں کو دیکر

سلسلہ کبرویہ

سید علی غواص ترمذی۔ سید احمد نور۔ سید یوسف نور۔ علی بن یحییٰ شیخ اسحاق قفطنی۔ شیخ علاؤ الدین۔ سید علی بہارانی۔ سید محمود نراقانی شیخ بابا الدین سمغانی۔ شیخ علی لالہ۔ شیخ نور عبد الرحمن۔ شیخ نجم الدین کبریٰ شیخ عاربن باہر۔ شیخ نجیب الدین سہروردی۔ شیخ احمد غزالی شیخ ابابکر ناساج۔ شیخ ابوالقاسم جرجانی شیخ ابو عثمان مغربی۔ شیخ ابو علی کاتب۔ شیخ علی رودباری۔ شیخ فہید بغدادی۔ شیخ سری عقی۔ شیخ سعادت کرمی۔ شیخ امام علی رضا۔ امام موسیٰ کاظم۔ امام محمد باقر۔ امام زین العابدین۔ امام حسین شہید کربلا۔ امیر المؤمنین علی رضا۔ امیر المؤمنین عثمان ذی النورین۔ امیر المؤمنین ابو جعفر عقی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۱۲

یہ وہ سلسلہ تھا جن کی اجازت سید علی کو اپنے دلاسید احمد نور نے بوقت مرگ عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ جن میں شیخ سالار دہلوی نے حضرت کو اجازت مرحمت فرمائی حسب ذیل ہے۔

سلسلہ چند پیر مریدیہ

سید علی ترمذی، شیخ سالار دہلوی، شیخ بابا الدین، صاحب دست شیخ حامد الدین، شیخ حسام الدین، شیخ نور قطب عالم شیخ علاؤ الدین، شمس اسد اللہ نور، شیخ سراج الدین، شیخ نھام الدین، دہلوی شیخ فرید گنج شکر قطب الدین بقیا، کوثری، شیخ مسعود الدین، شیخ عثمان اردکانی، شیخ حاجی شریف زندانی، شیخ خواجہ قطب الدین کوثری، خواجہ ابو یوسف شیخ، خواجہ محمد شیخ، خواجہ احمد شیخ، خواجہ ابو اسحاق شامی شیخ، خواجہ مشتاک دکنوی خواجہ کبیر و لہری، خواجہ ابو حفصہ مرثی، خواجہ سعدان ابراہیم دھم

فرمائے ہیں

”مدت مدیدہ بہر مجید و زہدیت حضرت ایشی بوم دوم در درکار طویل عمر مایل را در تحت اقلام اولس کرم و چون حضرت ایشی با ذنون و با طوبی و بوند از جانب شیوخ تقدسین خود را با ذنون بخود آندہ و چہا را ز جانب شیخ سالار دہلوی علیہ الرحمۃ و الفضل ان دیکے از جہ خود قدس اللہ تعالیٰ عنہ صرف نبرد“۔
من ترجمہ :- میں ایک طویل مدت تک آپ کی خدمت میں رہا اور میں نے اپنی عمر بھر کا بڑا حصہ آپ کے قدموں میں بسر کیا۔ حضرت تقدسین شیخ کی طرف سے پانچ خانہ اول میں مجز تھے۔ ان میں سے ایک میں آپ کو اپنے دادا کی طرف سے اجازت تھی اور چار میں شیخ سالار دہلوی کی طرف سے ہے۔
ان سلسلوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ہوئی اور انہوں نے فرمایا کہ تم نے دو مسرتے چھوڑے ہیں جن میں سے ایک کے شکوے کر کے مقتدین میں بانٹ دو اور دوسرا جو ابھی اٹے اسے دے دو اور تم ابھی اٹے ہو لہذا تم ہم اس کے حق دار ہو اور آپ کو نرسند کا وہ مسرتہ پہنا دیجیے۔ (۳۹)

تو یوں میرا بااے توستے خلافت کا باورگزارں آتارنے لیکن اب مزید زمرہ داری ان پر عائد ہو گئی اور ریشد کی طرف سے خرقرعہ بھوکو آپ کو اصلاح پر مامور کر دیا گیا۔ آپ کچھ عرصہ اپنے ریشد کے صاحبزادے کے پاس رہے اور خلوت میں رہ کر وظائف اور اوراد کرتے رہے مگر لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے کنارہ کش رہیں۔ آپ کے بعد حضرت شیخ حسین نے آپ سے فرمایا کہ

”حضرت والد نے آپ کو رشتہ تانی علاقہ حاکم لوگوں کی اصلاح کا حکم فرمایا اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ سب زبستان کے کسی کو رشتہ تانی علاقہ میں اس فریضہ کی یاد دہی کرتے ہیں یا اپنے وطن و ملت میں جا کر اس کام کو سرانجام دیتے ہیں کیونکہ وہ بھی کو رشتہ تانی علاقہ ہے۔“ (۴۰)

پچھلے رشتہ حضرت سالار دہلی تو پہلے یہاں پہنچے تھے مگر اس کے چلے اب ان کے صاحبزادے اور بھائی نہ تھے لیکن یاد دہانی پر آپ اپنے وطن روانہ ہوئے مگر اہل پر جا کر اپنی زمرہ داری سے عہدہ برآ ہوئے۔

حضرت سالار دہلی کا زمانہ تعمیر میں آتا مگر علاقہ کے لوگ اسے ادنیٰ ہی پر دانتے تھے لیکن حال کے ہر دور سالار کاوی کے نام سے مشہور ہے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ ان کی بدھ نام اور فقیہ ثقافت پر پہلی بیانیہ تقاضا سی کا فلسفہ رشتہ میں شرکت کے بعد سالار کو بڑے شہرت کا، تعمیر پنجاب کو فتح جوہرے نما کے بعد جس کے دن آنا ستر تلاب کے شرفی نگار ہے برکلیا جہاں زبانت ہیں۔ وہاں پر جو زبانت سالار مشہور ہے کہ ان کے پورے وہ سالار عارضی کہلاتے ہیں۔ چھٹی پر مشہور کر سالار دہلی کے نام سے کوئی واقعہ نہیں جو چھٹی حقیت ہے کہ سالار غازی کا زور پھر تھا جس پر اس نے زبانت حقیت حضرت سالار دہلی کا ہے۔ لیکن کچھ ایچہ حال اور پھر روایات کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے حقائق پر غریبی غلطی ہو جودہ۔ اس سے یہی مطلب غلط ہے، حقائق ہیں۔

تشریف لائیے ہیں۔

آپ نے ان لوگوں کو جو دین کی طرف راغب یا تو کچھ عرصہ یہاں سکونت اختیار فرمایا تاکہ انہیں دین کی روشنی سے منور کر سکیں سالار پھر جب یہاں سے والیس ہاجر ریشد کی ملاقات کے لئے جانے لگے تو اپنے والد محترم سے گجرات کے قریب ملاقات ہوئی جو یہاں لوگوں کے پورے شاہ سے شکست کھانے کے بعد کابل کی طرف جانے کی سوچ رہے تھے اور یہ واقعہ ۱۰۵۵ھ کا ہے۔ اس گاؤں میں جب غلبی خدا مجھے گھیرے ہوئے تھے اور میرے وظائف اوراد میں حیرت مند ہاتھ تو میں نے سوچا کہ والیس ہاجر حاکم ریشد سے گندار شکر کر کے اپنے آپ کو اس فریضہ سے سبکدوش کر دیں۔ اس سے میری ملاقات والد سے ہوئی جو یہاں لوگوں کے ساتھ پہلے لشکر میں شامل تھے اور شیر شاہ کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد کابل کی طرف روانہ ہو گئے مگر والد نے مجھے دیکھ کر شفقت و محبت کا اظہار فرمایا اور شاہنشاہی دی کر ترنہ بابا و اجڈا کا راسدہ اختیار کیا اور اس مرتبے پر فائز ہوئے اور والد نے مجھے دو تھیلیاں دیں ایک سونے کی اور ایک چاندی کی۔ میں نے کہا کہ اباجان مجھے ان سے کیا کام یا انہوں نے فرمایا کہ درویشی میں پرتو پہن کر لہذا میں نے انہیں رکھ لیا۔ (۴۱)

لیکن جب میرا بابا تعمیر لشکر لائے تو معلوم ہوا کہ مگر ریشد اس دار فانی سے کو تاج فرما چکے ہیں۔ اور ان کے صاحبزادے حضرت شیخ حسین والد کے عہدہ نشین ہیں۔ آپ جب درگاہ عالیہ پر اثر کر لیں لائے تو ریشد کے صاحبزادے علاوہ قریب میں تھے جب مراقبہ سے فخر سنا ہوئے اور سر اٹھایا تو دیکھا کہ ان کے سر جانی حضرت پیر بابا سامنے کھڑے ہیں۔ حضرت شیخ حسین نے فرمایا۔

”اے سید علی اس مراقبہ کے درمیان والد محترم سے میری ملاقات

غایت فرماتے ہیں ایک بہت خلوت جی رہ کر اس پر دیا صفت کرتا۔
جب شیخ کو معاملات بیان کرتا تو وہ مجھے تائبش دیتے۔ اس طرح
ایک عرصہ کے بعد حضرت نے مجھے مازون فرمایا۔ لیکن لوگوں کی کثرت
سے میرے وظائف طواف دہلی میں چلنا چکا تھا جس پر میں نے حضرت
سے درخواست کی کہ لوگوں سے مجھے نہات دلائیں، لیکن اس کا کوئی
اثر نہ ہوا۔

حضرت پیر بابا کے اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کی عادت
مبارک مذکورہ سے الگ رہنے کی تھی لیکن اللہ کو پسند تھا کہ وہ آپ لوگوں
کی اصلاح کا کام لیں اور وہ بھی صوبہ سرحد کے دشوگر گزار علاقوں میں۔
جس طرح آپ کے معاملات و عادات سنت نبوی کے منظر تھے۔ اسی
طرح آپ کا اخلاق بھی نبی رب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی
کا آئینہ تھا۔ آپ کی اتباع سنت ہی لوگوں کی ہدایت کا سبب بنی۔
آپ کے متقین اور تلامذہ کی تعداد کثیر ہیں کہ ان کی بھی ایسا نہ تھا جو آپ کے
محبت و خدمت اور اتباع سنت میں کسی قسم کی کمی نکال سکے۔ آپ طلباء کے معمول
علم پر خصوصی توجہ فرماتے اور ان لوگوں کو زیادہ تر نذر رکھتے جو آپ کے پاس
علم و معرفت کی پیاس بجھاتے آتے۔ آپ نے اپنے خلیفہ خوند درد فرماتے فرمایا
، ”یہاں نہیں، بپا دوست اور سرمد نہیں جاتا جو مجھے نذر نہ رکھ کر نہ چلی
کرتے ہیں۔ لہذا آپ کے لئے سب کچھ خدا بھیجتا ہے۔ میرے دوست اور سرمد وہ
ہیں جو مجھ سے روحانی فائدہ حاصل کرنے چاہیں اور میرے احوال پر غلط
رکھتے ہیں۔“ (۱۳۲)

حضرت کے ایثار و قربانی کا یہ حال تھا کہ جو کچھ مٹا دو سرول پر جس طرح کہ
دیتے اور دنیاوی دولت سے قطعی سروکار نہ رکھتے۔ شہ شہ کے اہل

احسانِ حق و انکار اور دینی مساعی

(۱) اختلافی معاملات میں حضرت پیر بابا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلافی
و دشنامی کا بہترین نمونہ تھے، پہلی ہی سے سنجیدہ تھے اور بری حالات و خصائص
سے متغیر تھے یعنی آپ اختلافی کمیدہ کے مجمع اور منظر تھے آپ کا کوئی عمل
خلافت شریعہ نہ ہوتا تھا، خرافات اور ان کے علاوہ روزمرہ کے اور ادنیٰ
بنیاد بنیادی سے ادا فرماتے تھے۔ اپنے شیخ سے ہیئت کے بعد وظائف بطور اور
اساتی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”بہر گھر را کہ از علم تقویٰ از شیخ بہرہ من یافتہ مدت یک ہفتہ خلوت
را اختیار می کردم تا بعد از ذکر و فکر بسیار و مجاہدہ در باطن بتجارب
بجوان اللہ تو فیقہ کا حقہ در من یافتہ بعد از کثرت پر و شکستہ
تقریری نمودم حضرت ایشاں صد آفرین ہی گفتیم تمام تقریرات
را می پسندیدیں بعد کمر و دیگر غنائیت می نمود غنائی کچھ چوڑا دکھائی
بریں گذشتہ آنچہ از اتوال احوال حضرت شیخ بود جنابیت بہ نامہ

خوشی چون علی شایاں دیدہ در کلمہ تفسیر بر سخت نگاہ قضیت
اذن در سببش آدرودہ و مازدکم گردانیدہ سے عزیز مدام کم کر کہ
شدت آں سعادت بر من چون گل شمشاد شمس ہائے شیخ متحقق وادے
استاز مدفق وادے سبب شفق ہوا از ان یقینا نواز و ساز از ان گواہی
روئے حق وادے وادے برائے تربیت طلب وادے نفاذ وادے
بابی اسلام و لیکن ملار و دے در حق می باید ہر چند مخالفت نمودم

سود نہ کرد (۱۳۳)

توجہ بہ: حضرت سید بابا فرماتے ہیں کہ تقویٰ کا سبب شیخ

"There arose two religious leaders upon the frontier, the one strict orthodox in the straight Hanfi Suni way, and the other violently heretical". The first is Sayyid Ali Shah of Tifereh, still known to countless pilgrims as Pir Baba, and the second is Bazarid Adarsani, the founder of the Roshaniya movement, who called himself Pir-e-Roshan". (95)

ترجمہ:-

دوسری درندہ بھی پیشوا اُبھرتے ان میں پہلے تو کٹر حنفی سنی ہوا
دوسرے انتہائی غیر معتد تھے۔ پہلے کا نام سید علی ترمذی تھا جو
بے شمار زائرین کی زبانون پر پیر بابا کے نام سے مشہور ہوئے۔ اکر
دوسرے بابا بیداد نصاریٰ مجبور نے دوشنبہ کو یکم جنم دیا۔
اور جو اپنے آپ کو پیر و دشمن کے نام سے پکارتے تھے)

دو اصل پیر و دشمن کے بارے میں یہ وارے بھی اس تحریک کا نتیجہ ہے جو
پیر بابا نے شروع کی تھی اور ان کے خلیفہ انور و درویش نے اپنی تصانیف کے ذریعے
اسے دوام بخش کر آنے والے مؤرخین کو پیر و دشمن سے بدظن کیا۔ لیکن حقیقت
یہی ہے کہ پیر بابا نے جو کچھ کیا وہ محض اصولی تحریک کے طور پر تھا۔ اگر اس
علاقہ کے لوگوں کو سیدھا سادہ مسلمان بنائیں اور اس طرح اپنے مقتدیوں
موفیہ کے لازم کے دشمن اسلام کی کوہ پیہنگیں تک پہنچانے میں بالکل وار دلا کر دیں۔
حضرت پیر بابا فرمایا کرتے کہ شیخ عالمی کی رہنمائی کے بغیر زبردستی
سے افسانہ مکر ہو جاتا ہے۔ اس نے مقتدی کو چاہیے کہ زبردستی صرف
اس طریقہ سے کرے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ آپ کے خلیفہ
حضرت درویش نے اس سلسلے میں فرمایا کہ حضرت شیخ کے ہیں دانشمند

ہمایوں کی شکست کے بعد جب گجرات میں آپ کی ملاقات اپنے والد سے ہوئی
تو انہوں نے زار و زار کے طور پر پیر بابا کو کچھ عقلمندی کی۔ جب فقیر سیدی
ترمذی نے والد بزرگوار سے رخصت ہونے کا قصہ کیا تو والد نے دوسرے در
تعمیلیاں ایک سونے اور ایک چاندی کی پیر و دشمن کی کہ ان دونوں کو بوقت ضرورت
استعمال میں لائیں۔ لیکن فقیر پریشان تھا کہ اس رزم کا کیا کرے۔ جب فقیر ترمذی کی
طرف روانہ ہوا تو راستہ میں پیر بابا کے سہا پھروں سے سامنا ہوا تو انہوں نے
ساری رقم ان کے حوالے کی اور کہا کہ ہم کو اپنے مرشد کے پاس جانے دو (۹۶)
حضرت کی وفات کے بعد بھی آپ کی سخاوت کا جاری کردہ چشمہ رلائ
رواں ہے اور آج تک آپ کی درگاہ عالیہ سے روزانہ لشکریاں رہے جس سے
خاص و عام ٹانڈہ اٹھاتے ہیں۔ اور زائرین کے علاوہ فقروں و سائیکس کی تفریحا

پوری ہوتی ہیں۔

(ب) افکار

حضرت پیر بابا نے پیر و دشمن اور دیگر اراکین و افعال پیروں کے خلاف
جو تحریک شروع کی تھی اس کا تعلق پیر بابا کا کٹر اور صحیح العقیدہ مسلمان
اور شریعت و طہارت کے حامل ہونے کی حیثیت سے تھا۔ اور انہوں نے
اس نے یہ تحریک شروع کی تھی کہ صورت و سرور کے سادہ لوح چوتھوں کو لوگ
کی بات کو سنی کا حصول سمجھتے ہوئے نہ پالیتے ہیں اور پیر و دشمن نے تقویٰ کی
جو گہری اصطلاحات پیش کی تھیں یہ کسی دکان کو سمجھنے کی صلاحیت
نہیں رکھتا تھا اس پر پیر بابا کا موقف یہ تھا کہ عام لوگوں کو صرف ارکان
اسلام اور شریعت کی پابندی کی تعلیم دی جائے۔ ان کی کامیابی کے لئے یہی
کافی ہے۔ چنانچہ پیر بابا اپنے عقائد میں کثرت سے اس نے غیر مسلم حکمرانوں سے یہ بات
کو کٹر حنفی سنی اور پیر و دشمن کو دشمنی کی غیر معتد قرار دیا ہے۔

کشمیر کی طرف روانہ ہو گئے اور بہت سے لوگوں کو اسلام سے مشرف فرمایا۔
 "پیر بابا جمیر شریفی سے رخصت ہوئے تو راستے میں بہت سے لوگوں
 کو اسلام سے مشرف کیا اور حبیب کشمیری پہنچے تو وہ کلکے آپ کو بہت پسند آیا تو
 تبلیغ اسلام شروع کر دی۔ کشمیر کے اکثر لوگ پیر بابا کے ہاتھ پر سلمان ہوئے (۱۱۸۰)
 کچھ عرصہ بعد آپ دنیا کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ جب آپ دنگا و علاقہ میں داخل
 ہوئے تو حضرت سالار ردی کے فرزند خانبہا حسین صاحب مرا قبہر میں تھے۔ مرا قبہر
 سے فارغ ہوئے اور پیر بابا کو سامنے پایا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔
 "اے سید علی درویش زادان! اولاد میری مرا قبہر و جد میری مٹا بہر حضرت
 پر شفقت و پیر تقویٰ زاد میری ہمدان! اولاد عطاقت فرمودہ، اے فرزند
 از حق! درود لہو پہ مذکور کیجئے لاچارچہ پارچہ ہر چہ خیر و بریا حق متقدر قیامت
 سار و خیر و درود ہم پیشی آئید! یہ حال پرسان حق آں جانب ساست
 پس پیشی آئید! یہ حال شکار یا نعم (۱۱۹)

ترجمہ:-

اے سید علی مجھے اب اس مرا قبہر میں حضرت والا کثرتم سے عطاقت ہوئی
 اور انہوں نے فرمایا کہ تم نے درود خیر پڑھے ہیں ایک کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے
 معتقدین میں تقسیم کر دو! اور ایک اسے دے دو جو ابھی آئے۔ پس آپ ہم لوگوں
 کے لئے حق بجانب ہوئے۔

اس کے بعد حسین صاحب نے آپ کو دعا لکھا فرمایا: "اے کراہے کوستانی
 عطا تو میں بیتہ دین کا لام سرخام دیں۔ لہذا آپ جمیر سے روانہ ہو کر پشاور کے

مرید تھے کہ بغیر الی علیم کے کہ کسی کو مرید نہیں فرماتے تھے اور ذکر کی تعلیم نہیں
 کراتے تھے۔ اگرچہ عام آدمی ان کی خدمت میں کچھ دن گزار لیا تو آپ کی
 وسعتی محبت سے ایسا متاثر ہوا کہ شریعت سے عطف و ہرگز متاثر نہ ہوا
 طریقت و معرفت کے لئے اسے میں سالک کو حجب مقامات سے گذرنا پڑا کہ
 معرفت پیر بابا نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "در طریقت او معرفت پہ لاگو نہیں
 ہر یو سالک ادا معرفت در سے مقامات کا مسطوری۔ اول مقام شہر قندہ دے پیر دھنا
 مغلو قیام اور خاص پیرے پہ در لیدہ مقامات تھی۔ گذر ہم مقام وکشت اور کوماتہ کہ
 یہ مقامات کل منورہ اور خرقہ عاریتہ کا رور نہ توفیر ہو گندیدہ۔ در ہم مقام ہمدرد
 چہ دیو سالک نرل اور مقام محبت زائد مقامات اور مقامات سلولہ دی۔ یہ دے مقام

ترجمہ:-

طریقت اور معرفت کی راہ میں ہر ایک سالک اور صورتی کو تین
 مقامات حاصل ہوتے ہیں۔ پہلا مقام شہریت کا ہے کہ مذکور مقام
 و خاص بندہ بلادیغ اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ دوسرا مقام
 کشت و کرامات ہے کہ اس سے حسن قیامات کام ہو چکے
 ہیں۔ تیسرا مقام وہ ہے جس میں سالک کا تمام مدعا صرف اللہ
 کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اسی مقام میں سالک کو زانیہ
 پوشش رہتی ہے اور زندہ دنیا کی کوئی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱۲۰) دینی مساعی لا تعلیمیہ، تبلیغ اور اصلاح حق

تبلیغی:-

پیر بابا کے مرشد حضرت سالار ردی نے خلافت عطا کرتے ہوئے کوستانی
 عطا تو کی جانب جا کر دین کی خدمت سرخام دیئے کی تعلیم کی۔ آپ جمیر سے

عہد خزانہ کرتے تھے۔ اس کے بعد آسیہ نے سوچا کہ کیوں نہ ان دونوں نام نہاد اور دشمن اسلام پیروں سے مناظرہ کر کے عوام کو مصورت حال سے آگاہ کر دیا جائے۔ لہذا آسیہ دونوں سے مناظرہ کی عرض سے راز نہ ہوئے۔ لیکن وہ دونوں آسیہ کے سامنے آنے کی ہمت نہ کر سکے اور غائب ہو گئے۔ ان دونوں پیروں سے مناظرہ کے باعث وہیں حضرت پیر بابا سے مذاکرہ کا حال ان کے حلیہ نوذرہ و وزیرہ نے پوری بیان کیا ہے۔

”پھر ان دونوں پیروں سے مباحثہ کا فیصلہ کیا۔ لیکن دونوں پیر صیبت الازد سے کوہا بیٹے ہی روپوش ہو گئے اور لوگوں کو مٹھا ہو گیا کہ وہ دونوں بالکل عقائد کو ہوا دینے کے لئے سرگرم ہو چکے اس طرح اس علاقے کے لوگوں کو گمراہ ہونے سے بچا دیا گیا۔“

صوم سرحہ کے علاقوں میں آنے سے قبل پیر بابا نے شہدستان میں بھی تبلیغی خدمات انجام دیں اور شہد فردی کو داغدار اسلام میں داخل کیا۔ حضرت سالار رومی نے بچے ہدایت کی کہ میں پیر بابا کی ملاقات کی طرف جاؤں، چنانچہ میں نے شیخ کے ارشاد کی بنا پر شہر جانے کا ارادہ کیا اور راستے میں علاقہ کوہرا کے مضافات چڑھ کر دن خان میں مقیم ہوا۔ وہاں ایک شخص کیلانی نامی نے جو اس وقت کا ہندو تھا مجھے دیکھ کر لوگوں کے کہا کہ میں نے جس شخص کو خواب میں دیکھا تھا یہ وہی ہے۔ یہی چاہیے کہ ان سے ہمت کر لی۔ یہی شخصیت پیرا مزکن کر کے ہی نے خیر انگلی سے پوچھا کہ اگر تو مجھے واقعی خواب میں دیکھا ہے اور یہ خواب کسی سے بیان کیا ہے تو گواہی پیش کرو وہ ہمت سے لوگوں کو ساتھ لایا جنہوں نے کہا کہ بے شک کیلانی نے ہم سے ایک خواب بیان کیا تھا اور جس شخص سے بیان کیا تھا وہ تمام نشانیاں آپ میں پائی جاتی ہیں۔ میں تاکہ کرتا کہ آپ کی پیشانی پر قوس ہے اس کا بھی اس نے ذکر کیا تھا

راستے افغانستان کی طرف عازم سفر ہوئے کیونکہ وہ آپ کا وطن بلوچستان تھا اور کوہستان کی علاقہ تھی۔ آپ نے مرشد غلامان سے قیام کیا اور ان کا مقصد اپنے علاقے میں پاکیزہ دینی کرنا ہے۔ لیکن اپنی درمیں حاجی سیف اللہ گورانی آپ سے مل کر صیبت مثلاً شریعتیہ اہلک آپ سے درخواست کی کہ ہاں یہ علاقے میں لوگوں کو سیراب کریں اور وہ آپ کو رہا نہ دے گی گاؤں میں لے گئے۔ آپ کا خیال تھا کہ وہاں ہیں تھوڑا عرصہ قیام کرنے کے بعد میں اپنے وطن واپس چلا جاؤں گا۔ لیکن حالات نے آپ کو اس کی اجازت نہ دی۔ دو ماہ میں ایک سال لگاؤں کے گاؤں کے علاقے میں اپنے وطن واپس چلا جاؤں۔ لیکن گلی کی قلعے کے بعض قبائل اسلام اور بعض حضرات نے مجھ سے عرض کی کہ اگر آپکی یوسف زئیوں کے علاقہ میں دو عرصہ سرکش اور شریعتیہ محمدی کے مخالف نام نہاد پیر گئے ہوتے ہیں جو لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، لہذا میں وہاں سے سدر نامی گاؤں میں آ گیا تاکہ لوگوں کی اصلاح کر سکوں (۱۵)

چنانچہ انوں کا یہ طریقہ ہے کہ جب بھی وہ کسی نئے عالم یا سونی کو دیکھتے ہیں تو اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کی اسلام سے محبت کی وجہ ہے۔ لوگ جو قی در جوتی آتے ہیں تاکہ اس بزرگ ہستی کی باتیں سنیں، لیکن علم کی بنا پر یہ لوگ اچھے بڑے کی تمیز نہیں کر سکتے۔ البتہ جو بڑے لکھے جوتے ہیں بڑی یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ کیا آنے والا وہ حق پرست یا صرف عوام کی گمراہی میں ملوث ہے جو کہ ان کو زانیہ و فواد حاصل کر رہا ہے۔

پھر بابا جب سدر شریعتیہ لاٹھ لوگ آپ کے درگزر میں ہونے لگے آپ نے ان کو بدعت کی برائیاں سے آگاہ کیا۔ اور شریعت پر مبنی کی تلقین کی چونکہ لوگ دین کی خاطر آئے تھے لہذا آپ کی بات کو شریعت اور علمی کو قرار دے ان کو شاکر کیا۔ آپ کی تقریروں کا ان کے دلوں پر گہرا اثر ہوا اور وہ بدعت

شرعی میں ایک ساری سال گذر گیا۔ لوگوں کے عقائد کا کلی ہو گئے، انہیں دھرم
ہو کر واقعی دین اسلام ایک مسلم دین الہی ہے اور اب وہ تادم شد کے اعلیٰ
پر تادم تھے۔^(۵۳)

اصلاحی

دراصل پیر بابا ایک عالم کی حیثیت سے کم اور صوفی کی حیثیت سے زیادہ
مشہور ہیں تاہم نے جس عداوت کو اپنا مسکن بنا دیا وہاں نہ صرف مسلمان بلکہ
ہندو اور سکھ بھی آباد تھے۔ اور آج بھی ہیں۔

"The village nearby is one of the only places in West Pakistan
where Hindus even Sants, may still play their trade-a-tribe
to the to orange shop where there exist a real feeling of
no 'ness' (55).

ترجمہ: یہ گاؤں مغربی پاکستان کا وہ واحد مقام ہے جہاں ہندو و ہمالیہ
سرسکھ بھی تقدیری کا خیال رکھتے ہیں کہ واقعی یہ ایک مقدس مقام ہے جس کے
قدس میں کوئی شبہ نہیں۔

اور یہ آپ کی اصلاح کا بہترین مظہر تھا کہ نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم
بھی آپ کی علمی شخصیت کے معترف تھے۔ جو برسرِ عداوت کے لوگ اپنے سانے
اور اپنا غدار ہوتے ہیں اور ان کی سادگی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، لوگ انہیں
چہ را سیر و کرتے ہیں۔ سیر بابا نے اس نازک صورت حال کو نبھایا۔ اس
دیہاتوں میں اکثر جاگیردار لوگوں کو اسر یا عورت اور بی بیوں کو اسکر کی تھیں
کرتے۔ اہل برکت اور گرامر لوگوں سے مباحث کرتے اور علی الاطلاق
فرماتے کہ ان سے بچو۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی گڑبازی کے سبب تم بھی ہلاک کیے
جاؤ۔ سیر بابا کا مظہر یہ مبارک یہ تھا کہ عام لوگوں کو سعیت شریف سے مشرف

اور نہ ملے کیا تھا کہ جب کبھی ایسی بزرگ ہستی مجاہدے ہاں آئے گی، ہم ان سے
اپنا پیٹھا سہیم کر کے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔ میں نے اس وقت
وہاں کے لوگوں کو بعیت کیا اور ایک مدت تک اس کاؤں میں رہ کر قربہ
وجہ راہیں تبلیغ کی (۵۶)

مقبول بھی

حضرت پیر بابا نے ابتدائی تعلیم اپنے عہدِ مجدد حضرت سید احمد نور سے
حاصل کی آپ کے بیان کے مطابق شرح ملا جامی بھی ان سے پڑھی۔ فقیر
جدیدتِ حضور مشرف سائنز بوزند و پرتھوین علم و تربیت میکرو نڈا پرتھوین
شرح ملا وادیام تھوین لیت از خضعت الیثاں دریا فتم (۵۷)

ترجمہ:-

(مجھے داد جامانے اپنے باپ کے رکھ کر تربیت فرمائی۔ علم ظاہری سے آراستہ
کیا بیان تک کہ میں نے آپ کے پاس بچپن ہی میں شرح ملا جامی پڑھی۔)
دادا کی وفات کے بعد آپ نے مزید علم حاصل کرنے کے لئے ہندوستان تشریف
لے گئے اور انکس پور کے مشہور مدرسہ میں حضرت شیخ سلوڑ سے علم حاصل کیا
آپ جب ایٹا وریٹھے تو تبلیغی خدمات کے ساتھ ساتھ علم کی طرف توجہ دے دی۔
ناگزیر اس علاقے کے لوگوں کو علم سے آشنا کر دیا اور اس کے لئے اپنے مختلف
علاقوں میں مدارس قائم کئے جہاں دینی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ سیر بابا
سیریل میں ان خود دروزیرہ جیسے عالم شامل تھے۔ جنہوں نے بچتوں کیلئے
کافی علمی و فنی چھوڑا۔ فقیر سید علی نورانی نے موصوفہ درسی قرآن
جاری کر دیا۔ چونکہ لوگوں میں فکارت تھی یہ لوگ شوق و محبت سے اور
خوشدلی سے تبلیغ کی طرف رغبت اور میلان کرتے تھے اور دروزیرہ و
نواہی و حرکات سے روگردان ہو جاتے تھے سلسلہ تبلیغ و شاعت احکام

"with its garb, passing and repassing by the Gandoz rove, and such a place be fixed called Pachia in the recesses of Buner, here he settled and was buried". (57)

ترجمہ: لہذا حضرت پیر بابا صاحب اپنے قافلہ پر پہرہ گنداب کے راستے ہوتے ہوئے پاچہ کلے نامی گاؤں پہنچے جو کہ بودھیر کے گوشے میں واقع ہے۔ یہیں آئے سکونت اختیار فرمائی اور یہیں مدفون ہوئے۔

سورجے پٹی (۱۰) غوصید

حضرت پیر بابا ۹۹۷ھ میں قریب میں پیدا ہوئے، ۱۰۲۲ھ کو تحصیل کلم کے محلہ سندورستان تشریف لائے۔ ۱۰۳۲ھ میں شیخ شرف الدین پانی پتی کی درگاہ پر حاضری دی۔ ۱۰۵۵ھ میں اجمیر تشریف لائے، ۱۰۶۹ھ میں تلپٹ دین کے محلے میں گجرات آئے اور ۱۰۵۹ھ تک یہیں قیام فرمایا۔ ۱۰۵۰ھ کو دوبارہ اجمیر تشریف لے گئے۔ ۱۰۵۹ھ کو اجمیر سے روانہ ہو کر پٹنہ درپہنچے۔ اور صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں میں تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اسی دوران ۱۰۵۹ھ میں شادی کی اور ۱۰۶۰ھ کو صوبہ سرحد مقام پاچہ کے تشریف لائے اور یہیں ۱۰۹۰ھ میں وفات پائی۔ آپ نے پوری زندگی ہندوؤں کے اصلاح میں گزاری اور انہیں مسلمانوں کی دروہانی نصیحتیں ان کے متعلق آپ کا ارشاد ہے

۱۔ یہ لوگ سادہ ہیں، درمک و فریب نہیں جانتے۔

۲۔ بڑوں سے چھوٹے دیندار اور دیانتدار ہی ہیں زیادہ مضبوط نہیں۔

۳۔ ان کے مردوں سے عورتیں اسلام کی زیادہ پابندی کرتی ہیں۔

۴۔ ان کے بچے ہمیں میں ہی دین سے محبت کرتے ہیں۔

۵۔ خدا کا ارادہ کرنا اور لوگ اپنے تئیں ان کے مردانہ دیندار ہیں۔

فرمانت کیونکہ اس راہ میں بہلول کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا شہریت فقہر اسد متیہ پیر عوام کا ثابت رہنا ہی ان کی نجات کے لئے کافی ہے۔ آپ دینا تلوں میں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے اکثر دروس کرتے اور اپنی بیعت اور مکرملوں سے مباحث کرتے اور بہانہ دھلی اعلان فرماتے ان سے بچو ایسا نہ ہو کہ ہلاک کر دیئے جاؤ (۵۵) پیر بابا نے انتہائی لگن کے ساتھ درگاہوں مشکلات و محنتوں میں ہلا کر کے صوبہ سرحد کے عوام کو دینی حق کی پیروی کا مزین کیا۔ انہیں جہل کی ظلمتوں سے نکال کر نور حق سے روشناس کیا۔ آپ کے اخلاص و توصیہ کا اتنا اثر تھا کہ جو بھی جو پائے حق یا نفیض باب ہوئے۔

(د) وفات

حضرت پیر بابا نے صدائے حق و سچائی میں قیام کے دوران لوگوں کو اسلامی شعائر پر کار بند کیا اور مسیحا کا فرمایا جس کے بعد آپ پر غمزدہ ہوئے تاکہ والدین سے ملاقات کر لیں بے گناہوں پہنچے پر معلوم ہو کہ والد انتقال فرما چکے ہیں۔ آپ نے والد کو تمام حالات سے آگاہ فرمایا، اس ایک دلی قانون نے آپ کو دلپس یوسف زلی جا کر لوگوں کی اصلاح کا کام جاری رکھنے کی تاکید کی۔ چنانچہ آپ نے دلپس آکر اپنے بال بچوں کو سنا تھا لیا اور کسی ایسی جگہ کی تلاش میں پہلے پڑے جہاں آپ کچھ ضرورت میں رہ کر رہا صفت فرما سکیں۔ اور اس طرح آپ شہرہ میں پاچہ کے تشریف لائے، اور اس سے کچھ فاصلہ پر ایک پٹری غازی میں جو نرسٹول گاؤں کے نیچے ہے اپنی عبادت میں مشغول ہو گئے اور آخری بام اسی علاقہ میں گذرے اور بنہ گان خدا کو بھی دروہانی دولت سے سرفراز فرماتے ہوئے ۸۱ سال کی عمر میں ۱۹۱۷ھ کو اس دروہانی سے رخصت ہوئے۔

مزار ملک عام طور سے مسجد کے محکمے میں سے ہو کر جانا ہوتا ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی دائیں بائیں حضرت چڑا لیا یا با کا مزار ہے۔ مسجد کے صحن کے ہوتے ہوئے دائیں بائیں ہاتھ کو مسجد کے صحن سے چند گز کے فاصلہ پر حضرت بیڑا کی آخری آرامگاہ ہے۔

دوسرا ستر دروان کے راستے رستم سے ہونے لہیں بھی پیر بابا کا سچا بیٹی تھی۔ وقتاً فوقتاً پیر بابا صاحب کے مزار کی توسیع بھی ہوتی رہی ہے۔ اور مسجد کو بھی وسیع تر بنا گیا۔ موجودہ مسجد میں حضرت حسین الدین شاہ صاحب چشتی نے زائرین کو ہمہ ممکن سہولتیں ہمہ تنہائی کے لئے کافی انتظامات کر رکھے ہیں۔ سالانہ سال لکھ جاری رہتا ہے جس کا سال بروز مونس کے علاوہ ایک لاکھ روپے سے زائد ہے۔ جن دنوں میں مزار پر حاضر ہوا ان دنوں بھی مزار کی توسیع کا کام جاری تھا اور سنگ مرمر سے مزار کو آراستہ کیا جا رہا تھا۔

پیر بابا صاحب کا دوسرا تین ماہ جاری رہتا ہے اور رحلت بیادھ اور پچھلے تاریخ مارچ اپریل کے مہینوں میں یہ مختصر سستی ایک بار وفاق شہر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پورے صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں سے لوگ حضرت چڑا لیا یا با نام مسجد یا پیر شاہ سے امتیاز کا سلسلہ نسب

گنہ رجوبی و سط سے حضرت سر بابا کا کہہ جاتا ہے۔ آپ خلیفہ سید و شریف دہلی کے مرنے چڑا لیا میں شہید کو مدینہ ہوئے اور اسی مناسبت سے چڑا لیا کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ کو حضرت پیر بابا صاحب نے خود ہی مسجد پیر بابا کی تعمیر و مددگار سے پہنچانے خاطر کا حکم فرمایا، چنے مسجد کو پیر بابا کی اولاد اور دیگر کئی شخصوں کی مدد سے بنوایا۔ آپ کی مدد و رہبہ "۱۰۰۰ کو کو مدد فرمایا اور کچھ زمینیں بھی بہت شرفی زبیر شاہ نام دے نام سے آپ کی مزار پر حضرت حسین الدین بیادھ پڑی دیکھی اور گاہ عالیہ پیر بابا کے عمارت میں ہیں۔

باقی

یاد دہندہ کے مقدس اولیاء کا ذکر کسی زمانہ میں بھی اسی برصغیر کی ساری کوئی صحن نہیں رہا اور ان کی تمام تر گریزگرمیاں صرف روحانی جدوجہد تک محدود رہیں۔ لیکن پھر بھی اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا ان کی روحانی سرگرمیوں کا اس ملک کی مسیحت پر بہت گہرا اثر پڑا اور یہ حقیقت سے کہ اولیاء کرام نے اس خطے کو اپنی روحانی سرگرمیوں کا مرکز بنا کر انیت کی ناقابل تلافی تدریجات انجام دی ہیں۔ ہمیں کی مثال اس ملک کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

اولیاء کرام کی یہ انتہائی شخصی خصوصیت رہی ہے کہ ان کی ہمدردیاں کسی خاص مذہب یا ملت کے لئے محدود نہ تھیں بلکہ وہ ہر نئی نوع انسان کیلئے ابر رحمت تھے۔ چنانچہ اس پر صغیر کی ہر قوم اور ملت نے بدلایا مذہب و ملت ان اولیاء کرام کے دھنوں سے یکساں نالہ و شہا یا ان کی شخصیتوں میں حضرت خواجہ حسین الدین چشتی جمیری کی کہ ذات با برکات بھی شامل ہے جن کے سلسلہ کے ایک بزرگ خواجہ سید علی ترمذی نے صوبہ سرحد میں سلسلہ چشتیہ کو فروغ دیا ان بحوالہ کی تاریخ میں پیر بابا کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت سر پیر بابا صاحب کا مراد سینگورہ (رحمات) سے چالیس میل کے فاصلہ پر نہا قدر پونیر کے موضع پانچکلے میں ہے اور یہ مقام پیر بابا کے نام ہی سے مشہور ہے۔ اگر ہم منگلورہ سے ٹورسٹ دیکھیں یہ سوار سہولتوں توڑھائی گھنٹوں میں سبب بابا پہنچا دیتی ہے۔ پانچکلے کے بازار سے ہوتے ہوئے صاف و شفاف پانی کی ندی کے پار دیکھیں انگریزی ہے۔ یہیں پیر بابا صاحب کی آخری آرامگاہ ہے۔

علاقے میں بنجر خربز، تیغیہ و شادعت احکام شریعت تفسیر لائے تھے اور آپ نے اپنی زندگی میں شاعتِ دین کے لئے روضائی، ملی اور اصلاحی خدمات انجام دیں۔ آپ کے بعد آپ کے خلفائے افسانہ، نے اس تحریک کو نبھایا رکھا اور آپ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت معین الدین شاد صاحب جتپئی نے علمی خدمات کو منظم کرنے کی عرض سے یک جنبہ رسی شہزادہ کو حکومتِ پاکستان کی اجازت سے مسجدِ پیر بابا میں دارِ علومِ اسلامیہ و پیر کے نام سے دینی درسگاہ قائم کی جہاں مقامی طلباء، بے شمار بیرونی طلباء و بھی تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ باہر کے فقیہی قدم پر چلتے ہوئے دوسروں کو علم کی روشنی سے متاثر کرتے ہیں۔ طلباء کی تمام ضروریات کا انتظام درگاہِ عالیہ کے تحت ہو رہا ہے تاکہ طلباء سکون سے علم کی پیاس بجھا سکیں، اس طرح حضرت پیر بابا کی تحریک ابھی تک دروازوں دروازے پر ہے۔

جوتی درجہ کی شہر بہر جا ضروری دیتے ہیں اور اس سبھی کو حراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں جس نے آج سے تقریباً پانچ سو سال قبل نامساعد حالات میں رہنے والی اہلی کی خاطر سخت مشکلات برداشت کر رکھی تھیں لیکن پیر بابا نے انہیں خاص کردہ مقام اور پچھنے سے تعلق رکھتا ہے جو آپ کے وزراء سے تقریباً دو فوٹا لگس کے فاصلے پر ایک پٹری کی جوڑی پر واقع ہے۔ یہ وہ غار ہے جہاں پیر بابا نے ریاضت فرمائی تھی

"Such a place called Pacha in the recesses of Buner. There he (Pir Baba) settled and was buried. He has left a name still deeply venerated, and over his tomb stands what remains to this day the most highly based shrine in the country. The frontier country, pilgrims of all sorts visit it; thirty years ago, a Mardan perhaps the most usual opening to a 'portal' of evidence in court was in the phrase: 'whom I was on my way to (or from a pilgrimage to Pir-Baba Ziarat)'". [99]

ترجمہ:- پیر بابا بنجر کے ایک گاؤں پانچوکلے میں آج رہ گئے اور وہی مدفون ہو گئے۔ ان کا نام آج بھی بڑی تعظیم کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اور ان کا مزار صوبہ سرحد کا سب سے مقدس مقام ہے۔ اس طرح کے لوگ ان کے مزار پر زیارت کے لئے آتے ہیں۔ مردان میں آج سے تیس برس قبل عام طور پر عدالت میں حلفیہ بیان اس جگہ سے شروع ہوتا تھا۔ جب میں پیر بابا کی زیارت کے لئے جہاں تھا یا زیارت سے واپس آ رہا تھا

حضرت پیر بابا صاحب صوبہ سرحد کے دروازوں اور دروازوں گندار

نظامی ، خلیق احمد ، " تاریخ مشائخ جنت " ،
دہلی ، ندوۃ المصنفین ، ۱۹۵۳ء - ص ۱۲۹

۱- اودھی ، علاؤ الدین ، " ما مقیمان " ، لکھنؤ
مطبع مطعانی ، ۱۲۵۶ھ ، ص ۱

۱۰- غلام سرور ، مفتی ، " تزیینۃ الاغیاء " لکھنؤ
مطبع ثمر پست ، ۱۸۷۲ع - ص ۲۲۰

۱۱- نظامی ، خلیق احمد ، " تاریخ مشائخ جنت " ،
محولہ بالا ، ص - ۱۳۹

۱۲- ایضاً ، ص - ۱۴۰

(۱) محمد احمد اختر ، " تذکرۃ الفقراء " ،
دہلی : مطبع جیون پورکاش ، ص - ۶۰۵
(۱۱) مرزا محمد اختر ، " تذکرۃ اولیاء ہند " و
پاک ، دہلی : کتب خانہ رشیدیہ ، ۱۹۲۷ع

(صفحات مختلفہ)

(۱۱۱) چشتی ، غلام فرید ، " شعراء چشتیہ سلیمان
فخریہ " ، آگرہ : مطبع السی ، (صفحات مختلفہ)

(۱۷) اعجاز الحق قدوسی ، " اقبال کے مضامین
موفیہ " ، لاہور : اقبال اکادمی ، ۱۹۷۱ع
(صفحات مختلفہ)

۱۳- حامی ، عبد الرحمان ، " صفحات الاس " سمنی
۱۲۸۲ھ ، ص - ۲۰۷

حوالہ جات سابع

۱- عبد الغفور ، مولوی " حیات طیبہ " ، پشاور
حمیدیہ پریس ، ص ۲۱ - ۲۲

۲- نظامی ، عبد الطیم اثر ، " روحانی تڑوں " ،
مالاکیہ : دارالاجتماعت پشاور ، ۱۹۶۵ع ص ۲۲۹

۳- Olaf Careo, " The Pathan ", New York,
Macmillan & Co., Ltd., 1958, P-138.

۴- صباغ الدین ، عبد الرحمن سیّد ، " ہندوستان کے
سلطین ، علماء اور مشائخ پر ایک نظر " ، اعظم
گڑھ ، دارالمنصفین ، ۱۹۶۲ع ، ص - ۲۲

۵- محمد اکرام ، شیخ ، " رود کوثر " ، لاہور
فیروز سنز ، ص ۲۱۲

۶- قادری ، امیر شاہ سیّد ، " تذکرۃ علماء و
مشائخ سرح " ، پشاور ، عظیم پبلشنگ پھائونڈیشن
۱۹۶۲ع ، ص -

۷- انور درویشزہ ، " تذکرۃ الابرار و الاشرار " ،
پشاور ، ادارہ اشاعت سرح ، ص ۲۶

۱۳ مدوی ، ابو الحسن علی ، " تاریخ دعوت و عزیمت کراچی . مجلس مشروبات اسلام ، ۱۹۶۱ع ، ص-۲۱، ۲۲، ۲۳

۱۴ صاحب الدس ، عبد الرحمان ، " یزیم صوفیہ " ،
اعظم گڑھ . مطبع معارف ، ۱۹۰۲ع ، ص- ۲۳

۱۵ عبد الحق ، محدث ، " اخبار الاختصار " ، دہلی ،
مطبع محمد اعلی ، ص- ۲۲

۱۶ 'نوبت درویشہ' ، " تذکرۃ الاسرار و الاثرار " ،
محولہ بالا ، ص- ۱۲۵

۱۷ 'ربیعہ' ، ص- ۱۱ - ۱۲۹

۱۸ 'نصفہ' ، ص ۱۱

۱۹ 'نصفہ' ، ص- ۱۱

۲۰ 'نصفہ' ، ص ۱۱ - ۱۲۷

۲۱ عبد الغفور ، مولوی ، " حسانہ طیبہ " ، محولہ

بالا ، ص- ۲۲ - ۲۵

۲۲ گلبدن سکیم ، " ہماون سامہ " ، لاہور : سنگ
منزل پبلیکیشنز ، ۱۹۶۲ع ، ص- ۲۹۲

۲۳ قادری ، سید امیر شاہ ، " تذکرہ علماء و مشائخ
سردہ " ، محولہ بالا ، ص- ۲

۲۴ افغانی ، عبد الحلیم اثر ، " روحانی تہذون
محولہ بالا ، ص- ۲۲۹

۲۵ قریبی ، عبد المالک ، " سلطان الاولیاء سرحہ
پشاور : العلاج پرنٹنگ پریس ، ص- ۲۵

۲۶ عمر میان سید ، " بانی پشو بزرگان پانسی
پش" ، دہلی : الحمصۃ پریس ، ۱۹۹۲ع ، ص- ۱۹

۲۷ قریبی ، عبد المالک ، " سلطان الاولیاء سرحہ
محولہ بالا ، ص- ۲۵ - ۲۹

۲۸ قریبی ، عبد المالک ، " سلطان الاولیاء سرحہ
محولہ بالا ، ص- ۲۷

۲۹ 'نصفہ' ، ص- ۲۸

۳۰ اخوند درویشہ ، " مذکرۃ الاسرار و الاثرار " ،
محولہ بالا ، ص ۱۷

۳۱ 'نصفہ' ، ص- ۱۲۷

۳۲ 'نصفہ' ، ص- ۱۲۷ - ۱۲۸

۳۳ 'نصفہ' ، ص ۱۲۸

۳۴ 'نصفہ' ، ص- ۱۲۹

افغانى ، عبدالمطعم اتر ، " روحاني تړون " ،
محولہ بالا ، ص - ۲۲۹

عبد الغفور ، مولوي ، " حياۃ مليه " ، محولہ
بالا ، ص - ۲۹

انوند دروېزه ، " تلکړه الاسرار و الاسرار " ،
محولہ بالا ، ص - ۲۵

ايضا ، ص - ۲۹

ايضا ، ص - ۱۲۰

ايضا ، ص - ۲۵ - ۲۹

ايضا ، ص - ۱۱

قريشي ، عبدالمالك ، " سلطان الاولياء سرح " ،
محولہ بالا ، ص - ۵۲

Olaf Garoo, " The Pathan ", op.cit.,
P-199.

فادري ، سيد امير شاه ، " تذکرہ علماء و
مناخ سرح " ، محولہ بالا ، ص - ۹

Olaf Garoo, " The Pathan ", op.cit.,
P-198.

ايضا ، ص - ۱۲۹

ايضا ، ص - ۱۲۹

المناني ، عبدالمطعم اتر ، " روحاني تړون " ،
محولہ بالا ، ص - ۲۵

انوند دروېزه ، " تلکړه الاسرار و الاسرار " ،
محولہ بالا ، ص - ۲۹

ايضا ، ص - ۲۹

ايضا ، ص - ۲۸

ايضا ، ص - ۲۰

نورشيري ، عبدالرزوق ، " بحر الانوار " ، پشاور
عظيم پبلشنگ پهاوس ، ص - ۱۹۱

قريشي ، عبدالمالك ، " سلطان الاولياء سرح " ،
محولہ بالا ، ص - ۲۵ - ۲۹

Olaf Garoo, " The Pathan ", op.cit.,
P-198.

انوند دروېزه ، " ارشاد الطالبين " ، دہلي :
مطبع فيض عالم ، ص - ۲۲۱

باب چہارم پیروایا کے خلفاء

»لف تعارف«

تبدیلی نقدر نظر سے سو بہر ہر دور کے صوفیائے کرم میں ہم بابا کا آئینی
مقام ہے جو برصغیر پاک و ہند میں سید علی ہجویریؒ کی المعجرفہ و فائز حق
اور خیر و جبرئیل نواز سہیل الدین چشتیؒ کی مہر ہے۔ ہمیں طرح خواجہ معین الدین چشتی
نے سلسلہ چشتیہ کو اپنے خلفائے ذریعہ ہند و ہستائے کے گوشہ گوشہ
میں پہنچایا یا اسی طرح پیر بابا نے سو بہر ہر دور کے دشوار گزار عداوتوں میں اپنے
خلفائے ذریعہ اسی سلسلہ کی ترویج کرتے ہوئے، حسبِ ذوق ہر
کو شہریت و طریقت سے ورثہ میں کر دیا

حضرت اخوند درویشؒ

آپ کے خلفاء میں حضرت اخوند درویشؒ نے بڑا نام پیدا کیا۔ آپ بڑے
عابد و زاہد تھے اور اپنے ان دونوں کمالات سے آپ نے دین اسلام کی خدمت
کی: اخوند درویشؒ کا اصلی نام عبد التوحید تھا اور ننگر پارہ افغانستان
کے باشندے تھے۔ لیکن عمر کا زیادہ حصہ ریش دورہ اطرافِ پشاور، در
سوات و ہنزہ میں گزار رکھے تھے۔ یہ صفتِ مذکورہ جو نوجوانوں میں خصوصیت
اور پیر کے علافوں میں اخوند درویشؒ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی تھی
سوات اور ہنزہ میں اب بھی آپ کے متقدّمین، اخوند درویشؒ کیسے
عالم اور فاضل شخص تھے۔ علاوہ سوات میں اخوند صاحبِ حقیقت و معنی عالم
کے بہت کام کیا ہے۔ سید تقویم الحق کا خیال ہے اخوند درویشؒ

۵۸ - افسانہ ، عبد الحلیم اثر ، " روحانی تڑون " -
مجلہ پالاس - ۲۲

Olaf Careo, " The Pathan ", oxford, ۱۹۳۹,
P-199.

[illegible]

حضرت اخوند درویشہ کے والد شیخ گدا لے کر چہرہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی جس کی وجہ سے انکا شمار علماء و ثوبی تو نہیں ہوتا لیکن برکتوں میں انہیں مقامِ ضرور حاصل تھا اور ظلم و درست بھی تھے علماء کی خاطر دائری میں کوئی کسر اٹھانہ نہ رکھتے تھے اور پایا دسترخوان ان کے لئے ہمیشہ کھلا رکھتے

اخوند درویشہ اپنے والد کے متعلق فرماتے ہیں کہ والد کی وفات کے بعد میں نے خواب دیکھا کہ میرے والد چوتھے آسمان پر ملے اور صوفیہ کے ساتھ گھوم رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ اسے اللہ یہ تو عالم یا صوفی نہ تھے ان کے ساتھ کیسے شریک ہو گئے اگرچہ ایک ایک آواز آتی تھی

تو عالم نہ تھا لیکن اس کے درود تھے۔^(۱)

اخوند درویشہ کی والدہ محترمہ بی بی قمراری "سہایت پاکباز عورت تھیں انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی نماز تہجد و صفا نہیں کی تھی۔ لاکھ لاکھ متعلق اخوند درویشہ فرماتے ہیں۔

کی کتاب عزرائیل کے متعلق ہے یہی آپ کو نسطار ترک بنایا ہے جو بعد میں
انفائسہ نستان اور پھر صوبہ سرحد کے قبیلہ مہمند متعلق ہو گئے۔ "مخبر روزنامہ فریڈ"
اصل میں ترک تھے ان کے اہل و عیال جو سب سے پہلے نگر بارہائے ان کا نام
جیون بن جنتی تھا۔ والد کی طرف سے ترک تھے اور والدہ کلہوڑو تھیں بننے سے
تھا مہمند قبیلہ میں سکونت پذیر ہوئے اور اپنی صفات و دنیا داری کی وجہ
سے مشہور ہوئے۔ کچھ بڑے مہمند قبیلہ سے ناہیاتی پیدا ہو گئی۔ (۳۲)
مخوند و وزیر فرما نے ہیں کہ جیون کا خاندان اور خانی خاندان تھا۔ ایک تہہ بہہ ہندوؤں
کی دعوت کی گئی کسی نو جوان نے ہزار حیرہ یا بدھ متی سے اپنا دھما ہوا تھا
ان کی داڑھی پر مل دیا۔ جیون صاحب نے یہ گستاخی برداشت نہ کی اپنے
نبیال کو فریاد کی اور ان کی مدد سے یہ علاقہ مہمندوں سے چھین لیا۔
اور اسی میں اپنی بادشاہت قائم کر دی۔ (۳۳)

حضرت اخوند دارالافتاء کے بقدر محمد نضر بن سعدی بہسپ ہیں وہ شیخ سعدی کے نام سے پکارتے ہیں۔ انہوں نے ۱۸۰۷ھ میں، پندرہویں کے قید پروسف نرائی سے راہ و رسم پیدا کی اور جنگلہ پاداسن دونوں ممالکوں میں اس قبیلہ کے ساتھ رہے۔ یہاں کہہ جب شیخ علی نے حوات اور بزم فتح کر کے زمینوں کی تقسیم کی تو سعدی کو ان کی خدمات اور بزرگی کی بنا پر شیخ علی جن کا پورا نام شیخ آدم بن علی ہے۔ قید پروسف نرائی کے ساتھ ہر شیخ سے آپ کا پورا نام یہ ہے کہ آپ نے یوسف نرائیوں کو لاکھ کر کے انہیں حوات شیخ نرائی دیا کی۔ اور پھر یہ سبست لائمی کا وہ شاخہ کہ لاکھ نرائی کے قبیلہ سے علی پور سے ہر سو میل اور علی ہوتا رہا ہے اور آج بھی قبیلہ جس نرائی حضرت نرائی اور دیگر نرائیوں کی شیخ علی کے تبار کہہ دستور کے مطابق علی پور ہے۔ ان کے متعلق انفرادی شہادت و شہرت حال و خال کا کہنا ہے۔ کہ حوات میں و نیز علی پور میں۔ و در دیہہ کا حضرت نرائی شیخ علی کا دفتر۔

توبہ یوں میں مشغول تھے اور بے تکلف باتیں کرتے جانتے تھے اور موت کا ڈر ان کے دل میں نہ تھا۔ ان کی صحبت میں میرے دل سے "ہند" ہستہ خود بخود

کھم بھرنے لگتا اور درج بے قرار ہو جاتی^{۱۹}۔

(۵) پیر بابا سے ملاقات :-

اخوند درویش پر کچھ پیر ہی میں خوف الہی غالب تھا لیکن علم ظاہری سے فراغت کے بعد جب مخصوص طور پر حصول معرفت میں کوٹلا تو اپنے قریب قرار دی اور بے چینی مزید بڑھ گئی۔ جب دل بے تاب ہو گیا تو اپنے علاقہ کے صاحب شریعت و طریقت ملا سب سے حال دل بیان کیا جو آپ کو حضرت پیر بابا کے پاس لے گئے۔ "حصولِ علم کے بعد بھی لطیفانِ نسب میں سیر ہوا تو آپ نے اس وقت کے ایک جامع شریعت و طریقت عالم جناب ملا سب صاحب جناب اخوند صاحب کو بے کسر حضرت پیر بابا صاحب حال شہین حضرت غوث شاہ علم جناب سید علی توحیدی المعروف پیر بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جناب اخوند صاحب نے اپنے علم زبردستی اور عبادت کا تمام حال عرض کیا اور ساتھ ہی اپنی پریشانی کا بھی تذکرہ کیا تو

جناب پیر بابا نے سبھی زہانت میں فرمایا۔ تم قنوتوں کے شیخ کامل بن گئے ہو۔^(۲۰) لیکن اس کے ساتھ ہی پیر بابا نے اخوند کو بتدبیر کہ پیر شیخ خانی فی اللہ کی جائزہ کرے یہ خدمت کرنے میں انسان کو ہوسکتا ہے پیر بابا کی باتوں کا اخوند درویش نے اثر لیا اور ان سے اپنے عقائد اور بات میں لینے کی درخواست کی۔ پیر بابا نے اس عالم متبحر کو سلسلہ حقیقیہ میں داخل فرمایا جس کی تفصیل خود اخوند درویش نے بیان فرمائی ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ کی خدمت میں رہا اور سرکار ایک بڑا حصہ آپ کے

کے پاس پڑھنے کے لئے بٹھایا مولانا نے حروفِ پنج تہی پر میرے لئے لکھے یہ ظہر کا وقت تھا اور مغرب کے وقت تک میں نے حروفِ پنج تہی اور اس سختی پر جو کچھ لکھا تھا یاد کر لیا۔ پھر روزانہ دوسو عربی پڑھا یا تک کہ ایک سال پورا ہونے تک میں نے قرآن کریم در کچھ کتابیں پڑھ لیں۔ اور یہ کچھ پڑھنے والی کا فضل تھا کہ جو کچھ پڑھا وہ قوتِ حافظہ کی وجہ سے یاد رہتا اور مولانا میرا حصہ بھی تھا۔ بعض باتوں کے متعلق جو علوم فرمائے، ابتدا میں اپنے علائے میں آپ نے نامی گرامی علماء سے علم کی سائنس بجھائی جن میں مولانا میرا حوالہ دیا۔ نامی پائین اور مولانا سب پائین شامل تھے۔ اس کے بعد آپ اپنے مرشد کی طرح مزید علم سے بہرہ ور ہونے کے لئے ہندوستان تشریف لے گئے اور زمانے کے شعور عالم ملا علی قاچق ہندوستانی سے علم حاصل کیا اور پھر بخارا کے یوسف صاحب سے علم کی پائین بجھائی۔ ان دونوں علماء کا ذکر آپ نے خصوصیت سے کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ان کے علاوہ کچھ آپ نے کئی علماء سے ملاقات کر کے علمی دستکین حاصل کی جو کہ آپ کا دل یا ذرا الہی اور خوفِ خدا سے بچیں ہی سے لبریز تھا اس نے حصولِ علم کے دوران بھی اس سبب بارالہی میں ڈوبے رہتے تھے اور اگر کسی کو خوفِ خدا سے گذر پاتے تو فوراً محسوس کرتے اور آپ کی راج بے قرار ہو جاتی۔ میں بھی کچھ جو بخ تک ہمیشہ خوفِ خدا اور اس کی عداوت سے ڈرتا تھا اور جب علم حاصل کرنا شروع کیا تو اپنے استاد ملا میر احمد اور دوسروں کو اپنے سے بھی زیادہ خوفِ خدا میں ڈوبے ہوئے پایا جس کی وجہ سے میری استعداد بھی بڑھ جاتی۔ لیکن جب کتبِ جمال الدین ہندوستانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور دال رہے لگا تو ان کے علماء کو دیکھا کہ سنہری اور

انخوند در ویزہ پیر بلایا سے ایک سبقت حاصل کرنے اور دین و ملت اس
 علمی سون بجار کرتے اور پھر شیخ سے اس کا بیان کرتے۔ جب پیر باکوقین
 چہرہ کار آپ بیٹے کو پوری طرح چلے چلی تو پھر کڑے چیلنے لیکن ان کا یہ حال
 نہ تھا کہ وہ معلوم شد کہ کچھ معلوم نہ شد چنانچہ خود اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے
 ہیں۔ "ہاں سمجھ گیا لیکن کیا سمجھا۔ ہاں معلوم کر لیا لیکن کیا معلوم کیا۔ یعنی یہ کہ کچھ
 بھی معلوم نہ ہوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آیا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "معلوم نہ شد کہ
 کچھ معلوم نہ شد" (۱۳۷)

یہی وہ زمانہ تھا کہ سید بابا کو وحدت الوجود کے ایک اور بزرگ
 بانی یہ انصاری کی طرف سے اپنے حلقہ و ارادت میں داخل ہونے کے
 دعوت دی گئی۔

۵۱) انخوند در ویزہ اور درویش خیر کی

بانی یہ انصاری سیر و روشن نے جب جنوں کے علاقے کو اپنا مرکز
 بنایا تو آپ نے دیگر لوگوں کی طرح سید بابا کو اپنا ہم خیال بنانے کیلئے
 دعوت دی۔ اس وقت بایزید انصاری کا اس علاقے میں اچھا خاصہ
 اثر قائم ہو چکا تھا اور کوئی بھی آپ سے بحث و مباحثہ کرنے سے تیار نہیں ہو جاتا
 ، اگر وہ اس کا یا ہم حضرت شیخنا درویش محمد و زینودے معلوم نہیں کہ
 فرسے ان افراد میں دردم سلطان مانڈے نہ کر لیا کہ اس میں نہیں در دلایل عقلی
 جوہر خود غور سے کر شیخ کلام از سلطان از طریقہ رحمت و عدل را با اور الہیہ (۱۳۸)
 ترجمہ: اگر اس درویش میں ہمارے شیخ بیان تشریف فرما نہ ہوتے تو
 ہم معلوم ان لوگوں میں کوئی مسلمان بھی ہو یا نہیں اس لئے کہ بایزید
 دلائل عقلی میں اس قدر غور سے کام لیتا تھا کہ غلطی میں کوئی عالم اس کا
 قیام پذیر نہ کر سکتا تھا۔

درویشوں میں بسریا حضرت نور الدین شہبازی کی طرف سے پانچ خانوادوں
 سلسلہ کبریا پر مشتمل ہے اور بزرگوار درویش شہبازی باوجود ہزاروں
 مازوں تھے جن میں سے چار کی اجازت حضرت غنی علیہ السلام کی تھی (۱۳۹)
 حضرت پیر بابا نے سب دستور انخوند درویش کو اپنا بیٹا بنایا
 اور ان اور ایام سہیل کے درویشوں کی تلقین کی اور انخوند درویش صاحب
 پہلے ہی ان تمام امور کے سختی سے پابند تھے اس کے بعد ان کی تعلیم
 شریعہ کی گئی۔ تصفیہ و تزکیہ تو انخوند صاحب کا پہلے ہی سے تھا۔
 جب اس تائید کامل کی برہم خدائی سے راہِ ستقیمہ پر چلے تو اس درویش
 کو پہنچے کہ دنیا کی تمام خواہشیں جاتی رہیں اور اس سے پہلے کشف و کرامات
 کی جن پریشان کن کیفیتوں سے گذرے تھے ان سے چھینکارا گل گیا اور
 اس کے بعد پیر بابا نے عالم تقویٰ کے مزید دروازے ان پر کھول دیئے۔
 اور فرمایا "اپنے ایمان اور بہت سے لوگوں کے ایمان کو زوال سے بچاؤ
 عام مسلمانوں کو سیدھا سا دین بناؤ کیونکہ آج کل لوگ علم پر کھمبہ ٹکرتے
 ہوئے مگر وہ سب بڑے بڑے طریقت کی حقیقت سے آگاہ نہیں اس لئے
 مختلف نظریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بعض خدائی اشکال اور اس کے
 وجود کے پیکر میں پھنس جاتے ہیں اور بعض مخلوق خدا اور حسن کے اس کو
 ایک دروس میں مدغم کرتے ہیں۔ سلوک کے راستہ میں ایسے ایسے
 مقام آتے ہیں کہ سالک مختلف افکار اور درویش خیال لا کھتا ہے۔ اپنی
 روح "اپنا وجود اور صفات خداوندی کو کج سمجھت سے لوگ مان میں
 فرق نہیں کر پاتے اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔ پس ہم شریعت محمدی علیہ السلام
 پر پوری طرح باطنی رہو۔ اور اپنے آپ کو خدائی میں گم کر دو۔ یہی
 تقویٰ کی حقیقت ہے اور یہی سالک کی کامیابی کا سرائی کی پختہ دلیل ہے۔"

بایزید و دشمن کو کاہل میں اکبر کے حاکم شمس خان نے گرفتار کر کے قید کر دیا لیکن رہائی کے بعد بایزید روشنی نے آفریدی قبیلہ میں اپنی سرگرمیاں اور تیز کر دیا اور مخلوق کو افغانی حکومت کا غاصب بنا کر اکبر کے خلاف بغاوت پھیلانے کی کوشش کی۔ اکبر کو فرتو و دشمن کے خلاف خود بھی فوج کشی کرنا پڑی لیکن اس کی سرگرمیاں کم نہیں ہو گئیں اور بایزید دشمن کی وفات کے بعد بھی مخلوق کو شتا پونا پونا بوجہ نہ رکھی اگر یہ کہا جائے کہ و دشمن تحریک کی سب سے بڑی مخالفت انھوں نے درویشوں نے ہی کی تو بے جا نہ ہو گا۔ (۱۷۵)

انھوں نے درویشوں نے و دشمن تحریک کے بانی کے عقائد پر عملی مذکورہ کرتے ہوئے اسے گمراہ اور مخلوق سے دریا پی اور کسی سلسلے میں انہوں نے انتہائی سختی سے کام لیا ہے اور و دشمن تحریک پر انھوں نے درویشوں نے اپنی کتابوں میں بہت سے الزامات عائد کئے ہیں مثلاً

در مخلوق صوری کو خدا جاننا :-

انھوں نے درویشوں نے بایزید پر سب سے پہلا الزام یہ عائد کیا کہ وہ تمام موجودات کو خدا تصور کرتا اور مخلوق کو ذات صوری کو خدا کی ذات جانتا تھا۔ درویش لکھتے ہیں کہ

گفرازل آں باشند کرداں گشتاں و موجود را خدا می گفتند
و مخلوقات صوری را ذات خدا می دانستند (۱۷۶)

۲۔ عقیدہ تسانیح کا الزام :-

انھوں نے درویشوں نے بایزید پر ایک الزام یہ بھی عائد کیا ہے کہ وہ ہندوؤں کی طرح عقیدہ تسانیح کا قائل تھا ”ایں مخلوق بر عقیدہ مذہب تسانیح رفتہ بود و تسانخ خویش را بر این مخلوق و عت می نمود کہ بود از مردون

جب پیر بابا کو آپ کا دعوت نامہ ملا تو انہوں نے اسے ہندو گان پیر کے لئے بلانے ناگہانی حیرت دیا اور کہا کہ یہ ایسا فقیر ہے جو شاپرے مشکلی ہے رفع ہو۔“ یہ دسے پختا نو مضبوط بلانا زمانہ شو بکار سری نہ چرہ کر کے

مکھچہ رلا اسلام بادشاہ فشتہ۔ (۱۷۷)

ترجمہ :- پختا نوں پیر ایک شہیدیت آئن پڑی ہے جس کے ٹلنے کے کوئی امید نظر نہیں آتی کیونکہ یہاں اسلامی بادشاہت نہیں۔

انھوں نے درویشوں کو وہ بایزید کے پاس سنا جوتہ کے لئے لگے۔ جب اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ اسے پیر بابا بتا دے غلاموں ابھی گمراہ پیر موجود ہیں۔ ضروری ہے کہ پہلے ان سے بحث لو۔ پیر مسکے پاس آؤ جس پر پیر بابا نے فرمایا ”انہیں ہم نے بحث میں لا جو اب کور کے اپنا فرض ادا کر رہا ہے۔ ان کو قتل نہیں کر سکتے یہ گمراہوں کا کام ہے۔ اگر تم بھی ایسے آپکو گمراہ مانتے ہو تو تم یہاں سے بھی واپس چلے جاتے ہیں۔ بایزید بھی تو بحث کرتا اور بھی باہمی استیلا کے لئے مسیحی مٹی بھی باقیں۔ لیکن میں نے انھوں نے درویشوں (۱۷۸) اس پر سوالات و جوابات کی وہ بوجھ چاڑھی کہ وہ بہت لا جواب ہو گیا۔ لیکن نفسانی خواہشات اس پر غالب تھیں مسلمان نہیں ہوا۔“ (۱۷۹) حقیقت یہ ہے کہ

ایک انھوں نے درویشوں ہی نہیں بلکہ اس زمانے کے علماء و ائمہ اور دونوں بایزید کے آگے بے بس تھے۔ علمی و شکری دونوں قوتیں ایک عرصہ تک اس تحریک کو ختم کرنے میں ناکام رہیں۔ علماء نے بڑے بڑے مناظرے کئے لیکن بازی نہ لے جاسکے اور ایک مستقل فرتو و دشمن کے نام سے قائم ہو گیا۔ اس فرتو کا اثر قیامی علماء میں زیادتی چھیل

خبر پہ تیر اور اسی طرح اچھا بھول کو کتاب کو، میران کو، کپہرا کو، قیامت اور غزالیہ آجسرت کو یاد رکھو۔

اسی طرح دیگر الزامات کی بھی تردید بائزید کے اس مذکورہ سے ہوتی ہے جو اس کے اور کمال کے قاضی القضاۃ قاضی خان کے درمیان ہوا جس کی تفصیل گذشتہ باب میں آچکی ہے۔ پس بات کمزور نہیں ٹھہرتی ہے کہ ان دونوں حضرات کے درمیان جھڑپی اختلافات کو محل کیے کے بجائے غلو سے کام لیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں ردِ شنیہ تحریر کیے ہوئے ہو گیا اور اس کی اصلیت یعنی بخدوئی کی تحریک آرا دی کو ہر امان پہنچنے کا موقع نہ ملا اور مولود وقت کو ردِ شنیہ تحریر کے خلاف طاقت کے استعمال کا ایک جوہر مآخذ مانا گیا۔ کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں اگرچہ بعض کی تحریک بھی شورش کی تھی جس کے خلاف انھوں نے ردِ زہد کا کوئی عمل نظر نہیں آتا اور یہ بھی نہیں کہ ان کا مضمون سے بالکل قائم نہ ہوا بہت بلکہ متعل حکمرانوں کے گورنر بالابل خاص خان کے ساتھ مل کر بائزید کے خلاف طاقت استعمال کی گئی تھی جس کے نتیجے میں بائزید گرفتار ہوا لیکن متعل اسے چھوڑ دینے پر مجبور تھے۔ ایک تو اس پر کوئی الزام ثابت نہ کر کے دوسرے ردِ شنیہ تحریر کی ابھرتی ہوئی طاقت سے بھی ان کو خطرہ لاحق تھا لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہ دونوں حضرات باہمی انہماک تقسیم سے کام لیتے اور بخدوئیوں کی طاقت کو منتشر نہ کرتے تو نہ صرف وہ خصوصاً سوات میں ایک منظم حکومت قائم ہو جاتی بلکہ اس صورت میں شاید سوات میں سوات اور یوٹو کے درمیان پائے بہت سے اور قیامت تحریک آرا دی کے نتائج کو اس سے بہت بڑا ناگوار حاصل ہوتا اور یقیناً تحریک آرا دی کے نتائج کمپچے اور ہونے کیونکہ بعد میں سوات میں ایسی منظم حکومت ضرور قائم

جیہ انات میں اشخاص سوری منتقلی و تا بود خود بید گفت و از روح دوزخ دیگر از صورت لا محو انیر خواہد در آید (۱۸۷۲)

ترجمہ ۱۔ بائزید عقیدہ تائید مسیح کا قائل تھا اور اپنے متفقین کو کھانا مختاکر جمیعات میں ملنے کے بعد جماعتی طور پر شہیت و نابود ہو جانیں گے لیکن ان کی روحیں قالیب بدل کر دوسرے حیوانات میں آئیں گی۔

۲۔ بعثت سے انکار کا الزام۔

افزونہ ردِ زہد نے بائزید پر سب سے بڑا الزام جو عادل کیلئے وہ انکار بعثت کا ہے جس کا ذکر کر کے چھوٹے چھوٹے وہ لکھتے ہیں: "و ابی ملعون پیہر تار یک منکر بعثت بود و تا تاج خود را می فرمود" (۱۸۷۲)

ترجمہ ۱۔ اور پیہر تار یک منکر بعثت تھا اور اپنی تاج کی ٹکھنیں کرتا تھا۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک الزامات (مہدی ہونے کا دعویٰ

خیر الیہا کے کلام الہی ہونے کا اور وحی و وحی و وحی) "افزونہ ردِ زہد نے بائزید پر عادل کر کے اسے ملعون قرار دیا ہے۔ لیکن برہنہ وجوہ نامعلوم افزونہ ردِ زہد نے بائزید کی کسی ایسی تصنیف کا حوالہ نہیں دیا جس میں بائزید نے ان عقائد کی تائید کی ہو۔ بلکہ بائزید کی کتب کے مطالعہ کے بعد ان میں سے اکثر حدیث بائزید پر الزام کر دہ عقیدہ تائید مسیح کا قائل ہے جس کے معنی یہ ہوتے کہ وہ عقیدہ آخرت اور حساب و کتاب کا منکر تھا غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ حالانکہ طوائف العقائب والذات الحق کے عقائد المسکرات والعقور والحسنت والاکتاب والمیزان وعتاب

الاخضر (۱۸۷۲)

ترجمہ ۱۔ اور یاد رکھو کہ عقاب اور راحت حق ہے عیسا کہ عتبات مسکرات

بلوہ راست عاقل کیا گیا ہے اور اسی عاقل کی بنا پر انہوں نے درود پڑھنے کا ہر بار پڑھنا اپنی کتاب خیر السیاح کو الہامی کتاب کہا ہے۔ شفاعت کا انکار ہائیمید صرف اس حد تک کرتا ہے کہ جو لوگ بے عمل ہیں اور ناقص ہیں وہ اس کی بات پر احتجاج کرتے ہیں کہ ان کی شفاعت ہونے کی وجہ قیامت کے دن صرت سے ہاتھ ملیں گے اور ان کی شفاعت نہ ہوگی۔^{۱۲۵}

بائیزید کو اگر الزام دیا جاسکتا ہے تو صرف یہ کہ انہوں نے خود بخود مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ قائم کیا جس نے اپنے مخالفوں کو مشترک تصور کرتے ہوئے لوگوں کو باہمی اتحاد سے بے یار و مددگار کر دیا جس کی کیفیت برائی جہانک کے سوا دھت الوجوہ کا تحقق ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ کیونکہ یہ سلسلہ ایسا ہے جسے نہ تو علم آسمانی سے مل کر کے تھا اور نہ نام نہید اسے پسند کرتے تھے جو لوگ اسلام کی سادہ فہم کو پسند کرتے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ اس سلسلہ کی مخالفت کی ہے اور وہی نفوس کے کسی گروہ میں شیخ الاسلام ابن قیم کا نام خصوصیت سے ذکر کیا جاسکتا ہے کہ جنہوں نے شیخ الدین ابن العربی اور ان کے شاگردوں کے مدح میں اتنی سختی کی ہے کہ انہوں نے شیخ الدین ابن العربی اور ان کے جو لوگ انہیں پیروی سے رکھتے ہیں وہ بالکل ان لوگوں کو سہلانا کہیں گے، جس دور میں بائیزید گذرا ہے اسی دور میں دھت الوجوہ عقیدہ بندستان کے موفیہ میں شہور تھا۔ اسی لئے عبد بنہ گمیری میں حضرت عبید اللہ ثانی نے اسی فتنے کی تردید کی اور اس کے مقابلہ میں فلسفہ دھت الوجوہ بیان کیا ہے اور اپنے مکتوبات میں دونوں کا فرق بھی بیان کیا ہے۔^{۱۲۶} تو حدیثی ہے کہ سادہ فہم کو دیکھتا ہے اور اسے ایک ذات تو حدیثی ہے کہ فہم نظریہ میں آتا اور تو حید و موجودی یہ ہے کہ ایک ذات کو موجود کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا اور تو حید و موجودی یہ ہے کہ ایک ذات کو موجود جانتا ہے اور شیخ نابود کھتا ہے اور اسی نابودی کو وہ ایک ذات کا مظہر

ہوئی جو کسی بھی تحریک کے کردار سے کامیابی سے جگانا کر سکتی تھی۔ شہنشاہ جہاں الدین اکبر اعظم کے عہد میں مغل فوج نے درود فہم سوات اور پٹیہ کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ ایک نوکر کو جو صوفیوں کی خود مختاری بھی کھٹکتی تھی اور پٹیہ پر ریشم کے مذہبی اقتدار اور عروج نے جہتی پرتلی کا کام کیا، اسی میں شک نہیں کہ اگر سیر بر دشمن اپنے منصوبوں اور ارادوں میں کامیاب ہو جاتا۔ تو سبب رستمان مغل اقتدار پر غطر سے میں پڑ جاتا۔^{۱۲۷} اسی طرح کی حقیقت کا اختراذ فلسفہ پیوستی پر محرم نے اس طرح کیا ہے۔ اگر سوات میں شرعی حکومت اور جنگجو قبائلی کامسر ہوا کہ سید اکبر شاہ زندہ ہو تا تو وہاں کی جنگ کا فتنہ کچھ اور ہوتا۔^{۱۲۸} اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے درود پڑھنا اور بائیزید کی جنگ مخالفوں مذہبی جنگ تھی اور اس کے لیے یہی پردہ نہیں ہی بنو کے علاوہ اور کچھ نہ تھا یہ ایک بات ہے کہ اسرار نے اس جنگ سے فائدہ اٹھایا اور اسے سیاسی رنگ دیدیا۔ جہانک بائیزید کی کست ب خیر السیاح پر اعتراض کا قائل ہے تو وہ یہ کہ اس میں اٹھ قحالی براہ راست بائیزید سے مخالف طلب ہوتا ہے۔ اور یہی بات قابل اعتراض ہے۔

۱۲۷۔ بائیزید داہمہ ہر گڈے پر بادشاہی اور دیالیوں بادشاہی غرض غائب نہ شکور چہ دروغ بہ وحی فتنہ نثار دیوان رفتا لولا انما مسکرت الجوارحہ بل سخن تو حہ صحر و دشت) یہ قرآن کے دی حیان^{۱۲۹} ۱۲۸۔ بائیزید لوگوں سے کہہ کر موت کو بہت یاد کر دیا اور اس وقت کے غدا ب کو یاد کر جب تہا ری طرح قبضہ کی جائے گی جو کہ قرآن میں ظاہر ہے۔

یہ صرف ایک مثال پیش کی گئی ہے ورنہ خیر السیاح میں جاہی بائیزید کو

بیز بائز یکا وحدت الوجود در دوسرے صوفیاء کی طرح نہیں تھا کہ ہر شے ایک
ظہیر یا حقیقہ ہو بلکہ اس کا وحدت الوجود اس کے مکمل ماننے والوں کو
خدا کی مرتبہ تک پہنچا دیتا تھا جنہیں عبادت کی ضرورت نہ تھی بقول ہابز
"عبدیہ موجود کے لئے حکم یہ ہے کہ جب وہ وحدت کے مقام کو پہنچ جائے تو اپنے
آپ کو گلاہ اور عبادت سے خلاص پائے کیونکہ اگر یہ بندگی اختیار کر لیا تو خدا کی
نظر میں مشترک ہو گا اور اگر عبادت نہیں کر لیا تو لوگوں کی نظر میں کاشر
ٹھہرے گا۔ پس لوگوں کے لئے خدا سے جان بچانے کے لئے لوگوں کے سامنے
خداوت کو رکھ لیا تاکہ انہیں لوگوں کی عبادت نہ چھوڑ دیں۔ اس مقام پر موجود
اپنے آپ کو یہ شے ترکیب تصور کرے" (۱۳۸) الغرض بائز یہ کہ مستقل اس کی
تعیات کو نہ نظر رکھتے ہوئے ہم بلا فاقی یہ کہہ سکتے ہیں کہ۔

۱۔ بائز یہ انصاری وحدت الوجودی صوفیاء میں سے ایک تھے اور
انہوں نے جسی طرز پر نیز الدیان تحریر کی ہے اس طرز پر دوسرے بزرگوں
نے بھی منظور فرمائی کی ہے۔

۲۔ صوفیاء کی کیفیت ان کا ذاتی تجربہ ہوتی ہے دوسرے لوگ
اس کے ماننے پر مجبور نہیں ہوتے۔ بائز عینے لوگوں کو اپنی کئی بات اور
اپنی بزرگی سنوانے کے لئے طاقت کا جو استعمال کیا اور نہ ماننے والوں
کو کافر قرار دیا یہ وحدت الوجودی صوفیاء کے مسلک سے گریز تھا۔

۳۔ بائز عینے پیغمبری کا دعویٰ نہیں کیا تھا لیکن اس کی ولایت
کا دعویٰ پیغمبری کے دعویٰ سے مکمل نہیں تھا۔ پیغمبر جب نبوت کا دعویٰ
کرتا ہے تو ساتھ ہی لوگوں کے سامنے معجزات پیش کرتا ہے تاکہ اس کی
نبوت میں کوئی شک باقی نہ رہے۔ بائز عینے جو نہ نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا
اس لئے اس نے اپنے حلقہ میں ظاہری معجزہ یا کرامت پیش نہیں کی

تصور کرتا ہے۔ تو حیدر جو دینی ہیں ماسوا کی نفی ہے اور شرع سے مخالف
حقیقہ ہے۔ اور تو حیدر شہودی ہیں شرع کی مخالفت نہیں ہے۔ جس کی
مثال یہ ہے کہ سورج طلوع ہو جائے تو سایہ نظر نہیں آتا جو یہ کہ سایہ
معدوم ہو گیا تو اس کی خطا ہے اور اگر یہ کہے کہ میں نہیں دیکھ پاتا تو وہ
درست کہتا ہے۔ صوفیہ کے اس قول پر عمل کرنا چاہیے جس میں وہ توحید
شہودی کا اشارہ دیں۔ عاشا وکلا شریعت و طریقت ایک ہی چیز ہے۔
اور جو چیز شریعت کے خلاف ہے وہ مردرد ہے۔ (۱۳۹) بائز یہ کہنا کہ
لشفہ پیرازاں پیر تمام پیرازاں پیر وارت وانبیائے (۱۴۰) اور پھر
اس کے بعد آگے چل کر کہتا ہے۔ من اھوض عن طاعت اللہ الشیخ الکامل ویدخل
فی طاعت اللہ حق فی ذھب عن اللہ ایمان والہ سلام۔ (۱۴۱)

ترجمہ۔ جو سیر کمال کی طاعت سے ٹکی کر سیر ناقص کی طاعت
میں لگ گیا وہ ایمان و اسلام سے خارج ہوا۔

ان حیدر اقتباسات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وحدت الوجود کے مسئلے میں
انتی شدت اور اپنے علاوہ سب کو ناقص تصور کرنا اور اس کی پوری مقدار
سے تبلیغ کرنا سیر بابا کی طرح ایک متشرع صوفی اور ذوقندہ درویش کی طرح
پید عالم برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے پوری قوت سے
اس کی مخالفت کی۔ یہ صحیح ہے کہ اخوند درویش صاحب نے پیرازاں اور
ان کے متقدیم کو تشدد اور سنگینہ نیز زنا زری بیان کیا ہے اور اس میں
انہوں نے اپنی شدت دکھائی ہے لیکن ہم اس حقیقت سے بھی انکار نہیں
کر سکتے کہ بائز پیر وکشن نے بھی وحدت الوجود کی تبلیغ میں ہاتھ پاؤں
سختی سے کام لیا اور شریعتیان سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے حسبِ لازم
دوسرے پیر کو ناقص سمجھتے تھے اور ان کے ماننے والوں کو در ذری تہا کر تھے

علوم اسلام میں شاعت

اور

حضرت اخوند درويزہ

حضرت پیر بابا نے جس تحریک کو مسعودی سرحد میں پر جان چڑھا یا آپ کی وفات کے بعد اس کی آبیاری کی ہے، مسعودی حضرت اخوند درويزہ کی اور اس علاقہ میں علم کی کمی اور گمراہی کو دیکھتے ہوئے آئے ان گمراہیوں کا علاج اسلامی علوم کی ترویج سے کیا اور پشتو و فارسی میں حسب ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۱۔ مخزن الاسلام :- حضرت اخوند درويزہ کی یہ کتاب اٹھابوں

پر مشتمل ہے اور بقول سید تقی میر الحق کا لفظ ہے یہ ایک کتاب نہیں بلکہ کئی کتابوں پر سالوں کا مجموعہ ہے جو اس مخلص نے لکھی تھی کہ پشتو زبان کو اسلامی علوم سے آشنا کیا جائے اور اس مقصد کے لئے حضرت اخوند درويزہ صاحب نے اپنے زمانہ کی مشہور و مشہور کتابوں کے کچھ سالم مواد کو درجہ اعتبار سے منتخب کر کے کچھ اضافے کئے اور مؤثران اسلام نامہ سے ایک کتاب پیش کی، اس مجموعہ میں چار مشکل کتابیں ہیں۔

۲۔ رسالہ مسائل :- یہ رسالہ اخوند درويزہ صاحب کا

اپن مرتب کردہ ہے جس میں لیس باب اضافہ کے خارج اور ان کے اوپر کچھ اضافہ کیا گیا ہے، اب اعتبار سے یہ بڑی کام کرشمہ جیسا اور پشتو ادب کے ابتدائی دور میں بڑی جہت کا کام ہے۔

۳۔ جن موفیا نے پورے یقین سے توحید کا دعویٰ کیا تھا اور لوگ جن کی بزرگی آج تک کمرے میں ان کا ٹکڑا لگا ہوا تھا اور ان کا تقویٰ اور بزرگی تھی۔ اس نے لوگوں نے ان کے قابل اعتراضات مکتوں کی بھی تاوی کر کے ان کو بھی بالمرتبہ قرار دے دیا جبکہ بائیزید کے حلقہ میں موافق و مخالف دو فلول قوتیں اور مخالفانہ نسبت بننا زیادہ تھی، اسی اخوند درويزہ بھی اس کی مخالفت کرنے پر مجبور تھے، اخوند درويزہ نے بائیزید کی نفی مکتوں کی وجہ سے انہیں کی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر اور بائیزید کا مسلک ایک دوسرے کے قریب تھا اس نے شرعاً شرعاً نہیں مانگنے بائیزید کے بیٹے جیلا کو روک دیا، احترام سے اپنے دربار میں رکھا اور بائیزید کی دعوت پر اسے پورے پورے تعاون کا یقین بھی دلا یا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اخوند درويزہ بائیزید یا اس کی اولاد کی مخالفت میں پوری طرح کا مایہ نہیں ہوئے۔ بائیزید اور اس کی اولاد کا تہذیب اخوند درويزہ پر غالب تھا اسی نے انہوں نے کیا وسوسہ کیا، یا تسلسل قائم رکھا لیکن جو بنی بائیزید کی اولاد سے تعلیم حاصل فرما کر ہوئے لکھن اور رستمی نے اپنے بھائیوں، بھتیگوں سے رسمی سول لیسٹی شریعت کی تو مخالفانہ نہیں نے پیر بابا، اخوند درويزہ کے فتووں سے بھی فائدہ اٹھایا جو بکربائیزید کی سیاسی اور مذہبی جدوجہد و فتووں کا تقابلی اور ناممکن بھی، اسی نے بعد میں اس کی تحریک کا کوئی اثر قائم نہ ہو سکا۔

میں پڑھی جاتی رہی، یہی نہیں بلکہ اس میں بیان کردہ مسائل کی روشنی میں ناقضی فتوے دیتے تھے۔ (۲۳) پشتو اکیڈمی پشاور کی لائبریری میں اس کے کمرہ جی ۱۰ قلمی نسخے موجود ہیں اور ہر ایک دوسرے سے تقوٹا شخصان پشتو اکیڈمی نے ۱۹۴۹ء میں مخزن کو زیرِ طبیع سے آراستہ کیا ہے۔

۶۔ ارشادِ اعلیٰ اہلین :- حضرت کی یہ کتاب جابابوہدیا پر مبنی ہے اور ہر باب میں کئی فصلیں ہیں۔ پہلے باب میں توحید و ایمان، وضو، نماز کی حقیقت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں توبہ، عسک و ذکر کے فضائل اور سپہ سالار کی حکامات کو بیان کیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں سلوک کا ذکر ہے اور چوتھے باب میں صفاتی حسنہ اور روزیہ کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں حضرت نے مختلف بکے ضرائف اپنے سرشد سپہ سالار کو بھی کیا ہے۔ یہ کتاب بھی زیرِ طبیع سے آراستہ ہو چکی ہے اور اس کا ایک نسخہ مطبوعہ مطبعہ فیضی عام رملی ۱۳۹۹ھ۔ حضرت امیر شاہچنگا، تاریکی کی ذاتی لائبریری آستانہ غوثیہ کھوت پشاور میں موجود ہے۔

۷۔ ارشادِ المریدین :- حضرت کی یہ کتاب عقائد فقہیہ و عقائد کی روشنی میں ہے۔ اس کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے حضرت نے لکھا ہے :-

”ما بعد یکے از خود بیان کنیم و دریان کثر تیر حضرت بیخ لا سلام و اکملین دولت لایا، والاسلمین شیخ سید علی ترمذی مبنی انھیں عبا والیباری دورِ نذرہ انگریز ماری بھی گوید کہ مذکور کثرت شدت تعصب و بی روبرو در دیکھ اند و سوز آمد“ (۲۴) یہ کتاب مطبعہ حنفی دہلی کے زیرِ ستہ ۱۳۹۹ء میں چھپ چکی ہے۔ اور اس کا ایک نسخہ بھی حضرت امیر شاہچنگا قادیسی سجادہ نشین آستانہ غوثیہ کھوت پشاور کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔

۸۔ کتاب العقائد :- حضرت ابوحنس نجم الدین غزالی (۵۰۵ھ) کی علم الکلام کے عقائد کی مابینہ نازن کتاب ہے اور ستر شخصوں سے اس کی ردوں دیا جاتا ہے۔ علامہ سعد الدین عرقلقشا زانی (۷۹۱ھ) نے اس کی شرح لکھی جو کہ شرح عقائد کے نام سے دکن منظر میں شائع ہے اور بعد از المشرق شرح عقائد کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں۔ اسے بھی پشتو میں اسطے شائع کیا گیا تاکہ پشتو پڑھنے والے بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔

۹۔ قصیدہ بُردہ شریف :- شرف الدین محمد بن عبد الجبار (۶۱۲ھ) کا قصیدہ بُردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں بُردہ نصید ہے۔ اہل تسنن اس میں بہت خوبیاں پاتے ہیں اور مختلف طریقوں سے اس کا نظم کرتے ہیں۔ اسے بھی پشتو میں شائع کر کے پشتو پڑھنے والوں کو وحلا و نصیحت اور سیرت پاک سے آراستہ کیا گیا۔

۱۰۔ خلاصہ کسب الائی :- صوبہ سرحد میں دوسرے فقہ کی یہ مشہور کتاب ہے اسے بھی دروِیزہ مداح نے اپنی مخزن میں شائع کیا ہے۔ فقہ کی اس کتاب کی اہمیت اس کے اس شخص پر بھی ہوتی ہے۔

گزشتہ دانی خلاصہ کسب الائی :- تو طریقہ ناز کے دانی

ان چار کتابوں کے علاوہ آخوند دروِیزہ نے واقعی نذر و ریاست کے مطابق دوسری کتب سے بھی کچھ باتیں لی ہیں مخزن میں حضرت نے اپنا کلام ”الفہامہ“ بھی شائع کیا ہے۔ جس میں آپ کی صوفیانہ مسلک کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ در آپ نے بتایا ہے کہ شریعت اور طریقت الگ الگ نہیں بلکہ طریقت شریعت کے سایہ میں پروان پڑتی ہے مخزن کلام پشتو کی ایک واحد درسی کتاب ہے جو ایک صد تک بخیر نواں کے ہر گھر اور مسجد میں علما و کرام کے خطوط و برگزگروں کے ذمہ داریات کی غفلت

جانب موضع ہزار خدائی میں رہائش اختیار فرمائی، کئی سال بعد ۱۰۸۰ سال کی عمر میں ۹۴۰ھ کو وفات پائی۔^۱ مصطفیٰ غلام سرور صاحب لاہور مدینے آپ کی تاریخ و وفات کو حسب ذیل قطعے میں بیان فرمایا ہے:

ز دنیا رفت و فرمود حق الله
بر دایم رضا جو آید آتش

۴۰۰
۳۰۰
۲۰۰
۱۰۰
۰
۱۰۰
۲۰۰
۳۰۰
۴۰۰
۵۰۰
۶۰۰
۷۰۰
۸۰۰
۹۰۰
۱۰۰۰

اخوانہ کربیم کا دھاوا پسند کیا۔ آپ نے ملٹی ورسٹر کو درود مسروں کے ساتھ پہنچایا۔ آپ بھی اپنے والد کی طرح علومِ کلامی و باطنی میں پکا زور دے رہے تھے۔ حضرت انور درویشی کی تالیفات میں مخزن الاسلام کی قدرنا تمام رو کی سعی کیے بغیر شیخ غلام اکبر نے نووری کی ”۱۳۴۳ھ آئینہ کی وفات ۱۰۷۲ھ میں ہوئی۔

بقیامت گشت در بیت مقیم
 چو کس داد کرم و داد مال کسرم
 ای خلوت سالی عشقش بهشتیتر
 دای عرفان کرم را بنام کسرم ^{۳۳}

وزیر اعلیٰ کیسے رہا :- یہ صف بندیوں کے ہاں قیام کے دوران

آپ پر شہداء و زوار و حاج میں مشکل ہو گئے تھے۔ آپ کی شہرہ و حیات بآبائے مریم کے
 بطن مبارک سے اظہارِ قالی ثناء کیا کرتے و مدح و ترغیر سے بآبائے عیسیٰ اور یحییٰ
 سید مصطفیٰ اعظمی فرماتے۔ جن میں سے بآبائے عیسیٰ و یحییٰ کی بھی میں درج
 مقام و رتت دے گئے اور اس طرح آپ کا سلسلہ و نسب صرف بآبائے عیسیٰ

”خداوند تعالیٰ پر باریک نظر صاحب کمالات و درویشی و دگرگونی و درویشی و درویشی

سید عظیم باہا صاحب دو درجی نومیناں سید مصطفیٰ باہا صاحب - میاں فتح محمد

۶. تذکرۃ الاولیاء والابرار والا شہزادہ - یہ حضرت کی "کرۃ الاموال و تصنیف ہے
جسے آپ نے اسی برس کی عمر میں مرتب کیا۔ اس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم
کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے میں آپ کے مرشد حضرت پیر بابا کے حالات و مناقب
میں "دوسرے حصے میں "محدثوں کے افسانہ و قبائلی کا ذکر ہے جس کے ضمن
میں حضرت نے کچھ اپنے حالات بھی بیان کئے ہیں۔ اور تیسرے حصے میں
صور بہرہ ور کے ان مونیاء کے حالات ہیں جن کے عقائد سے حضرت کو اختلاف
رہا۔ اگرچہ کہا جائے کہ یہ تذکرہ ان تحریرات کی غلط فہمی کی بنا پر ہے جو دوسری صدی
ہجری میں سور بہرہ ور کے علمی اندوہان ادیب سی حالات پر اثر انداز ہوئے تھے تو
یہ بے جا نہ ہوگا۔ خصوصاً تحریک و دشمنی لادکر ٹری شہادت سے گٹا گیا ہے۔ اور لادکر
مخالفت بھی۔ یہی رد مذکورہ ہے جس میں کہیں حضرت انخیزہ درویش اور اولاد
کے مرشد حضرت پیر بابا کی سوانح عمری کی وہ معلومات حاصل ہوئی ہیں جو
کہیں اور سے نہیں

۹۔ اور شریح اسما کی اور قصیدہ :- مندرجہ بالا کتاب کے علاوہ
 یہ بھی حضرت کی تالیفات میں شامل ہیں

کی ذاتی لائبریری میں موجود ہیں اور سن کی طباعت مطبعہ پشتادری قصہ خوانی
پیش کردے نہ رہا نہنام گہری۔ آپ کی یہ تمام تصانیف پشتادری میں اب تمام مسلم کی
حالی ہیں۔ محضرت اخوند درود نیزہ پشتادری کے محققین میں سے نہیں ماحول
نے پشتادری زبان کے ارتقاء میں غیر معمولی حصہ لیا ہے۔ انہوں نے پشتادری کی تمام
لکھ کر اس زبان کو ترقی کی راہ پر لگا کر سن کر کیا اس نے ان کا نام پشتادری زبان کے
غہ مست گذاروں میں ہمیشہ عظمت سے لیا جائیگا۔ (۱۳۴۲)

(د) وقت اخوند در دیرینه

حضرت اخوند درود پیرہ نے آخری عمر میں پشاور سے ایک ماہ کی مشرق کی

حوالہ جات چہارم

- ۱- محمد آصف خان ، " حارینج ربانیت سوات " ، پشاور فیروز سنز ، ص- ۵۷
- ۲- کاکا خیل ، تقویم الحق ، سید ، " مخزن " (مقدمہ) پشاور : پشتو اکیڈمی ، ۱۹۲۹ ع
- ۳- درویشزہ ، اخوند ، " تذکرۃ الاموار و الاشرار " پشاور : مطبع محمدی ، ص- ۱۲۷
- ۴- درویشزہ ، اخوند ، " ارشاد المطالبین " لاہور : گلزار ہند ، مطبع پریم ، ص- ۲۲۰
- ۵- ایضاً ، ص- ۱۶۱
- ۶- درویشزہ ، اخوند ، " تذکرۃ الاموار و الاشرار " محولہ بالا ، ص- ۱۵۷
- ۷- ایضاً ، ص- ۱۲۵
- ۸- ایضاً ، ص- ۱۲۵
- ۹- ایضاً ، ص- ۱۶۶

اوپنی حقانیت کا نام لیا ہوا صاحب پر سوات وطن دیۃ اللہ (۳۷)
ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے میرا چاہا کہ درویش کے علاوہ کچھ اکیلا نام پیدا نہیں ہو
دوسرے کا نام سید مصطفیٰ تھا۔ سید حبیب شاہ سے ویرا کا سلسلہ نہیں چلا۔ البتہ
سید مصطفیٰ شاہ کے تین لڑکے تھے ایک سید کمال دوسرے سید علی تیسرے سید
پیشہ ساری۔ عبداللہ۔ ان میں سے ساراجن دن کا کم سوات میں رہتے تھے۔

پیر بابا کے بعد آپ کی اولاد کو دینی اور دنیوی اقتدار حاصل رہا۔ سید محسن
شاہ بھی صاحب دین اسلام کی خدمت کرتے ہوئے اب ولایتی سوات کے سین
مقام ہر غزالی میں ابوی بنیہ تو رہے ہیں جبکہ سید عبداللہ صاحب درویش گروہ
سے پار دریاے سوات کے کنارے شعلی بانڈی کے مقام پر پہنچے پیر بابا کے
اولاد دینی میں سے سید عبدالجبار شاہ صاحب تھا نویں نے اس وقت سوات
سوات کا اقتدار سنبھالا جبکہ باشندگان ریاست بھی اس وقت کو اکٹھا کر کے اپنے
کسی مرکز کی طاقت کی تلاش میں تھے چنانچہ پیر بابا کی اولاد سے سید عبدالجبار
شاہ ساکن ستخانہ کو دعوت دے کر اقتدار سونپ دیا گیا۔ اور یہ بنو غزالی
کو سوات کے پار شمالی علاقہ سرسہ میں اس جدید یکجہ کومت کا قیام عمل میں لایا (۳۹)

علاوہ انہی پیر بابا کی اولاد نہ صرف سوات بلکہ محمدر رہی بلکہ ان کی
اولاد کا سلسلہ صوبہ سرحد میں سوات و ملتان و ستخانہ و لاڈکی کا خان بن چکا اور
انقلابی تان کہ یک چھایا ہوا ہے۔ ابوالحسن قی محمدی نے کتاب الافانہ بابا
میں پیر بابا کے پوتے سید عبدالجبار شاہ کے تین صاحبزادوں کا ذکر کیا ہے
سید عبدالالدین جد علی سادات کاٹان و گچیل و سید جمال الدین صاحب سکی
سادات انصافستان اور حضرت سید سعید و عبدالعلی سادات، سوات
پیر و ملکان و ستخانہ۔

- ۱۹ - ایضاً ، ص - ۱۵۰ - ۱۵۱
- ۲۰ - ایضاً ، ص - ۱۲۹
- ۲۱ - انصاری ، بایزید ، "مرابط التوحید" پشاور؛
مطبع محفلی ، ص - ۲۸
- ۲۲ - محمد آصف خان ، "تاریخ ریاست سوات" محولہ
پالا : ص - ۲۹
- ۲۳ - بوسنی ، اللہ بخشہ "سرح اور جدوجہد آزادی"
لاہور : مرکزی اردو بورڈ ، ص - ۲۹
- ۲۴ - (۱) تاسمی ، عبد القدوس ، (مترتب) "غیر الہیجان"
از بایزید انصاری ، محولہ پالا ، ص - ۲۱
(۱۱) القرآن ، ۲۹ : ۱۵
- ۲۵ - تاسمی ، عبد القدوس ، (مترتب) "غیر الہیجان"
از بایزید انصاری ، محولہ پالا ، ص - ۲۳
- ۲۶ - الفحاشی ، مجید ، "مکتوبات" امیر خسرو
اردو بازار ، ۲۴۰ھ ، مکتوب ۲۳
- ۲۷ - قاسمی ، عبد القدوس ، (مترتب) "غیر الہیجان"
از بایزید انصاری ، محولہ پالا ، ص - ۳۲
- ۲۸ - ایضاً ، ص - ۲۲۷
- ۲۹ - ایضاً ، ص - ۲۷۱

- ۱۰ - قادری ، امیر شاہ ، "تذکرہ علماء و مشائخ
سرح" پشاور : عظیم پبلشنگ ہاؤس ، ۱۹۷۲ ع ،
ص - ۲۹ - ۲۷
- ۱۱ - درویشزادہ ، اغوند ، "تذکرۃ الابرار و الاعترار"
محولہ پالا ، ص - ۱۲۷
- ۱۲ - درویشزادہ ، اغوند ، "تذکرۃ الابرار و الاعترار"
محولہ پالا ، ص - ۱۷۱ - ۱۷۲
- ۱۳ - ایضاً ، ص - ۱۷۲
- ۱۴ - ایضاً ، ص - ۱۵۱
- ۱۵ - تاسمی ، عبد القدوس ، (مترتب) "غیر الہیجان" از
بایزید انصاری ، پشاور : پشتو اکپڈمی ۱۹۷۰ع
ص - ۲۹
- ۱۶ - درویشزادہ ، اغوند ، "تذکرۃ الابرار و الاعترار"
محولہ پالا ، ص - ۱۵۲
- ۱۷ - صباغ الدین ، عبد الرحمن ، "پشتوحسانی کے
سلاطین ، ملکہ اور مشائخ پر ایک نظر" اعظم
گرفتہ : دار المصنفین ، ۱۹۷۲ ، ص - ۲۲
- ۱۸ - درویشزادہ ، اغوند ، "تذکرۃ الابرار و الاعترار"
محولہ پالا ، ص - ۱۳۸

پیر بابا کے معاصر صوفیہ

باب پنجم

۱۔ شیخ عبد القدوس گنگوہی

والفہ تعارف :

حضرت پیر بابا کی ولادت ۹۰۸ھ میں ہوئی اس وقت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کی عمر تقریباً پچاس برس تھی۔ جس طرح پیر بابا اور تحریک روشتانی لافانی مظلوموں سے رہا اسی طرح شیخ عبد القدوس گنگوہی کا واسطہ بھی اسی وقت مظلوموں سے پڑا جب ۹۲۲ھ میں ابراہیم لودھی بابا برکے مظلوموں پر اپنی بیست میں شکست لکھا کر رہا کیا تو اس کے لشکر میں حضرت عبد القدوس بھی شامل تھے جنہیں بابا برکے سپاہیوں نے گرفتار کر لیا اور آپ کو پید پادانی پت سے دہلی لے گئے وہاں پہنچ کر آپ کو رہائی حاصل ہوئی مگر سچہ احمدی ایسے آپ اور آپ کے سرپرستوں سے خوش نہ تھے آپ چاہتے تو کتا رہتی وندیا کر کے بلوچستان سے زندگی بسر کرسکتے تھے لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بغیر بیعت سے آپ کیسے سبکدوش ہو جاتے ہو؟ آپ نے بابا کو خط لکھا۔

”مہربان سے ملنے سنا سب بے کفہہ کا لشکر ادا کر دیتے ہوئے سارے عساکر اور انصاف کا ایسا سایہ ڈال دو کہ کوئی بھی کسی پر ظلم نہ کر سکے۔ تمام لوگ عوام اور خاص شریعت و عہد کی پرپوری طرح کا ترن ہوں۔ مہاراجا عدالت کے ساتھ ادا کریں آپ اہم اور غلام کی قدر کر دو اور ہر شہر اور بازار اور دین و محنت سب متحرک کرو تاکہ وہ شریعت محمدی کے انصاف کے مطابق امن و امان و اصول کو آراستہ کر سکیں جن شرائط کے ساتھ زمانہ سابق

- ۲۰۔ کاکاضیل ، تقویم الحق ، سید ، (مرتب) ”مخزن“
از اخوند درویش ، محولہ بالا ، دیباجہ
ایضاً ،
۲۱۔
ایضاً ،
۲۲۔
درویش ، اخوند ، ”ارشاد المرتبین“ (مخطوطہ)
پشاور : بکھ تونٹ لائبریری سید امیر شاہ قادری
۲۳۔
محمد اکرام ، شیخ ، ”رود کوثر“ لاہور :
فیروز سنز ، ۱۹۶۶ع ، ص ۲۷۔
۲۵۔ لاہوری ، غلام سرور ، مفتی ، ”خزینۃ الصغیاء“
لاہور : المعارف ، ص ۲۷۲ جلد اول
۲۶۔ نیلوی ، محمد اختر ، مرزا ، ”تذکرہ اولیائے
ہند و پاک“ فیلی : کتب خانہ رشیدیہ ، ۱۹۲۶ع
ص ۹۳۔
۲۷۔ لاہوری ، غلام سرور ، مفتی ، ”خزینۃ الصغیاء“
محولہ بالا ، ص ۲۷۹۔
۲۸۔ عبد المغفور ، مداری ، ”حیاء طیبہ“ پشاور :
معیبہ پرنس ، ص ۲۰۔ ۲۱۔
۲۹۔ خاں ، روشن ، ”تواریخ حافظ رحمت خانی“ از
بیر معظم شاہ ، پشاور : پشتو اکیڈمی ،
۱۹۷۷ع ، ص ۱۵۰۔

جس طرح شیخ نے چالیوں سکے واللہ بابر کو نصیب تے آکر نہ خط لکھا اسی طرح اس کے بیٹے ہمالیوں کو بھی خدمت طلب اور ظلم و ستم کی تحفوں سے مستفید ہوئے اور ان کی خدمت سے کئے گئے تین کی با اور چالیوں کو ظلم و جور سے جو تعلق تھا اور ہمالیوں کو ان سے جو تعہد تھی اسی کی حضرت شیخ نے تصریح فرمائی بغداد کا لشکر ہے تو خدمت خلق میں خصوصاً اور وقت اور مکان خدمت میں مشغول ہو مجھے یقین ہے کہ علما و علماء دین نہایت ہی اس سے بھی زیادہ اس زمانہ سے رہیں گے۔ اور وہ انسانی و راسخ نہ مصلحت کریں گے جو پہلی حکومتوں اور بادشاہوں سے بڑھ جائے گا۔ ان پر جو کچھ بھی وارد و دشمنی ہوئی چاہیے وہ دشمنی و ناگواری سے آزاد ہوئی چاہیے تاکہ اس کو بہتر بنا کر انان شغل علم و عمل میں تفریق نہ ڈال سکیں (۲۴) اس طرح پیر بابا کے معاصرین ہی شیخ عبد اللہ اور صاحبہ کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے سر اور وقت کی اصلاح کے لئے کوئی کسر نہ اٹھائی۔

رب، حضرت کا مسلک اور شوقِ عبادت

آپ کا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت ہی میں گزرتا۔ آپ ذکر الہی اور تقاضا کلام پاک میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ سخت سربلوی میں تمام رات کھڑے ہو کر عبادت میں مشغول رہتے۔ شب براءت میں ایک ہی رات میں قرآن کریم ختم فرماتے تھے۔ شیخ کا شب براءت میں یہ معمول تھا کہ ایک قرآن مجید سور کھنوں میں پڑھا جاتے تھے قرآن کے اس سلسلے میں آپ کے صاحبزادے شیخ احمد جو قرآن کریم کے حافظ تھے امامت کے اخص سربراہ بن گئے۔ اس طرح وہ صلیب المیہ رک میں بھی آپ کے صاحبزادے شیخ احمد اور شیخ علی قرآن سناتے آپ پر سے رمضان المبارک میں تین قرآن پڑھتے اور آپ نے تمام اس عمل پر پابندی فرمائی۔ (۲۵)

اور غنائے رشتہ دین کے عہد میں غنا۔ (۲۱)

پیر بابا کی طرح شیخ عبد اللہ دوس کا تعلق بھی مسلک چشتیہ سے تھا ایک اور نکتہ کہ آپ نے شیخ احمد عبد الحق کی غنا میں یہ باتیں اور علماء پر سے کئے آپ غنا میں خود جھڑو دیتے۔ درویشوں کے لئے کڑیاں لاتے یہاں تک کہ روزِ مبارک ہر پوچھنی شروع کی اور کہنا پڑتا بند کر دیالیا یہ مفتوں اور عیالوں کے دلہائے میں آپ ایسی بگاہوں پر بھی رہتے کہ آپ کے چہرہ میں سادہ اور دیگر شراعت الامراض ٹپے رہتے لیکن آپ ان سے بے پروا اپنی عبادت میں مشغول رہتے، آپ کی ماں یہاں مقبول ملک کر کے ہوئے آپ کے صاحبزادے شیخ رکن الدین فرمایا تے ہیں: ”یہاں مقبول اور مجاہدوں کے خانوں میں آپ کی کیفیت تھی کہ اندرونی معاشی کے علاوہ سے جو عیال بہ نکلتی تھی اسے محسوس کیا جا سکتا تھا۔ میں ہر سو سر ہا میں بیکہ زلف و شکر ہوتا ہے اس عشق الہی کی گرمی کی وجہ سے روزانہ صبح کے وقت آپ کے سر مبارک پر ہاتھیوں کی کوئی باتیاں ڈالی جاتی تھیں لیکن پھر بھی پانی نہیں بوند سکتا کی کیفیت پیرا نہیں ہوتی تھی اور وہ پانی جو سر پر ڈالا جاتا تھا اس کا یہ حال تھا کہ وہ خود گرم ہو جاتا تھا (۲۲) بار کے بعد جب ہمالیوں تخت نشین ہوا تو اس کے عہد حکمرانی میں بھی سات سال تک حضرت بیات رہے۔ آپ سے ہمالیوں کی بڑی تعظیم تھی اور چالیوں آپ کی خدمت میں حقائق و معارف کے علم کے لئے حاضر ہوتا۔ ”نصیر الدین محمد پاولی پادشاہ و علم حقائق و معارف جمعیت ما حضرت شیخ عبد اللہ و شیخ علی و دانش کے اوردان فن ممتاز لہود (۲۳)

نورجہدہ۔ نصیر الدین محمد پاولی حقائق و معارف کی آگاہی کے لئے شیخ عبد اللہ دوس سے ملاقات کیا کرتا تھا کیونکہ شیخ اس فن میں متاثر حیثیت کے مالک تھے۔ (۲۴)

بہت دیکھ بھٹن و توجہ دیکھنے متعلق فقر و غریبوں کے لیے سچے شیخ رکن الدین اور دیگر بڑے
پرہیزگار و پاک دامان صحابی رہے۔ اس کے بعد نہایت شفقت سے انہیں بیٹے سے لگا یا
اور مدد ملا جو ان کی اہمیت بیان کی جا رہی تھی ان تینوں بھائیوں نے وہ مدد الفوج و دیگر
وسائلے کئے۔^{۱۷۹} چونکہ مسلمہ پیشہ میں ذکرِ الجہر رخصہ عویٰ فقر و غریبوں کی جاتی ہے اور آپ کو
اس سلسلہ سے جو لگاؤ اور انس تھا اس کا ذکر بھی کیا گیا کہ آپ نے چوبیس عمر
پہنچ ہی سے طویل طویل ذکر کیا یہاں تک کہ بعض واقعات عشا کی نماز کے بعد سے لے
کر صبح تک ذکر میں مشغول رہتے آپ غلہ یا کڑہ میں سے کسی طرح سے
گھر سے بھی کبھی عشا کی نماز کے بعد ذکرِ الجہر شروع کرتا تھا یہاں تک کہ صبح کو جاتی
تھی یہ آپ کی اس ریاضت و عبادت کا اثر آپ کی زندگی بسر کی یہاں تک کہ
بڑی تکلیف میں اور فقر وفاقہ کے ساتھ آپ کے ہمراہ زندگی بسر کی یہاں تک کہ
صاحبِ کشف بھی ہیں۔ حضرت شیخ کی بڑی نہایت عابدہ و زہدہ اور دلیہ خاتون
تھیں۔ اگرچہ حضرت کے گھر میں فقر وفاقہ کی تکلیف دہی و دو دو تین تین وقت کے
کھانے کی نوبت آتی لیکن وہ اور ان کے بچے نہایت صبر و شکر سے
اپنا وقت گزار دیتے وہ صاحبِ کشف خاتون تھیں جو کچھ غائب میں دیکھتیں وہی پیش
آتا۔ (۸۰) سماع کے جو آواز کے بارے میں علماء اور مشائخ کا اجتہاد ہی سے اختلاف
چلا آ رہا ہے۔ بعض علماء نے اسے صریح طور پر حرام قرار دیا ہے اور معتدلاً بزرگوں
نے اس مسئلے میں ردِ احکام کی کمر زدن کا یہی حکم کیا کہ ماہاً متنبہا کی ہے لیکن یہ حقیقت
ایچے بیکار اہل ہے کہ مسلمہ پیشہ کے شیوخ سماع کو روحانی غذا قرار دیتے ہیں لیکن
چند شرطوں کے ساتھ۔ آپ نے اپنے ایک مکتوب میں یوں وضاحت فرمائی ہے
از تھیرہ تھیرہ بالہ و قدوس اسما علیہ لکھنوی بدایہ شیوخ صحابی و ذوق ربانی در وقت
سماع کہ ذوق عارفان در آنست و شوق عاشقان میر آنست و دست می در ہوا و

آپ اپنے مسلک یعنی سلسلہ پیشہ کے اصول و قواعد پر اس سختی سے پابند تھے کہ
اس کے خلاف کسی کی بھی بات گوارا نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ مسلمہ مدد الفوج
پر گھنگو فرما رہے تھے کہ آپ کے بیٹوں صاحبزادوں کو شیخ حمید، رکن الدین اور شیخ
احمد نے عرض کی کہ مسلمہ مدد الفوج کے متعلق کوئی تصریح ضرور کرنا ضروری تھا
علیہ وسلم اور صحابہ سے نہیں نہیں ملتی اور بدشائع کے نزدیک اس مسئلے پر کوئی کلام
ہے اور نہ اس کے متعلق کوئی وضاحت ہے لیکن آج کل اس مسئلے پر اس قدر شدت
انتہا کی جاتی ہے کہ ہم اسے اپنے عقیدہ کا ایک جزو بنائے ہوئے ہیں کہلیں ایسا نہ ہو
کہ ہم سے آخرت میں اس پر کوئی اضافہ کیا جائے اور بدینی اعتبار سے ہمارے لئے ضرر
ہو جس کے بعد آپ نے اس مسئلے کی مزید وضاحت کی اور مجلس کے بزرگواں سے ہونے
پر فرمایا کہ میرے بیٹوں کو علم صرف میں نہ انھوں اور مدد الفوج کے منکرین
ان کا مسلک و مشرب دونوں دے بہنا میں ان کے پاس نہیں رہوں گا اور کیفیت
جواں میں تھا میری طرف روا نہ ہو گئے۔ بڑی مشکل سے راستے میں یہاں
کے امیر شاہ اسلام نے گذارش کی کہ حضرت اگر یہاں سے تشریف لے گئے تو یہاں
یہ سمجھ کر کہ میری کسی نفرت کی بنا پر آپ ناراض ہو گئے ہیں مجھے قتل کر دے گا اس سے
بہتر یہ ہے کہ آپ ہی مجھے اپنے ہاتھ سے مار ڈالیں۔ اس پر آپ کا جلال کچھ کم ہوا۔
جب تھا بیسریاں آپ کے خیمہ شیخ جمال الدین تھا بیسری کی کو اس کی اطلاع ہوئی
تو وہ مدد مست اقرار میں حاضر ہوئے۔ جو بھی قدم بڑوسی کے لئے آگے بڑھے حضرت
نے ڈانٹ کر فرمایا وہ میں اپنی جگہ کھڑے رہوں اور شاہ کو کریم مسکند و مشرب رکھتے
ہو۔ شیخ جمال الدین نے قرآن کریم کی وہ آیات تلاوت کیں جو مدد الفوج کو ملتی طرف
اشارہ کرتی ہیں اور دیکھو مدد الفوج کو کی تا ثید میں مشائخین کو کرام سے بہت سے
افواہ بیان کئے۔ حضرت شیخ ان کی باتیں سن کر مٹھے انہیں بیٹے سے لگایا اور

حلا اور ہر کے ایسے واقعات بعض مبطل لوگ کمپوٹیشن آئے ہیں۔

آپ کے اس کتب سے آپ کی ذات میں تقویٰ کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے کہ آپ نے سماع کی برکات بیان کرتے ہوئے ان لوگوں کی بھی تعریف کی ہے جو اگرچہ سماع کے قائل نہیں لیکن یقیناً شرعی اصولوں پر پابند تھے۔ اگر ایسا بھی نہ ہو تو بھی غلط ہے انسان اس مقصد کو جو آپ کی کر سکتا جس کے لئے اختلاف کیا کہ تعالیٰ نے اس دنیا میں تمہیں کیا ہے۔ یعنی مہلات الہی آپ سے اپنی مقتدا اور بہت ہے کہ وہ اس بجا دت کو کس انداز سے سراخا جو کہ کو قلم مقام حاصل کرتا ہے۔

رج: حضرت کے خلفاء:

حضرت شیخ کے خلفاء کی تہذیب اور ایک سہرا تھی جن میں ان کے اچھے بڑے شیخ و مرید

اپنے کے سب سے بڑے صحابہؓ اور شیخ حمید الدینؒ ۶۶۶ھ میں پیدا ہوئے

نصوح و عرفان کے اعلیٰ منازل پر فائز تھے آپ کے دوسرے صاحبزادے شیخ
رحیم الدین، احمد علی پیرا جو شے آپ کے متعلق اکثر کتاب کے ذرائع فرمایا کرتے تھے کہ
انہوں نے حقانی ہیست کے دن مجھ سے یہ پوچھا کہ کہ تم دنیا سے ہماری بارگاہ میں کیا لائے
ہو تو میں ایک ہاتھ سے شیخ رحیم الدین کو اور دوسرے ہاتھ سے شیخ جمال الدین خضابلی کو
کوٹیکر حاضر ہوں گا اور عرض کروں گا کہ اے رب کہیم میں ان دو دونوں کو کسے کرا دوں

(رسد الاقطاب ص ۲۲۰)

شیخ کریم الدینی کی اس طرح ملاوچہ افکار اور غلط فہمی کے نتیجے میں الدین شیخ عبد الباقی دوسرے حضرات اور بے یقینی ان کے ساتھ قیام کی حالت یہاں سے باہر نہیں انہوں نے کتب و بات قدرتی کو بھی کیا۔ وہ ایک عظیم المرتبت بزرگ نہیں اور ان کا ذکر

میں شہر قیامت میں داخل ہوں اور مساجد ابدی کی خواہندہ حضرت مجلس صلوات کا اقبال برائے مساجد است
ایں دولت است، ہر کار است مہربان کیا دہاں مجمع ہمارے تقال و حضور ایشاں در
مجلس صلوات بہت طبع این دولت است کہ از کبر محاسن صلوات و چاہے ہر حال
پہلے چاہے مصلحتے را از وقتی روی بناید و شرفی درست دہد۔ وضع کلمۃ ایشاں ابو الوقت
نیز اندازد و صفت وقت خود اقامت شریعت کردہ اند و نماز باوقات گذاردہ اند
و بحور و بحر است ترک نکردہ اند کہ ہمچو یافتہ اند از دولت اقامت شریعت یافتہ
اند و ہر دولت کہ در دست ہمارا از دولت اقامت شریعت یافتہ اند و ہر دولت کہ
داشتہ اند از دولت اقامت شریعت و استہمد و چندان بنا پر اختیار کرد از وقت بیغیر
قسم است رہے کہ از شہر سلطان مراد را کی دخل پور و بیعتی جہد بیان را این واقعہ

توجہ نہ دیتے تھے۔ اس کا یہاں بھی یہی حال تھا۔

کہ سماع کے وقت گرامر فرائض کو زون و رشتوں والی الٹر حاصل ہو تو یہ عقیدت ہے اور یہی سعادستِ ابدی ہے۔ مٹائیں غلط سماع میرا اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ سعادت کی اس دولت کو حاصل کریں اور جیسے نعمت حاصل ہو جائے وہ قابلِ مبارکباد ہے۔ خدا تعالیٰ کے یہ دوست اس مجلس میں صرف اس غرض سے حاضر ہوئے ہیں تاکہ ان کی یہی تساہل ہوئی ہے کہ وہ مجلسِ سماع کی برکت سے مزین و مشوق سے مالا مال ہوں جن کے بغیر وہ بے چارے مجلس میں اور اس کے ساتھ ہی اللہ الوقت صوفی ہوئے ہیں یعنی ایسے صوفی جو صرف وقتِ عبادات پر تکیہ کر لیتے ہیں وہ زمانہ وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور رحمہ کی نائز میں بھی پابندی کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے شریعت کو قائم کر لیا ان کا وہ صرف شرعی تقاضوں کو لو پر آ کر دیتا ہے جس انسان کو انسان نہیں ہو جاتا چاہے کہ وہ ان باتوں کو بھی قبول جائے اور شریعتاں اس پر

قدوسی نے آپ کے خلفاء میں سے بشمول آپ کے بیٹوں کے ۳۲ کو بھی بخشی کھیل دیا۔ حضرت شیخ نے اپنے تمام جہازوں کی اعلیٰ ترین تربیت اس اہل خانہ سے فرما کر ان کو

تعلیم کا شرم و عار کیا آپ کے خلفاء میں مولانا درخشید احمد کو بھی اور مولانا تانا توڑی میں شیخیت میں شامل بھی، وہ ۱۰۰ کی جگہ آزادی کے بعد آپ کو منظرِ شریف سے لے گئے آپ صاحب تصانیف بھی تھے اور آپ کی تصانیف میں خدا کے روضہ احیاء و انقواء اور حقد و استحقاق قابل ذکر ہیں۔

*** آپ صاحبی امداد و مدد کے عظیم المرتبت خلیفہ ہیں آپ نے گنگوہر شریف میں علم و عرفان کی وہ شمع روشن کی جس سے بینکڑوں کی تشنگانِ معرفت و علم نے میرانی ماحول کی۔ آپ کے خلفاء میں سے شیخ احمد مولانا محمد حسن عظیمی جامع شریفیت و ولایت بہت یعنی ملکی جنہوں نے اتنا شرفِ ولایت کے لئے بڑی قربانیاں دیں، مولانا رشید احمد کا انتقال ۱۳۰۶ھ میں گنگوہر شریف میں ہوا۔

*** آپ ۱۳۱۲ھ میں نانوت میں پیدا ہوئے حضرت امداد اللہ کے فیض سے

آپ مولانا ربانی میں سے بنائیت ہی زاب و دلا و پرور گئے دارالعلوم دہلی ہند کی بنیاد پر آپ نے اس ادا سے کی سرپرستی فرمائی۔ مولانا میں آپ کی زیادہ عظمت ان مسائل میں اور مباحثوں کی وجہ سے ہوئی جو آپ نے ان کے ماحولوں اور درجہ ہائوں سے لے کر آپ کے شہداء و شاگردوں تک آپ نے شرکت فرمائی۔ میں شہداء ہالہ فیضیہ میں سید خدایت شاہی کا بھی ساتھ میں آپ نے شرکت فرمائی۔ مولانا شکیبہ و شرک اور اشیائے قریبہ پر بھی مباحثوں کا کردار تقریر فرمائی کہ شریعت اور کافرین کے ہوش کو کم ہو گئے۔ آپ کی تصانیف میں کتبہ، تقریر و لہجہ پر آپ کا بیجا و جلال اسلام و دلیل حکم و ہدایت شفیقہ، تصدیق الخلافہ، مطالعاتِ فاسمیہ اور تمام اعلیٰ مسائل میں ہیں۔ آپ نے پچاس سال کی عمر میں ۳۰ کا دی الا اول، ۱۲۹۲ھ کو دلیہ میں فوت کیا

شیخ زکریا الدین، شیخ احمد اور شیخ علی بھی شامل تھے۔ شیخ حمید حضرت کے جہاد اول تھے۔ آپ کے خلفاء میں شیخ جمال الدین خفایہ سری میں کے خلفاء میں سے آئے ہیں کہ صاحبی امداد و مدد پرور ہیں، مولانا درخشید احمد کو بھی اور مولانا محمد عظیم تانا توڑی بھی شیخیت میں احمد کو بھی جنہوں نے دین اسلام کے علم کو باندھ لیا۔ انجیل الٰہی

ان کے پیروں سے نمایاں تھے تصوف میں مبتدا و ترہکتے تھے اور سلوک میں اپنے عقائد کے نقیض و زمر پر چلتے تھے صاحب ذوقی وصال تھے یہی نے دلی میں حرم خانی کی بنیاد کے زمانے میں ان سے ملاقات کی تھی۔ آپ کے پیروں سے بیٹے شیخ احمد تصوف و عرفان اور علم و فضل کے پندرہ تھے پر فائز تھے۔ آپ نمازی حضرت شیخ کی امامت فرماتے اور ماہ رمضان میں نمازِ پنجگاہ آپ کی پڑھاتے آپ صاحب تصانیف بھی تھے برادرِ ملت مولانا اور در سال فی اشیا و در مذاکرہ اور آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ آپ نے اپنے صاحبزادے شیخ محمد علی کو وراثت اور دے دی گئی پر تہذیب کی اداسیوں نے ہمارا کہہ کر دہرایں صدر الصدور کے مہدے پر نازت اختیار کر لی۔ آپ نے ۱۲۹۹ھ میں وفات پائی۔ آپ کے چوتھے صاحبزادے شیخ علی تھے آپ بھی اپنے بھائی کی طرح علم و فضل اور جرأتِ کبریٰ باطن سے آراستہ تھے آپ بھی اپنے والد کی طرح صدر و مدد و ملازمت پر تھے کہ پتہ تھے۔

* شیخ جمال الدین خفایہ سری کا ذکر اسی کے بعد کے صفحہ میں تفصیلاً کیا گیا ہے۔

*** صاحبی امداد و مدد پرور کی ۱۲۳۳ھ میں ضلع سہارنپور کے مشہور تھے

نانوت میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سلسلہ بہشتیہ میں بیعت کی بعد میرانی سے تعلق رکھا اور دلی سے فیوضِ باطنی حاصل کیا اور ان کے علم پر فائز ہوا۔ کائنات میں ان کا اثر و

فوق پر سما شو و شروع بوقت خود ثانی ہوا شہادت (۱۵۲) حضرت کی اولاد کے سلسلوں میں نہ نہ کرہ نگاروں کے اس اختلاف کے سامنے آپ کے صاحبزادے شیخ محمد علی الدین کی تصنیف مہلکات قدوسی قطعی حیثیت رکھتی ہے جو حضرت شیخ مہر القادر سنگوی کے حالات زندگی کے بارے میں سب سے متعجب کی سب سے اور آپ نے اس کی کتاب کی تصدیق خود والد محترم کی اجازت سے شروع کی تھی یہ میں نے یہ تحریر اور ملاحظہ حضرت قطعی کی اجازت سے جمادی الاول ۱۴۲۲ھ میں لکھنی شروع کی اور حضرت شیخ کی وفات کے بعد شہر حاکم ۱۴۲۲ھ میں مکمل ہوئی۔ آپ نے اپنی اس کتاب میں اپنے صرف چار اچھے محول شیخ حمید الدین شیخ احمد و شیخ مکی الدین اور شیخ محمد علی کا ذکر کیا ہے (۱۵۱) اور میری نگار نے نزدیک قابل اعتقاد ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر گنگوہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپ کی تصنیف کے سلسلہ میں آپ کے ہاں جو نوز شیعہ کر کے الدین کا تقویٰ ملے بیان سلطان قزوینی نے جوہی ملتا ہے یہاں معلوم ملے و فیض الہی چند راہ مستند را بود کہ در بر علی حدیثا غریبہ کر دند و در حدیثا غریبہ کیا کر دند (۱۶) لیکن معلوم نہی اور فیضان الہی سے آپ کو استعداد حاصل تھا کہ ہر علم کے پارسہ میں و فوہجہ شیعہ فرماتے تھے۔

(د) نصائب

آپس کی جن تصانیف کا ذکر اور عجز الحق مقدمہ نے کیا ہے ان میں :-
 ۱۔ بحران انقلابی بحران طوفان پر ایک رسالہ ہے جسے آپ نے زامنا مطالعہ لیبلی میں
 کھانا کھلا۔

۲۔ شرح خواص - بخلاف چرآپ سے عمر لی نہیں نہایت بلند یا یہ شرح محمد مرزا نے

علم و فضل اور زہد و ورع سے آراستہ کیا آپ کو اپنے پیڑوں کے علم و ورع کا کتنا خیال رہتا تھا اس کا اندازہ آپ کے اس مکتوب سے بخوبی لگا ہوا جاسکتا ہے ہر ایک نے اپنے بڑے ہا بہت بزرگ شیخ حمید کو تحریر فرمایا۔^{۱۳۰} اے بیٹے خالی ہاتھ نہ آئے سمجھو اور غم حاصل کرنے میں دن رات ایکے کرو اور علم حاصل کرنے کا چاق و تیز بنو۔ اس لئے اس کے حصہ دار کی پوری کوشش کرو تم ہمیشہ پائیز گئی، دوسری کی ادائیگی سنت و نوافل میں اسی طرح مشغول و مشغوع لا مشغول و مشغول کی یہی رسالت تھی اصلی اندامیو مسلم نے تعلیم دی ہے کہ جو ترکہ تمہارا ہے اس میں سے کہیں دو دلوں جھیلو کی سعادت حاصل ہو گی اور اگر اس بات کو بھی یاد رکھو کہ قیامت کے دن تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے کتنا غم حاصل کیا بلکہ سوال یہ ہو گا کہ تمہارا عمل کتنا ہے اور غم کا مستند و مضامین اور اللہ تبارک تعالیٰ کی محبت ہے۔^(۱۳۱) حضرت کا شیخ

کے چھ ربیڑیوں کے علاوہ فتنہ کار بیان کا اثر نیکو نہ کر سکا۔ اولوں کے کیا ہے۔ اور آپ کی ولاد کے ذکر میں صرف اپنی چوڑوں کے نام ملتے ہیں لیکن خاندانِ قادریہ کے شخسہ ہے یہ آپ کے درجہ صابزہ اولوں کے نام ملتے ہیں شیخ حمید الدین، شیخ احمد شیخ رکن الدین، شیخ محمد علی، شیخ عبد السلام، شیخ محمد عیسیٰ، قطب الدین، ابو سعید، محی الدین اور رفیع الدین۔ اسی طرح ایک اور تذکرہ نگار ہاجم کشی نے آپ کے بیٹوں کے ناموں کا ذکر تو نہیں کیا لیکن ان کی تعداد سات بتائی ہوئے لکھا ہے: شیخ، راجہ، پسر، پور، کمر، کب، درساں، دقان، بے مثل پور۔^(۱۳۲) علاوہ ازاں مفتی غلام سرور، لاہوری نے اپنے تذکرے میں آپ کے ایک ایسے صاحبزادے کا بھی ذکر کیا ہے جن کا نام خاندانِ قادریہ کے سرتاج شجرے میں بھی نہیں ہے یہ شیخ عبد الکبیر عرف مالاپیر اڑخلفاٹے اور قمر زمانہ سعادت پور شیخ عبد القادر گلگوہی استمداد شریعت و سنت اور قمر زمانہ سعادت و ویدو

فصاحت و فصاحت اور انشا پر اداری کا شاہکار ہے بلکہ ان میں تصوف کے دلیق پہلو
علمی مسائل کی توضیحات، عقائد اور احوال کی تشریحی تفسیر اور رشید پر اسیت کے اہم
ابواب پر احوال سے جہاں ایک طرف حضرت عبدالقدوسؒ کو بھی کی مدیریت اور
روحانی انکار و خیالات کی روشنی چمکتی ہے جو احوال و حقیقت کی اس پر ظاہر ہے جو بہت
کا انداز بھی ہو کہ ہے جو آپ نے مسلمہ پیشہ کے فروغ کے لئے کی۔

وفات:

حضرت شیخ عبدالقدوسؒ کو بھی نے وفات سے تقریباً تین برس قبل فوت
ہوا کر کہی تھی یہاں تک کہ کسی سے گفتگو بھی نہ فرماتے تھے اور پیشہ بے خودی میں
رہتے تھے اس کے علاوہ عمر کے اس آخری حصہ میں آپ پر مصطفیٰ بے حد نفاذ تھا
بس کا کہ آپ نے خود بھی فرمایا ہے: ”وآخرتہ بوزن کربواہی عریضہ ساقطہ
صاغرہ و شوالا باذین حقیرہ اذ ذشتس مکتوبہ صغرہ و دراندہ کرشمہ و شراب
گشتہ است پر نویسد و چشم نہ نشہ نہ شدہ است مع ذلک اس کے کا فلز و دروات
بیاد ان فقیہ اہل کائنات اور بزرگوار پڑا تھفت۔“ (۱۹)

تقریباً۔۔۔ رادر تم نے پہلے خطافہ جو اس نے کہنے کا جو لکھا ہے تو نہیں معلوم
ہو کہ یہی گفتے سے صغرہ و بوزن کربواہی اور ضعیفی کے ساتھ ساتھ گھیب بھی ہدائی
سے محروم ہوئی ہو کہ یہی ہاں ال کا فلز اور دروات نے کہ کوئی نہ جانتے تو لکھو اور یہ
جو احوال ظاہر ہے کہ اس میں اثر آکھفت ہے۔

آپ کے صاحبزادہ شیخ کن الدین کا بیان ہے کہ حضرت صاحب نام اندہ ہفتے
تاسم سال صرف ہاتھ دل و روزہ نہیں کہتے تھے وفات سے ایک سال قبل کا ذکر
ہے کہ آپ نے پائٹا لیس دکان سے طلب کیا کچھ نہیں لکھا یا اور حبیب ایک سال ان کے

ہوئے اسرار و نکات کو کھلا ہے۔

۳۔ رشید نامہ۔ علم تصوف پر آپ نے یہ رسالہ لکھا اور اپنے اکثر خطافہ کو اس کی
بات نامہ بقاعدہ پر مبنی۔

۴۔ فوالمکملہ۔ آپ کو فائز و منت نگران کریم سے غیر معمولی شغف تھا آپ نے شیخ
سلیمان مندوی سے جو فنی جو فنی لکھا نہ صرف قرآن کریم کی روشنی کا اداس
کے چند فنی جو فنی پر یہ رسالہ لکھا۔

۵۔ رسالہ قدوسی۔ آپ نے اپنے فنی جو فنی کے استاد شیخ مندوی کی تعلیم تصوف
کے لئے یہ رسالہ لکھا اور ان کی انہیں بات نامہ پر مبنی۔

۶۔ اور اور شیخ عبدالقدوس۔ یہ حضرت کے معمولات کے احوال اور وظائف کا مجموعہ
ہے جس میں آپ کے روزمرہ کے وظائف اور دعاؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے
علاوہ شیخ نے صاحب کی شرح و تفسیر صغائرہ کا اضافہ اور دیگر رسالے بھی
تصنیف فرمائے اور وظائف مندوی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فائز
میں ایک مجاہد کا نام بھی ترتیب دیا تھا۔ لیکن سربراہیہ تصوف میں
حضرت کے ان مکاتیب کو خاص اہمیت حاصل ہے جو آپ نے اس وقت
اپنے غلام اور مریدین کو تحریر فرمائے۔ یہ مکاتیب نہ صرف فائز آباد میں

• شیخ سلیمان مندوی جو یہ قرآن میں اپنے زملا نے میں جتنی تھے آپ کے والد کا
نام فغان مندوی و بولی ہے۔ آپ زیادہ تر وقت طلبہ کی تعلیم پر توجہ کرتے اور
ارشاد و تلقین اور اشغال دعاؤں میں بھی آپ مبتدیانہ کے مکاتیب تھے قرأت کی تعلیم شیخ
عبدالقدوسؒ کو بھی نے آپ ہی سے حاصل کی شیخ سلیمان نے ۱۲۴۲ھ کو وفات پائی
آپ کا دراز خواجہ طلب الدین بخاریا کا کہنے کے عقبہ میں ہے۔

کرمنگل کے روز ۲۲ جمادی الآخر ۱۲۴۲ھ کو پاشت کے وقت پورا سی سال کی عمر میں آپ واصل ملیں اور نہ ہوئے۔ (۲۱۸)

نگوہی نے ایک مدرسہ آپ کی خانقاہ میں بڑھتیں اور بیحد سے کئے آپ دھرے لنگویہ قورود میں رکھی جہاں دوستی، خانقاہ کے درویشوں کے لئے لکڑیاں لائے۔ یہیں پر آپ نے پختہ خیراٹ اور عالم وطن بہائی کی توجہ حاصل کی۔ اسی طرح آپ نے شیخ عبدالحق درویش سے بنا واسطہ فیض روحانی حاصل کیا۔

پیشینہ

صاحبزادے شیخ احمد نے مغربیہ کی تراز کے بعد آپ سے کھانے کے لئے بہت اصرار کیا تو آپ نے طرہ پا کر نہ کھانے سے بہاری قوت تقاہر میں کوئی فرق نہیں آتا۔ حضرت شیخ صائم الدہریہ اور مجھے پالیس سال کی مدت میں یا نہیں کہ آپ نے دن میں کھانا کھا یا جو تمام سال میں نہیں رہتے۔ روز اور تین روز عید الاضحی کے یعنی صرف پانچ دن روزہ نہیں رکھتے تھے اور کبھی بھی کھانے کے وقت سراسر معرفت، حیات فرماتے تھے جب آپ سے کھانے کے لئے عرض کیا جاتا تو آپ فرماتے ہمارے قوت اور طاقت کھانے پر منحصر نہیں ہم اس کے متعلق مطلقاً اندیشہ نہ کر رہے کھانا اور کھانا ہمارے لئے برابر ہے۔ (۲۱۹)

شیخ عبد القدوس لنگویہ نے ایک طویل عمر پائی اور انسا لوں کی رشد و ہدایت فرماتے ہوئے آپ نے ۲۲ جمادی الآخر ۱۲۴۲ھ کو پورا سی سال کی عمر میں وفات پائی اور بہند و ستان کے ضلع مبارز پور کے قصبہ لنگویہ میں آپ کا سر اربعہ انوار آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کے مرض الموت اور وفات کی کیفیت بیان کرتے ہوئے آپ کے صاحبزادے شیخ کریم الدین فرماتے ہیں: ”ہماری ملازمت ۱۲۴۲ھ کو روز شنبہ کے دن کنہیں دنوں مردم الحاکم حضرت شیخ عبدالحق قادری کا مرض مبارک تھا آپ سخت بیمار تھے یہی پہلا ہو گئے اور چار دن تک اسی حالت میں رہے، پانچویں دن یثربی بروز جمعہ کچھ افاقہ ہوا اور آپ نے نہ زچہ ادا فرمائی تا کہ جمعہ کے بعد آپ کو صبح بٹارے اگھیرا اور سر پر چادر لگا کر آپ کو بخارا لایا گیا کہ

* شیخ احمد درویشی شیخ جمال پانی جی کے سر پر اور وہ صاحب تصوف و دیقہ شیخ صاحب ذوق و شوق اور خرافاتی و کرامات تھے آپ کا سلسل نسب حضرت عمر فاروق سے ملتا ہے آپ نے ۵۷ جمادی الثانی ۱۲۷۷ھ کو وفات پائی۔ شیخ عبد القدوس

ہوتے تھے۔ (۲۲۲) ”شیخ جلال الدین تھانوی عسکری کو عبد الکریم کے علماء و موصوفہ میں
مقام تھا۔ خود کہہ رکھی آپ کے بے حد تعلیم و توفیق کرتا تھا کہیں آپ نے گوشہ
لو کر چھوڑ کر کبھی دربار سے وابستگی پسند نہیں کیا جو آپ اکبر اپنے جھان کرنا عموماً لکھنؤ
کے خلاف کارروائی کرنے جا رہا تھا تو راستے میں اس نے آپ کی نہایت کی و آپ
نے اسے توجہ کی اور بہت پر نصیحت فرمائی۔ ”شیخ جلال الدین تھانوی عسکری بڑے
لطیف کے بزرگ تھے آپ کو علم تھا، ہری اور باطنی میں کامل اور عہدِ برائے کے علمائے
کبار میں سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے جو آپ سے ملاقات کی تو اس دور میں آپ
مسٹر احمد علی دھانسی میں یہ رہا کرتے تھے۔

آقا بے دروزوں آگیندہ تاختہ

بوسہ ہر گئے ہر گئے کہہ حقان انداختہ

جدید نوراحست، امرا ملک طاعے مختلف

اختلاف نے دریاں میں ویاں انداختہ (۲۲۳)

ترجمہ۔ (خدا ایک آفتی ہے جو ہر اول و اول شیشوں میں چمک رہا ہے
جو کئی رنگ دکھائی دیتے ہیں مگر محو ہوا ایک ہی نور ہے اور اسی بات سے لوگوں میں
اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔)

حضرت شیخ کی ایک نگاہ ظاہر بان حق کو حق تک پہنچانے کے لئے کافی تھی لیکن
ہر ایک میں اتنی استعداد و شہادتوں کو دھا سے ہر شستہ کر کے اسی طرح کا ایک
واقعہ آپ سے بھی متعلق ہے۔ ”آپ کا ایک سرور ایک عورت آپ کی مذمت
میں تھا لیکن وہ دعویٰ محسوس کر رہا تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ پہلے یہ صوفیہ
ہو کر نہ تھے کہ جس پر نظر ڈالتے وہ لایت کے درجے کو پہنچ جاتا نہ موصوہ آج بچہ تھے
کس کو حاصل ہے۔ آپ کو اس کے حالات سے آگاہی ہوئی آپ نے فرمایا ”جی
ایسے مردان حق دنیا میں ہیں کہ ایک نگاہ میں ظاہر بان حق کو حق تک پہنچ دیتے ہیں

۴۔ شیخ جلال الدین تھانوی عسکری

دوبیہ صدی ہجری میں سلسلہ چشتیہ کے علمبرداروں نے اپنی صداقت اور
حالات کے مطابق دین سادہ کی خدمت کی کیونکہ یہی وہ زمانہ تھا جب سلسلہ چشتیہ
نے مرکزی نظریہ کے بگاڑنے، فساد کی طور پر لکھا گیا اور مختلف ممالک میں اصلاحی تحریک
شروع کی ان ہستیوں میں شیخ بابا کے ساتھ ساتھ جو نام ملتے ہیں ان میں ایک گرام
”نذر فقیرت شیخ جلال الدین تھانوی لکھنؤ ہے آپ شیخ عبد القادر کے خلیفہ تھے۔
علامہ فروری و باطنی کے جامع تھے علوم و تدبیر کی اشاعت اور مصارف لائقہ کی پھیلا
میں فیہ مسموعی شغف رکھتے تھے۔ آخر یہ علوم و تدبیر سے امر و نفی فرمایا اور حکومت سے
کنا رہ کشی اختیار کر دی اور پھر رکان سون کا آئینہ خیال تھا کہ وہی ضعیف ہے انتہا
اور ”خیر بنوری کی حالت میں ہے۔ زیادہ تر وقت تلاوت قرآن پڑھنا اور اٹھنے فرائض
درود و دعا میں گزارتے تھے لیکن اذان سنتے ہی پتھر کسی سب سے کہ نور اٹھ
کھڑے ہوتے خود مدح و ثناء دے دیتا رہتے فاسخ کو کر دینا رہا یہ طے ہوتا ہے۔
علامہ اقبال و بدیع زلی صاحب نقیب اقبال ”شیخ نے آپ سے دور تربیت ملاقات کا ذکر
کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”میں فقیر تھے مگر دوسرے تہذیب سے شرف ملاقات حاصل کیا
تھا۔ ”یہ نہ تو کسی وقت بیکر وہ ۵۹۶ھ میں آخر تھا بہ سحرنا اہم اور سحرنا کے
لئے تھا بہ سحرنا کے شریف نے تھے اور سحرنا بہ ۵۹۱ھ میں صمدی تھا۔ تھانوی سے
ساتھ بیکر وہ بیٹھا۔ ”نذر بنوری“ شیخ بابا کے حلقہ میں جا رہا تھا۔ تھانوی سے
گزرے ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اٹھائے میں نے بن کو دیکھا سر پایا اور موصوہ

کے سر پر یہی رازی حکم کو فروغ و اصول میں آپ کے مصطفیٰ کو یہ پوچھنا حلال تھا اکثر سنی
مفسر اور پرستشگر کتب کا غلط فہمی کہتے ہیں اور تعبدی عقائد لگاٹی ہیں مگر زور دہ یہ ہیں کہ سنی عقدا
اور شریعہ نہ یہیں گزرتی تھی۔ نہ اُمتِ چوہر کے بعد کھانا کھا یا کرتے تھے ہر روز رات سو
بیں نہ تھا کہ سہ ماہیوں کے ساتھ دو روزہ تو ان میں نہ کیا کرتے تھے نہ نہ صبر سے ناش
ہونے کے بعد روز کی میں مشغول رہا کرتے تھے آپ کی صحت اچھی نہ ہوئی اور غرض اُن کا
فدیں زیادہ کرتی تھی۔ آپ اور عائشہ نہ سماج کے عربوں سے تھے۔^(۲۷)



یہ کہہ کر اس میں پڑنے لگا۔ وہ کسی وقت بے ہوش ہو کر گر پڑا جب بوش آیا تو اس قدر کوشش کر کے بے ہوش ہو گیا کہ اس سے میں حاصل کر سکا تھا آج وہ یہ ہے کہ میں نے کچھ نہیں سنا ہے۔ پہلے سر پر کا انتقال ہو گیا جس پر آپ نے فرمایا کہ وہی سر پر علیہ الرحمہ تھا جس کی طاقت نہیں رکھتا جب اس پر بھی یہ لو جھڑکے تو پورے سر پر کا دم نہ مانتا آخر یہاں کے سب کو سردی شیخ تھا تیسری کی شخصیت پر زہم کرنے پر وہ لانا عبدالحی محمدی و بوشی نے ان الفاظ پر آپ کو خراج عقیدہ پیش کیا ہے۔ ”آپ شیخ عبد اللہ دوس کے سر پر پوشیدہ تھے اور اپنے وقت کے مشہور عالم، عامل دوسرے سب تنہا سرت شیخ کا ہی تھے ابتدا میں عمر سے زندگی کے آخری دنوں تک اس اطاعت و عبادت و عطا گوئی و کرم و سخاوت اور ذوق و حال میں مصروف رہے تو آپ کو عوامل کی حفاظت اور نظامت و وقت کی رعایت میں زندگی کے آخری وقت تک ثابت قدم رہے“ حضرت شیخ مول الدین حق تیسری صاحب تصنیف بھی تھے تحقیق اراغی ابتدا آپ کی مشہور کتاب ہے جس کا نام ہے ”علی گڑھ پیر پور سنی کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کتاب میں آپ نے جو اہم مسئلہ کی طرف توجہ فرمائی وہ یہ ہے کہ گرسلمان کوئی زمین کی کوہنہ جیت کر دے تو پورے وہ بہت مال کی ہوئی ہے اس لئے وہ اس وقت جسے چاہے وہ زمین دے سکتا ہے آپ کی دوسری تصنیف ارشاد و اطاعتیں ہے اس کتاب میں آپ نے قصوف پر بحث فرمائی ہے۔ عبد جبار گیلانی کے ایک مدرسہ مولوی محمد ثناء الدین حسن ان مولوی شہابی نے فرمائی ہے کہ ان کا نام تکرار کرتے ہیں کہ ان کا اردو ترجمہ اسلا مکہ کبھی نہ لکھا۔ ثناء لاہور نے شائع کیا ہے حضرت عبدال الدین تھا تیسری سے اپنی عقیدت کا علم اس طرح کیا ہے کہ آپ عالم کے کلمات اور درویشانہ مقامات کے مواقع دیکھنے لگوں اور کوشش تحقیق کے مسلم تھے شیخ عبد اللہ دوس ترقی

ہائے رکھا۔ حضرت شیخ سلیم چشتی کا شمار اگر کریا کا برصوفیا میں نہیں ہوتا
تو یہ ان کا بڑا کارنامہ ہے کہ جب ملک وہ زندہ رہے، کبر کو اپنے سامنے
عاطفت میں لے کر دیندار اور اسلامی عزت و ناموس کا نگہبان بنائے رکھا
اور اب یہ الزام کے طور پر کہا جاتا ہے کہ ایک سو فی نے تو اس کو سچ راستے
رکھنے رکھا۔ لیکن علامہ کے ایک گروہ نے اس کو بدظن کر کے ایک غلط
سے پر نگا دیا^۱ منحل شہنشاہ اکبر کو شیخ سلیم سے اتنی عقیدت تھی
، انہوں نے اپنے فرزند ارجمند جہانگیر کی ولادت آپ ہی کے گھر پر
ہوائی اور آپ سے عقیدت ہی کی بنا پر آپ کا نام سلیم رکھا جب جہانگیر
والدہ کو حمل ٹھہرا تو اسے حضرت شیخ سلیم کے مکان میں رکھا گیا۔
بلکہ جہانگیر کی ولادت انہی کی دعا کا نتیجہ تھی۔ اس لئے اکبر نے اپنے
بیٹے کا نام سلیم رکھا اور فتح پور کا شہر ان کی عقیدت میں تعمیر کروایا
اگرچہ جہانگیر کو حضرت شیخ سلیم چشتی سے تفسیق ہونے کا موقع
نہیں ملا۔ کیونکہ آپ کی وفات اس کے بچپن میں ہو چکی تھی۔ لیکن جہانگیر شیخ
کے حجازیادی کی گوری میں ملا۔ اور ان کا دودھ پیا۔ اور جہانگیر اپنی کو
اپنی امانت کو لے کر آگیا۔ جب شیخ ۹۰ھ میں برصغیر متحق واصل ہوئے۔ تو
حضرت کے بڑے صاحبزادے شیخ بزرگ الدین ان کے صاحبزادے نشین ہوئے
اور چند روز کے بعد مکہ میں جا کر وفات پائی، ان کا دوسرا بیٹا
قطب الدین نام رکھتا تھا۔ اور وہ اس سبب سے کہ اس کی والدہ نے
نور الدین محمد جہانگیر کو دودھ پلایا تھا شیخ سلیم نے اپنی
زندگی کا زیادہ تر حصہ مالک اسلام بیروہ میں گزارا تھا۔ اس بناء
میں عسکرت سے زندگی بسر کی۔ لیکن جب اکبر ان کا معتقد ہو، تو ان کے
حالات سدھ گئے، شیخ سلیم چشتی بابا شریعہ گنج شکر کی اولاد

شیخ سلیم چشتی

۳-

حضرت شیخ سلیم چشتی، شیخ فرید الدین گنج شکر پاک چون شریف
کی اولاد میں سے ہیں۔ دہلی پیدا نشی ۸۹۷ھ اور وفات ۹۷۰ھ ہے، اپنی
آپ کی وفات پیر بابا کی وفات سے بارہ برس قبل ہوئی، بعد ازاں در بدالوقت
کے بیان کے مطابق، بابا شریعہ گنج شکر کی اولاد میں سے تھے۔ ۹۷۰ھ
میں پیدا ہوئے۔ عرصہ تک ممالک اسلامی حجاز، روم، بغداد اور شام و خلیف
میں سرگرم سیاحت رہے۔ نہیں مرتبہ حج کیا۔ اور آخر کار آگرہ سے دکن
میں در قصبہ سکری میں ایک پٹاپیر سکونت اختیار کی اور عبادت و ریاضت
میں مشغول ہوئے۔ اکثر ایسا صائم رہتے تھے۔ شہنشاہ اکبر کو حضرت
سے خصوصی لگاؤ تھا اور جب لگے کہ آپ باحیات رہے، اکبر کو نصیحت مخدومی
سے بچنے نہیں دیا اور کل وقت پر ہی طرح اثر تھا جس طرح حضرت خواجہ بختیار کاکی
حضرت بوعلی قلندر اور دیگر صوفیہ کا اثر تھا۔ یہاں تک کہ اس الدین
التمس نے خواجہ بختیار کاکی کا سر مبارک کو کسی بھی فرما نہر دلری کا ثبوت
دیا جیسا کہ ایک سرمد کو ہونا چاہیے۔ وہ ہمیشہ ناز باجا عت میں بکیر گئی
سے شریک ہوتا۔ عصر کی سنتیں بھی قضا نہیں کیں اور اپنی خوبیوں کی وجہ
سے اس کو حضرت خواجہ بختیار کاکی کی مائید خاندان پڑھانے کی سعادت حاصل
ہوئی اسی طرح شیخ سلیم چشتی نے جب تک وہ زندہ رہے۔ اکبر کو
اپنے سامنے عاطفت میں لے کر دیندار اور اسلامی عزت و ناموس کی نگہبان

جس طرح سب سے پہلے کا حق متعلق امر اور اسے منہ انکب وہ ان کی دنیاوی حیا و حلال کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور حبیب بائزر بیٹے پیر بابا کو رشتہ پر تحریک میں شمولیت کی دعوت دی تو اس وقت انہوں نے اس امر کا انکار کیا کہ جہاز کا مہم جو نبیث و نہ جند کر کے کسی بھی قسم کا رد کرنا ہے اور یہ امر اوکا لا رہا ہے۔ وہ۔ ایسے لوگوں کے خلاف غایت سختی کریں کیونکہ یہاں کوئی حدیسی حکومت نہیں کہ اسلامی تعلیمات کو سرکاری حیثیت سے روکنا میں کریں۔ اس طرح شیخ سلیم نے بھی مغل امراء سے قریبی غایت رکھتے ہوئے انہیں دین اسلام سے بے بہرہ نہیں چھوڑ دیا۔ اور تاریخ نگاروں سے کہہ رہی یہ صوفی دنیا سے گندرا ہے۔ اکبر کے ابن ابوقت دربار میں رہا، اکبر ایک نئے دین کے امراء میں نہ صرف مدد دی بلکہ علمائے حق کے خلاف اسے اچھا دیا۔

پیر بابا کے یہ کچھ صوفی پیر بابا کی وفات سے تقریباً بارہوی قبل ۹۷۹ھ کو اس دایرہ فانی سے رحلت ہوئے۔ آپ کی وفات کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

آئے بحالت اعتکاف ۲۹ رمضان ۹۷۹ھ کو اس رشتا سے کو حق کیا۔ اپنے انتقال سے پہلے آپ نے ایک روضہ بنانے کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس کے اندر مدفون ہوئے آپ کی وفات کے بعد اس روضہ کی حاکم وقت نے تعمیر مکمل کی^(۲۰۳۸)

میں سے تھے۔ ۳۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ عرصہ تک ممالک اسلامی جہاز ردیم۔ بعد ازاں درشام و خیف میں سرگرم سیاست رہے۔ پھر سمرقند میں آکر قائم دست اختیار کر لی۔ اشدائے زمانہ میں شیخ نے ریاضت شادنی تھی اور محسرت میں زندگی گزار دی تھی۔ حبیب شہنشاہ اکبر ان کا معتقد ہو گیا تو حالات بدل گئے اور انہوں نے فراغت کی زندگی اختیار کر لی۔ غالباً ان کا یہی تعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو گورال گندا کر انہوں نے کہوں اکبر سے ملا کر کم کی جبکہ علماء اکبر کے خلاف تھے لہذا انہوں نے شیخ سلیم پر طنز کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "بگور ایام جمعیتہ بظاہر احوال الیٹل بنیراہ یافت و عمارت باوہ بنوایا با طاقت و در تمام مشیت مشکوئی گشت۔"^(۲۰۳۹)

ترجمہ:- گوہر ملی دراصل نے شیخ کے مزاج میں جمعیت پیدا کر دی تھی انہوں نے عمارتیں، باغات اور کنوئیں بنوائیں اور وہ اپنی اختیار کر لی تھی شیخ سلیم مستحقین کو ریاضت و عبادت کی تلقین کرنے اور آپ کی محفل میں امیر اور لڑیہ سب موجود ہوتے۔ اکبر کی تخت نشینی کے قبل مسیحو قبائل نے آپ کو بہت پریشانی کیا اور آپ سرزمین شریف تھیں^(۲۰۴۰) لے گئے اور پھر اکبر کے عہد میں واپس ہوئے۔ صاحب انوار صوفیہ لکھتے ہیں کہ "آپ کی مجلس بظاہر امراء و حکام کی محفولوں کے مشابہ ہوئی کسی کو نصیحت فرماتے اور کسی کو تہذیب کرتے تھے۔ جن لوگوں کو آپ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا اور آپ سے محبت و اعتقاد پیدا ہو گیا وہ آپ کے کشف و کرامات اور تصرف ظاہر و باطن کے بارے میں عجیب و غریب واقعات بیان کرتے ہیں^(۲۰۴۱)

پیر بابا کے عاصروں میں شیخ سلیم کی اہمیت اس لئے زیادہ ہے کہ

برایان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک عورت پر آپ ایسے والدہ حضرت خاندانِ نبویہ علیہ السلام کے ہوا کہ سفر پر تھکے اور کمرہ پر چڑھ کر وہ فرائض پڑھ کر گشتہ بارہ قرآن سے اٹھائے ہوئے درونِ شے کو والدہ نے فرمایا کہ تم جو ان ہوا گئے، اگے چلو جس پر آپ نے عرض کی کہ حضرت بچے اپنا کندھا بہکا منہ دھو کر مبارک ہے۔ شاید میری بزدلی کہہ رہی ہو، میں یہاں سے جتنی سوچ رہا ہوں اس کی نیچے نیچے آہستہ آہستہ چلی رہا ہوں وہ لڑکے کو دیکھا تو ہوا نہ سب دستوں پر تھکے پر تھکی فرمایا یہ مسرت سا دیکھتا، وہ اسے ہاندے دے دیتی اسے مسرت پاؤں کو نہا کر کے کندھے پر بٹھے، میں یہاں سے مسرت ٹھہر کر نکلے اور آج گھر گیا۔

حضرت مسرت بابا رحمۃ اللہ علیہ جو یہ سرحد کی ایک اہم روحانی شخصیت حضرت ذوالکفل حضرت احمد علیہ السلام کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ کا سمد سند نسب الیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کا والد بزرگوار سے اجازت کے کمرے سے بیعت فرماتے کے بعد شمال کی جانب کھڑے پانی کاؤل سے پورے برساتی تار سے اوپر اور شمالی پر متعلق ہو گئے چارے سینٹ فیکٹری کو ملاتے ہوئے نالہ میں داخل ہوتے ہی شمال کی جانب نظر پڑا کہ کوئی بیٹے بعد از پانی پڑا چارے کے ٹاپے کی درمیان جانب مشرق کی سمت چارے سینٹ فیکٹری ہے۔ آج کل یہاں نائٹرین کی دیگر کسی نامور دہریہ اور مسرت کی چہرے کا نقشہ کامل سے ہے ۱۱۔

آزادی ہے۔

میرے خیال سے مسرت کا لقب آپ کو یہ نامی میں عرف اور محبوب حقیقی کے عشق میں یہ پوش اور مسلسل مددگار رہتے کی وجہ سے ملا اور مددگار ہالہ اہلیت سے بھی اس کی وضاحت ہوئی ہے۔

حضرت خاندانِ نبویہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مسرت بابا

دہلی ہمدردی بیچری کے ہونی کے کرار میں حضرت سید تارو صاحب کی شہادت بھی پڑی ۱۱۔

آج آپ مسرت بابا کے نام سے مشہور ہیں آپ پندرہ تھوڑے نو سو پندرہ بھیری کو تحصیل نوشہرہ ضلع پٹنا اور کے ایک کاؤل شرورہ میں پیدا ہوئے آپ صاحب چند بد حال پر گر گئے تھے اس لئے مسرت بابا کے نام سے مشہور ہوئے اور آج تک اسی نام پہنچائے جاتے ہیں۔ امیر زور و صاحب آپ کے مسرت بابا صاحب پورے کی وجہ

* ٹورہ کاؤل تحصیل نوشہرہ کے جونی میں ٹورہ واقع ہے۔ راولپنڈی سے سفر کرتے ہوئے جب ایک بلارہ کرے پوچھا تو یہی جانب ایک ٹھکانے میں رہا ہے ٹھکانے کا کور میز و در میز پر کاؤل ہے۔ اس کا مٹل میں دس کو میز اور ستر برساتی تاروں کے تھیلے لٹکے ہوئے ہیں۔ فاسب وہاں کے ہمارے لپٹا دوسرے موزا۔ گوند کے ٹورہ پورہ کی برس جیتی ہے۔ اس علاقہ کی انجمن جس نظام پر ہے وہاں ہائی سکول اور ٹورہ میں بدل سکول ہے۔ ٹورہ کاؤل سے اگر شمال کو دیکھیں تو یہاں کی بند بچوں پر چڑھ چھائی نظر آتی ہے جو اس کاؤل سے، کور پر کے کاؤل پر ہے۔

* حافظ امیر زور و صاحب بہارت کا کھمب کے باشندے ہیں اور ہمدرد

مصفا صاحب رک میں تر دیک پڑھانے ملا۔ پچھلے میں آپ گزشتہ میں برت سے یہ خدمت انجام دے رہے ہیں مگر وہ رفاہیت آپ کے بیان کی جو سید نے یہ نہیں

انکی نظر کی پائپ لائن کے ذریعے پانی لایا گیا ہے۔

مسجد کے دائیں جانب دروازے سے داخل ہوئے کی تپ کا مڑ رہے ہر ایک کے کمرہ میں آگے دو صاحبزادگان ابوری بنید عوربے ہیں جو کھانے سے جنگلی شہید ہوئے۔

آج سے پچاس برس قبل محل حجاز پر گنبد عوربہ نہ تھا اور مسجد بھی گنبد نہیں کرنے کی کوشش کی جاتی تھی مگر ابوری بنید جب لوگوں نے اجتماعی طور پر دعائی گنبد کی تعمیر

* اس کی کوئی شے نہیں کہ عوربہ سرحد میں اسلام کی روشنی پانچویں صدی ہجری کے

شروع ہی پر پہنچی تھی۔ لیکن اکثر ترقی یافتہ ممالک میں جو مسلم عورتوں اور بچوں کی سکونت پذیر تھے یہ عین شہادت پرانے کا اچھا نمونہ تھا کہ وہ ان میں سے بعض شریعت پر عمل کرنے کے ساتھ مل کر دودھ دانی یا بی بیوں میں بوٹ مار بھی کرتے اور اس طرح عام لوگوں کو سکون سے رہنے دیتے۔ عوربہ سلگورام کے ساتھ ان کے سرپرستی کی بھی نہ تھی۔ تعداد بھاری تھی اور وہ تبلیغ و اصلاح کے ساتھ ساتھ اس طرح کے شریعت پر عمل کرنے کے خلاف بھی بہرہ آزمائشی کیونکر کر سکتے تھے اور یہی ان کی ترقی و ترقی و ترقی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسالت نامہ میں مذکور ہے۔ ”وہ لوگ اسلام کا اشارہ ہے۔“ ”تم جیب کوئی ٹرا کا ہوئے دیکھو تو اسے پاتھ سے بیچ کر دو گلاس کی طاقت نہ ہو تو قول سے منع کرو اور اگر ایسا بھی نہ کر سکو تو جو اس کا کمرہ سے پر جاتا اور یہ دل سے برا بناتا کرو ورنہ اپنی ایمان ہے۔“ رجال ابوبہ سعید رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ”سمن رہای متعسر“ اقلین حکم یہی ہے اور صحت لیسہ لیست طبع قبلہ اس نے وحی لیسہ لیست طبع قبلہ یہی ہے اور صحت لیسہ لیست طبع قبلہ یہی ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس مذمت پر ہر مومنین کے ساتھ ایک اور خداوند کا رکھ کر جو خدا صاحب علی جو گنبد نہیں چھوڑیں ہر مذمت پر ہر مومنین کے ساتھ ایک اور خداوند کا رکھ کر جو خدا صاحب علی جو ایک مسجد اور پانی کا کنواں ہے علی مومنین کے لئے کافی رہا تھی مگر انکی اور غریبوں کی گناہ گنہ۔ گنے کا نتیجہ ہے جن کی مذمت کے لئے قانون مذمت کا موجود رہتی ہیں۔ کوئی اس کے علاوہ وہ بین کا مومنین وہ اور پیاوڑی چشمہ سے بھی پڑے

رہے گنبد صومالیہ کا حوزہ ”مردہ“ ہے۔ علی اور مذمت کے ساتھ ہی مولانا سعید الرحمن یون ۱۹۱۴ء کے خدمت ترک کر گئے اور وہ بھی مصطفیٰ علی ایک ہی تھی اور ان کو چھ خداوند حق صاحب کے انصاف کے تحت یہاں حاضر ہوئے اور یہاں کے لوگوں سے اور خیر عزت عزیز رہا اور حیات شد صاحبان سے گفت و شنید کی گئی اس سے ذرا بہت کر رہا گنبد نما سزا دہ ہے جس کے اندر آپ کے علاوہ چار قبور اور ہیں۔ حیات لیسہ صاحب مسجد کے امام آپ کے والد غنی شاد گنبد کی تعمیر میں حصہ لیا تھے جن کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں ہوا عزت اور مذمت کو ۲۰۰۰ ایک نماز میں حاضر ہوئے ہیں کہ تمام وطن پرست نظام ہوتا ہے۔ اگر کوئی باور تین سو سے زائد رہائش رکھتا ہے تو پھر اسے یہاں کی روایت کے مطابق کوئی نہ کوئی عزت مرزا نام دی جاتی ہے ابتدا میں تین سو سے ترقی حضرت یہ بین بندی کا مذمتیں ہوتی ہیں اس سے چارٹ چھوڑی کافی بند کی پروا تھی ہے تقریباً ۱۰۰۰ چار سو

حضرت غائب بابا رحمتہ اللہ علیہ نے مسئلہ ہر دور کے ساتھ ساتھ ہندوستان پر مسند چشتیہ میں بھی بندت کی اور پھر واپس آکر اس علاقے کو فیوضِ دربارت سے مالا مال کیا وہ بھی آؤسے جس کی عمر ۹۵

کوتہ کیا۔

خواجه معین الدین چشتی کا دور صومند اور قاضی علی علاء الدین حسن مست بابا اور دیگر صوفیائے کرام نے فرمائی۔ جس کا ذکر سر سید ابوالحسن ندوی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔
 ”اگرچہ پہلی صدی ہجری میں یہاں اسلام کے جو صمد و مند درستے آئے شروع ہو گئے اور ۹۲۲ ہجری میں یحییٰ بن قاسم نے سندھ سے ملتان تک کے علاقے کو اپنی شیعہ و فاطمی سے تسخیر کیا تھا اور اس پر غنیمتیں مہربانیاں اعلان اسلام کے مرکز و فناء قائم چھوٹے چھوٹے حوزوں کی طرح قائم ہو چکی تھیں لیکن حقیقتاً ہندوستان کی فوج کا سربراہ بننا وہیں سکندراور اسلام سلطان محمود غزنوی ۱۱۹۱ ہجری کے سر پہ اور مستحکم اور مستقل اسلامی سلطنت کے قیام کی سعادت سلطان شہاب الدین محمد غوری ۷۰۲ھ کے ہتھ میں آئی اور آخری طور پر اس کی روحانی تفسیر اور فاطمی اودامیانی فتح حضرت خواجہ بزرگ شیخ الاسلام علی بن الدین چشتی ۷۱۲ھ کے صدر ہو چکی تھی۔“
 غرض خواجہ معین الدین چشتی کے ہندوستان تشریف لانے سے ایک بڑے روحانی اور سماجی انقلاب رونما ہوا آپ ۱۰۱۱ھ کو حج بیتہ (حجیر اس وقت پجوان خانہ ملائک کے مشہور راجپوت راجہ پتھوراکار دارالخلافہ شہنشاہ اوداس کی اہمیت دہلی سے بھی زیادہ تھی) ماہ جولائی آپ کے قیام میں مشکلات پیدا ہوئیں آپ تو ہندوستان کی قسمت پر کلائے گئے تھے لہذا آپ نے کسی طرح کی کوئی پروا نہ کی اور اپنا ساگرتا لہب کے کنارے تشریف فرما ہوئے۔ یہی جگہ آج کل غریب لڑائی کے

• آپ کا راز اگر بھی اس کا لہب کے کنارے واقع ہے۔ اور میں نے اکثر ۱۱۱۱ھ میں دیکھا ہے۔ لہذا قاضی علی بن قاسم نے ہندوستان اور قاضی شہنشاہ دہلی سے فراموشی کے بعد انہیں صومندری کے موقع پر اس علاقہ کا مشاہداتی مسلمان کیا۔

سے زائرین کو یہ بہت ہوئی کہ وہ ہر روز عورتیں چڑھ کر آن کرکھیں گے تو یہ کنہید تہذیب پر سکاو نہ پہنچے وہ بھی دن بھر نصیری کا کم کے رات کو لوگ دہلیوں ہونے لگے نہ گرتے۔ یہ کام ابتدا میں دوست محمد فقیر صاحب کی نگرانی میں ہوا اور پھر اسے کمس حضرت شاد صاحب آف نظام پور نے لے کر لیا۔ اور آج تک اسی حالت میں ہے۔ گندمری وجہ سے تزار کے اطالیہ بیٹھ کر ہر روز عورتوں کو دفتوح آسانی کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ زوجی کا منتظر ہونے لگے وہ جسے گرمیوں میں پہنچے وغیرہ استقلال ہونے سے بھی زعمین کو کافی آسانی حاصل ہیں۔

مست بابا اور مسلم پیر شیعہ۔

آپ کے والد محترم نے چونکہ ہندوستان جا کر مسلم پیر شیعہ میں بحیثیت کی تھی اس لئے آپ کو بھی اس کی عزت و حرمت فرمائی گئی۔ لیکن وہ اقصیہ ہے کہ ہندوستان میں یہ مسلم پیر شیعہ کی اشاعت اور اس کا فروغ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہی کی بدولت ہوا اور یہی صدری ہجری میں اسلامی معاہدات نے جس طرح ایک کا آفا ز ہندوستان میں شہر و گیارہ تھا اس کی تفسیر ہندوستان میں

رہیقہ پیر شیعہ۔ ”وصوفیہ کو اس سے توقع کہیں کی جا سکتی تھی کہ ہر لڑائی کو وہ صرف دل سے رہائی دے۔ لہذا انہوں نے غیر اسلامی اور ملک دشمن تحریکوں کے خلاف عمل کیا کیا و اس میں اپنی ولادہ وال درجہ اولیٰ تک کا نام نہ لیا۔ مست بابا کے دو صاحبزادوں کی شہادت اسی مسلم پیر شیعہ کی طرف سے تھی۔

* نظام پور، الگ پست سے پائی جانے جو یہ کوہ ۱۰۰۰ فٹ سے زیادہ اونچائی کے گاول ہے جس کا ذریعہ سرفٹ فٹ ہیں یہ پہاڑ ہے۔

اس کے نزدیک شرافت کا معیار صرف تقویٰ ہے آپ کی روشنی و ہدایت سے لوگ جو حق و حقوق حلقہ اسلام میں داخل ہو رہے گئے جس سے انہوں نے اپنی انفرادہ اور مشغولی زندگی میں ایک نیا کیفیت و سرچشمہ دیکھا بالکل اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام نے جو یہ سرچشمہ یا اسلام کی روشنی سے لوگوں کے دلوں کو اس طاقت و قدرت کی وجہ سے وہ غیر انسانی و محدود اور مخالف شریعت کا حامل ہیں گئے ہوئے تھے۔ آپ کی روشنی و ہدایت کی بدولت برصغیر سے بہت سی لوگوں کو صحیح اسلامی انداز پر کار بند ہوئے۔

اخلاقی مسست پایا

اخلاقی و عادات میں حضرت مسیح بابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقی و انسانی کام بہترین نمونہ تھے بچپن ہی سے بنیاد پڑھتے اور بڑی عادات و عادات سے متصف بنیے آپ اخلاقی مہرہ کے مجمع اور مظہر تھے آپ کا کوئی عمل غلاف شریعت نہ جوتا تھا نہ اُن میں ادا کر کے کے علاوہ نہ نہ مردہ کے اور داد و پندری سے ادا کر دیتے تھے اپنے والد پر محترم سے ہیست کے بعد رضی اللہ عنہ وادار کے اسباق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”میرے والد کا نام تقصوف اور پیرہی یا فتم بدست ایک جفتہ غلوت را تقیدہ کی کردہ تھا بعد ازاں کہ وہ ایک سید و مہرور و با صفت بے شمار معونہ و توفیقہ کی تلقین دینی یا فتم بدست حضرت پیر محمد محمد قریبی تھوڑی تھوڑی حضرت ابیہ صدارت کر رہی تھیں“ ترجمہ ۱۳۰-۱- حضرت مسیح بابا فرماتے ہیں کہ تقصوف کا جو بھی سہلو

بچے کے نام سے مشہور ہے۔ سید صاحب الدین نے اس کا رشتہ و واقعہ کو ان الفاظ میں منقول فرمایا ہے۔ ”اس زمانہ میں اجمیر اور دہلی کا حکمران چوہان خاندان کا شہزادہ بیچو راجہ پنجندرا تھا۔ اس کے نکاح نے آپ کے قیام میں بڑی سزا جست کی اور جب یہ وہ خوران کے مقابلے میں بیٹے میں اور لایا، ہوئے تو ہندو جوگلوں کو اپنے سحر اور جادو سے خواجہ صاحب کو مغلوب کر کے پرہیز کر لیا۔ ایک مشہور ہندو جوگی چلیا سے حضرت خواجہ کے بڑے عمر کے ہوئے۔ لیکن خواجہ صاحب اپنی روحانی قوت اور کرامات سے اس پر غالب ہوئے ہوئے سنائے ہوئے ہوئے خواجہ صاحب کے ہاتھ اسلام قبول کیا حضرت خواجہ صاحب نے پھر پال کا اسلامی نام عبد اللہ رکھا اور شرافت بھی شہرت فرمائی۔“ (۱۳۰۲)

حضرت خواجہ صاحب نے تبلیغ دین کا کام جاری رکھا ان کی تعلیم کے اثر سے غور و اجہ کے ملازمین متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس کے راجہ نے آپ کو اجمیر سے نکال دیے کی دھمکی دی جس پر آپ نے فرمایا۔ ”پتھو را دانندہ گنہ گہر تو دو اذیم“ اور ایسا ہی ہوا کہ شہلپ اندریں غوری نے ۵۸۵ھ میں حملہ کر کے پنجندرا کو گرفتار کیا اور پھر لاہور میں خراجہ صاحب کی آمد سے قبل ہندوستان کی یہ حالت تھی کہ اس وقت پورا ہندوستان بہت پرستی کا شکار تھا اخلاقی و انسانی تباہ ہو چکی تھیں انسانیت ذات پات میں ہی کوئی تھی اور اللہ کے عام بندوں کے لئے زندگی ایک عذاب تھی۔ آپ نے ایسے کام کیے جن سے انہوں نے انہوں نے نظریہ توحید پیش کیا اور لوگوں کو بتایا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو ذات پات کی نفرت کو ختم کر کے انسانیت کو مسالمت اور بھائی چارے کا سبق سکھاتا ہے اللہ

مسلطین میں جواب دہ۔

مسست بابا کی تعلیمات مظاہرہ اور ادا لفظی کے اثر سے اس صاحب شرس کا جو غرور کہلب و مسند کے سلطان زندگیاں بسر کرنے کی بھرپور کوشش میں مصروف تھا۔

مسست بابا اور حکومت وقت۔

حضرت مسست بابا ۱۱۵۵ھ میں اس دنیا میں تشریف لائے تھے اس سے قبل ۱۱۵۹ھ میں سلطنت مغلیہ کے امانی ظہیر الدین بابر تخت پر جلوہ افروز ہو چکے تھے اور ٹھیکہ ۱۱۵۵ھ میں بابر نے اس خطے کو اسام سے بہتر تعلقات استوار کرنے کی غرض سے علاقہ سوات کے ایک ملک شاہ منصور کی بیٹی سے شادی کر لئے کہ ذکر غرور ترک باہری میں کہا ہے ^(۱) اس سے بہ بات بالکل غلط ہے جو دعویٰ ہے کہ مغر و تکران جند وستان تک پہنچ حاصل کرنے کے لئے صوبہ سرحد کو رابطہ کے طور پر استعمال کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ مسست بابا جیسی عظیم روحانی شخصیت سے بابر نے رابطہ قائم نہ کیا ہو لیکن معلوم ہے ہوتا ہے کہ مسست بابا نے ان سے تعاون کرنے کے بعد عوام الناس کی برومانی امداد کی طرح توجہ دی رہی ہے اس دور کے مورخین اور مصلیٰ مرزا خاں کی لڑائیوں میں ان کا ذکر بھی ملتا مسست بابا کی رہائش سے بھی بہ بات واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے

* ترک باری میں بابر نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ اس موقع پر ملی نے شاہ منصور کو یہ صوفی علما تک کی حکومت تعیناد میں تھی۔ بابر کی بیٹی شکیون بیگم نے بایران نامہ میں اپنی اس سوتیلی ماں کا ذکر آخانی آقاچق کے نام سے کیا ہے۔

مجھے والد صاحب عتابیت فرماتے تھے، ایک ہفتہ تنہائی میں رہ کر ذکر و فکر میں انتہائی کوشش کرتا اور بے حساب پاداشت کرتا اور اللہ کے کرم سے جو کیفیت پیدا ہوتی اسے جب والد محترم سے بیان کرتا تو وہ خوب شاہی دیتے۔

حضرت مسست بابا کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کی مسادت دنیا داری سے لگ رہے تھے لیکن اللہ کو یہ پسند تھا کہ وہ آپ سے لوگوں کی اصلاح کا کام لیں اور وہ بھی چرامٹے کی خشک اور سنگلاخ پہاڑیوں میں۔

جس طرح آپ کے معمولات وادات سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منظر تھے، اسی طرح آپ کا اخلاقی بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور پیروی کا آئینہ تھا اور آپ کی یہ اتباع سنت نبوی لوگوں کی ہر اہمیت کا سبب بنی آپ کے معتقدین اور اتقان مذہب کی شیر قندار دینی کوئی بھی ایسا نہ تھا جو آپ کے حسن اخلاق اور اتباع سنت کے نقش قدم پر نہ چلتا ہو۔ اس طرح لوگ علانہ میں تقویٰ کی نصائح اور خاص و عام آپ کے فیض سے مستفیض ہوتے ہوئے حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی میں مصروف تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ممالک شریعہ میں امن و سکون تھا ہر ایک دوسرے کے حقوق کا نگہبان اور منصور ہر مصلحت علیہ آلام و سلم کے اس فرمان کی منہ پوری تصدیق دیتے تھے۔

حکامہ راجع و حکامہ مسئول عن مہجنتہ (۳۹۰)

توضیح: تمہیں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے

* عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: علی اہل سراج و کلکچہ مسئول عن رعیتہ و الا حدید سراج و لاسرجل سراج علی اہل بیتہ و لاسراجہ سراج علی بیتہ و لاسراجہ و لاسراجہ سراج علی بیتہ۔ (بخاری) مسئول عن رعیتہ۔

ظہیم کے مستحق ٹھہر سکتے ہیں۔

مستحق بابا کی اس سلسلے میں اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے علمی طور پر تو یہ اعتقاد کیا کہ صبیح کی نماز کے بعد تشرکات کریم کا ذکر دیتے اور یہ طریقہ آج بھی نہ صرف صوبہ سرحد بلکہ لوہور سے پاکستان میں اکثر گورنمنٹ کالج ہے کہ صبیح کی نماز کے بعد امام احمد رتبہ تقییر قرآن کا ذکر دیتے ہیں یہی فرق ہے کہ مستحق بابا کے دور میں لاڈل پیدائش نہیں تھا لہذا آپ اور آپ کے سربراہین بھگت پھر بھگت چھوٹی چھوٹی مسجدوں میں ہیں اس کا نتیجہ کرتے اور اس میں بھی معاشرتی مسائل پر زیادہ توجہ دیتے۔ یعنی حقوق انصاف اس لئے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ معاشرتی فساد کی بڑا انسانی حقوق کو نظر انداز کرنا ہے اگر انداز ہوئے چرخی تو ممکن ہے اندیشہ خدائی محاف فرما دیں لیکن اگر کسی کا حق مانا ہے یا کسی کو مدد پر پہنچایا ہے تو اس کی خدائی اللہ کی طرف سے ہو کر نہ ہوگی۔

تجلی فی طریقہ کا راسخ کا یہ تھا کہ بلند و بزرگ کو اس قسم کی تعلیم دیتے ہوئے یہ بتانے کا سلام دیا دیں ہے جس میں تمام انسان برابر ہیں کسی کو مدد سرے پر نہیں دینا، حضرت یہ دلچسپی اور غور کرنے کی وجہ سے تو بڑے بڑی حاصل ہے اور نہ پیر الٹی نفس پرکاشان

* حضرت مست بابا کا یہ عقیدہ آج بھی برکتی

وجہیت کا حامل ہے بلکہ میری خیال میں اگر تاریخ ہمارے حوالہ کر دے اس کی طرف تو جس قدر دلچسپی اور شجاعت ہے وہ بڑا بڑی اور صفہ شجاعت میں نہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ ہم پر یہ نہیں کہ عبادت الہی کی اہمیت نہیں لیکن اگر اللہ کے بندوں کے دل دھکتے رہیں تو انسانی خوش نہیں ہو گا اس لئے اللہ کے لئے عزت کا مقصد بخش اور برائی سے بچنا ہے یہ نہ فرما دے

”ان الصلوات اتقوا انہی من القحشا ووالنفس“

(القرآن ۹: ۴۵)

سہارست میں ملوث ہونے سے بچنے کے لئے عام راہ سے کافی دور ہرے کر دیا سکتا بنایا جہاں با آسانی ہر ایک کے پیچھے جس کی بات نہ تھی۔

دینی مساعی (تعلیمی تہذیبی اور اصلاحی) ۱۷۱

معتبریت مست بابا کو آپ کے والد نے جو بڑی بڑی خلافت عطا کیا آپ نے فالہ سے الگ رہ کر مسلمانوں کی اصلاح اور فلاح کی تبلیغ کا کام شروع کیا۔ آپ جب لوگوں کے علاقوں میں تشریف لائے تو یہاں کے لوگ آپ کے اور گورو جمع ہو گئے آپ نے ان کو بدعت کی برائیوں سے آگاہ فرمایا اور شجاعت پر بھی کہہ دئے جوئے زندگی گزارا اور دینی و دنیا کی سرخروئی حاصل کرنے کے اور کس دیا چوڑی یہاں کے لوگ امتہائی سا دلوں، تبلیغ سے پاک اور مخصوص سے چڑھتے بہذا آپ کی نصیحت اور عمل کی کردار نے ان کو بے حد متاثر کیا آپ کے درویش کا ان کے دلوں پر گہرا اثر مرتب ہوا۔

حقیقت یہی مست بابا ایک عالم کی حیثیت سے کم اور صوفی کی اور وہ بھی - مست مالک اور قائد کی حیثیت سے زیادہ مشہور تھے اور یہی وہ کردار ہے جو عوام کی اصلاح کے لئے زیادہ کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ آپ کے پاس لوگ آنا آج اور مولائی بہرے کے طور پر کہہ کر آتے لیکن جو سب کچھ آپ مستحقین پر تقسیم فرماتے اور خود رکھی سوچی کھا کر زندگی کی رتی کو برقرار رکھتے جوئے عبادت الہی کی بات آپ غریب و جو ان کی آبادیوں میں جا کر ہر گولو کو یہ حدت فرماتے ہوئے انہیں ان کا ان اسلام پر کلا بند رہتے کی تلقین فرماتے اور قیدیوں کے سر داروں کو اس بات کی تلقین کرتے کہ وہ مہربان معروف اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت الہی کے تحت عوام کی اصلاح کی کوشش کریں اس طرح عوام ان کے نزدیک آئیں گے اور انہیں خدا نے جسے دنیاوی سرور دلائی ہے تنہا ہے وہ اس سے بھی کم کرے آخرت میں ملے اور

کالہوا علاقہ انڈیا کے ان بلیک بندہ کے وجود سے اسلامی اخلاہ کا نمونہ بن گیا اور حبیب
عہی شیخ اسلامی اور غیر مسلمی تحریکوں نے اس خطہ کے عوام کے سکولوں کو نشانہ کر کے کسے
کرشنش کی تو یہ بلیک بہستیاں اللہ کی راہ میں سیدھے گھینا لی دیوڑا کی طرح حائل ہو گئیں
اور ایسے موقعوں پر مصوفیائے کرام کی پڑھو صحیبت ہوئی ہیں یعنی عملی ثبوت اس پر
حضرت مسرت بابا پورے اتر سے اور وہ بھی اس شان سے کہ اپنی سب سے عزیز
دولت یعنی وہ مفتیوں کو قرضوں کے روایا اور قرضوں کے کمر کر کے اس آیت کی عملی تصویق پیش
کر دی کہ ”تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ حضرت ترین شے اللہ کی راہ
میں خرچ نہ کرو“ اور غلط فہمی کے لسانی حالات اور اطلاع سے کیا شے زیادہ عزیز ہو سکتی
ہے۔ مسرت بابا اپنی جان تو اندھ کی راہ پر وقت کمری چکے تھے چہرہ در پیوں کی قربانی
دے کر اس امتحان پر پورے اتر سے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو راہ ہدایت سے
نوازنے سے قبل فرمایا ہے اور جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح کیا گیا ہے۔ ”اور جو
لوگ اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیتے ہیں ہمیں مردہ سمجھو بلکہ وہ
تورہ زندہ جاوید ہیں“ مگر تم نہیں سمجھتے، اللہ ہم آزمائش کے ایک چیز چکے
ڈرے، بھوک سے، مال کی کمی سے، جان اور اجناس سے اور صبر کرنے والوں کے
لئے خوشخبری ہے اس لئے کہ جب مال و لوگوں کو کوئی مصیبت پیش آئی ہے تو وہ کہتے
ہیں ہم اللہ کے پیارے اور اس کی طرف رجوع کر رہے ہیں تو وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی
رحمت و سلام ہے اور یہی بابا بیت یافتہ ہیں“ (۱۴۲)۔

مسرت بابا دیکھو فیاض و متعین کی نظر میں

دیکھو فیاض کرام کے تذکرہ رول کے ساتھ ساتھ بہت سی کمزور مضمت
مسرت بابا کا مانتا ہے۔ مفتی سید سلیمان الدین کا خیال ہے کہ شریعتی رجحانوں میں آپ
کا ذکر صرف اس قدر کیا ہے کہ ”غالب بابا کے صاحبزادہ سید نادر صاحب
نے جو عام طور سے مسرت بابا کے نام سے مشہور ہیں وہاں سے ضل و گمراہی فرمایا

کے احوال ہی اس کی بڑائی یا کم تر ہونے کا سبب ہوتے ہیں۔ برہمن اگر احکام الہی
کا کار بند نہیں تو وہ سن لئے قابل احترام نہ ہوگا کہ وہ برہمن کے قائدان میں پیدا ہوا
ہے نورشدر اس لئے نصرت سے نہ دیکھا جائے گا کہ وہ پیراشتی طور پر گناہ کا رعب
بلکہ اللہ کی نعمتوں پر ہوسے کی حیثیت سے سب برابر برائی خلاق کے نزدیک قابل قدر و ہی
ہے جو اس کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اپنی زندگی کسی کے کم کے مطابق بسر کرتا ہے
جیسا کہ دین اسلام کی کتاب نوران کریم میں فرمایا گیا کہ ”اسے لوگوں کے شک و گمان کو ایک
مرد اور ایک عورت رادم کرنا اسے پیرا کیا گیا اور تم پر قبیلے اور گتے اس لئے بنائے
گئے کہ ایک دوسرے کو برائی سکون۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے بہترین وہی ہے
جو اس سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اچھی طرح خبردار ہے (۱۴۲)۔

کے عین مطابق اور درحقیقت یہی اسلام کم روج ہے اس لئے کہ اسلام کا خدا
رب العالمین ہے (۱۴۳) قرآن اھدی متعین ہے اور پیغمبر اسلام رحمتہ اللعالمین
ہے اور یہی ایک نام انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ اس کو دو سرولوں سے الگ نہ
سمجھا جائے اسے معشرے پر وجہ نہ تصور کیا جائے اور وحییت انسان اسے معاشر
میں اس کا صحیح مقام دیا جائے یہی وجہ تھی کہ مسلمانان کو حضرت مسرت بابا کے گروہ
پر دونوں کی طرح۔ بننے ہی تھے بندہ بھی آپ کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور
اس پر غلط فہم ہوا کہ لوگ جن کا ذریعہ معاش لوٹ کھسوٹ ہوتا وہ بھی آپ کے
مہمانوں کے نگہبان بن جاتے وہ اپنا مال تعلیم کے بجائے خرابا اور مساکین پر خرچ
کرتے اور نصرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کھینچ کر لے کر آپ کے
دست بہت رک پڑتا ہے جو سے معاشرے میں امن و سکون کا دودھ دودھ ہوا
اور اس طرح آپ کی احمدی تحریک کی بدولت لوٹ کھسوٹ کی طرف توجہ دینے لگے
آپ کے سرپرستین تو یہ تو یہ جاکر لوگوں کو فخر شریعی رادم و راج کی بدھنتوں سے چھٹکا
دلاتے اور انہیں اسلام کی سادہ و لطیفیات کی طرف مائل کر دتے اور اس طرح راج

نے آپ کو بلا کر مرستہ و ملنگ بنا دیا تھا لیکن احکام شریعت میں آپ کو کسی واقعہ نہ ٹھونسنے دیتے۔ صوم و صلوٰۃ کی خود بھی پابندی فرماتے اور سربروں کی کئی باتیں کہتے۔ ہر وقت آپ کا دسترخوان کھلا رہتا اور دودھ دے آسنے والوں کو خند و شہابی سے غور ملتے اور آپ کے خاص سرورین الٹان کی مرستہ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے۔ مختصر یہ کہ آپ نے عبادات الہی اور اخلاق حسنہ کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ آج بھی بچپنوں کو ہم اسی وصف سے پرانی جاتی ہے۔ ۱۲۹۹ء

مرستہ بابا کے خلیفہ دوا دلادہ۔

صوفیائے کرام کا دوا دلادہ دھانی نسبی سلسلہ زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے چھترے سالہ بچہ دوا دلادہ پانچ سو روپے کی اور شاگردوں کو توجیہ دیتے ہیں اور سلسلہ باب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت کو نہ کہہ رہے ہیں کہ جب آپ کی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نکاحیہ کا ذکر کرنے ہوئے آپ سے ایک خادم عطا کرنے کی درخواست کی تو رحمتہ اللعالمین نے فرمایا: ”ابھی اھسا بھٹکا انتظار نہیں ہو اور شریک اب ان کا بندہ و مرستہ نہ ہو جائے یہ دوسری صاحبزادی ہیں جسے ملتا ۱۲۵۰ء اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی درخواست پر فرمایا: ”یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ تیرا کوڑو دل اور مال منہ کر اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے پٹے چیرٹ لیتے پھیرے۔“ (۱۲۵۰ء)

اور قدر سے شمال کی طرف آکر بیٹھا بیٹوں میں رہتے تھے آپ ایک صاحب جذربہرہ حال اور مستان رنگ کے بزرگ تھے اس لئے آپ کا نام بھی مرستہ بابا مشہور ہوا آپ کا منہ رقصہ زبانت کا کھاسب سے جانشین جو خوب مغرب ۷۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع اور مربع ضلع میں ہے۔ تیسرا رک بالکل چکل میں واقع اور آبادی سے دور ہے لیکن ذرا ٹھری کے قریب موطا و شخص موطا اور دوسری ضروریات کے لئے نہایت معتدل اور ماضی طورہ افراط ہے آسنے جانے والوں کے لئے کوئی تکلیف پیش نہیں آتی ۱۲۹۹ء۔

اسی طرح پیشہ تو کے تذکروں میں کہیں کہیں آپ کا ذکر ملتا ہے مگر چند سطور تک محدود ہے۔ لیکن صدی بچہ کی کے اہم تاریخی تذکروں میں آپ کا ذکر کرسچین نہیں ملتا۔ البتہ فارسی و پشتو کے چند مخطوطات ایسے ضرور ملے جن میں حضرت مرستہ بابا کو دیگر مشہور رستہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ان مخطوطات کے طبع نہ ہونے کی وجہ سے ان قابل قدر رستہوں کی خدمات دینی و ملی سے عوام انسان اس آگاہی حاصل نہیں کر سکے جہاں آگاہ محرم ان کی کی عقیدت کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہر ایک کا ثبوت و زمانہ و رد و دشوار گزار علاقوں سے منظر کے آسنے و اسے جوئی و روح فراترین کی موجودگی ہے جس کی وجہ سے اس جنگ میں گجراتی ہے اور جنگ میں جنگ کا سال نظر آتا ہے۔

مجھے انہرکات کے مختلف نے آپ کو ان افلاطینی خراج عقیدت پیش کیا ہے ”بختیوں کے تعلیم صوفی حضرت مرستہ بابا نے اپنے دور میں اسلام کی روشنی سے سب سے نور دلوں کو منور کیا انگوٹوں کے رہن جن کے طریقے بدل دیئے تھے شیعہ و شیعہ کی کو دشمن کر کے باہمی الفت و بہت پیدا کیا۔ آپ کی عقل میں سرور ۱۰۰۰ وغیرہ یہ اور طرح کے لوگ اس طرح حاضر ہوئے کہ کوئی فرق محسوس نہ ہوا انہرکات کے خوف

ان کا راجہ ملے تھا۔ اور اپنے دور میں انہوں نے لاکھوں بندہ گانہ دار کی تربیت باطنی فرمانے کے ساتھ ساتھ احکام خداوندی کی اشاعت فرمائی۔ اور شیخ المشائخ کا لقب پایا آپ کی تاثیر توجہ کے مستحق تھا مختلف مذکر و نساء سے نقل کر کے مذکورہ شیخ کا

۷۱

تشخیصیوں سے کوئی اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اکتا بیس معتبر ترین کا ایک وقت کہ آپ کی خدمت میں روانہ فرمایا جن کے ہاتھ ایک خاص خط ارسال کیا جس خط کا جواب آپ نے اپنے تمام مرید شیخ جلال الدین سے تحریر کروا کر ان حضرات کو رخصت کیا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خاص سنی تفسیر کے قیام کے لئے ان ذلیل ہستیوں کا باہمی رابطہ عمومی جو تھا۔ اور یہ اصطلاح معاشرے کے لئے اپنے طور پر چک آپ کی ولادت کے وقت اکبر فرمان روا نے ہندو تھا ابھی آپ گیا رہ برہمن کی تھے کہ اکبر اور دروشت نائیوں کے درمیان کشمکش شروع ہو گئی اور یہ علاقہ مسلسل فوج کشی کا مرکز بن چکا تھا۔ ۱۱۲ھ میں شہزادہ سلیم نور الدین جہانگیر نے افغانستان جاتے ہوئے جب نوشہرہ میں قیام کیا تو اس علاقے کے لوگوں کو اعتماد میں لینے کی غرض سے چٹا ودر گاؤں شہر خیانت افغان کو دھوکا دیا اور سامان گورنر احمد بیگ کا ملک کو ہر طرف کر دیا۔ اس وقت حضرت شیخ رحمہ اللہ اس حالت تھے لیکن آپ نے ان سیاسی حالات میں کوئی دخل اندازی نہ فرمائی اور ان تمام سیاسی کشمکشوں اور باہمی جنگ و جدال سے دور رہتے ہوئے اللہ کی مخلوق کو فقیہ روحانی سے فوارے بہتے۔

شک جہانگیر میں آپ کی جہانگیر سے ملاقات کے ذکر کے ساتھ ساتھ بلو شاہ کے بادشاہ احمد شاہ آپ کچھ طلبہ خیر بادشاہ اور آپ کے متفقین کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ واپسی پر قلعہ اکبر تک آپ کو ساتھ لے گیا اور وہاں سے حضرت فاضل

حضرت مست پایا نے لاتعداد اراک و روحانی کے ساتھ ساتھ اس مست مسکن کی رہنمائی کے لئے شیخ المشائخ سید بہادر صاحب جلیلیں القدر، سید پھولوی اور آپ کے ہاتھ جڑاوتے درویشوں کو لیا اور یہ صدری مجری کی ایک اہم روحانی شخصیت تھیں آپ بہادر بادشاہ اکبر صاحب کے ناموں سے بھی مشہور ہیں۔ بہادر صاحب کا خطاب آپ کو والدہ بچتر مہر سے عطا ہوا اور اکبر کے نام سے آپ کے عزیز و ہمتی شیخ رحمہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنے بچپن میں پکارا کرتے تھے۔ آپ کے یہاں جڑاوتے تصوف کے بلند ترین درجے پر فائز تھے اور اپنے دور کے تمام صوفیائے کرام سے

* حضرت شیخ رحمہ اللہ بہادر کا کھانا صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۱۳۹ھ میں

جینا دئے آپ کا نام بچتر مہر ہے لیکن رحمہ اللہ کو جسرا بچتر مہر کے وجہ سے ہر خاص و عام کی زبان پر شیخ رحمہ اللہ سے مشہور کرتے آپ نے اپنی بزرگی کو مرٹا اور پوری زندگی مر باصورت و درویشی انکسیر میں گذار دی

دوران تحقیق موضوع کا کا صاحب کی ایک

اہم علمی شخصیت بہادر شاہ ظفر کا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ یہاں ایک لائبریری کا کلاؤڈ لگا ہوا تھا لیکن کتب کا نام و نشان نہ تھا۔ لہذا کا صاحب کے ساتھ ان کے مابین ملاقات کرنے کے بعد ان کے پاس لائبریری جو بڑی لیلیا صاحبہ کے نام سے مشہور ہے کتب خانہ میں لایا گیا اور اس میں بچتر مہر کی کتب موجود تھیں ان کے وہاں معدود ہزار ہیں شعبہ علوم اسلامی پڑھا کر پڑھ کر دیکھ کر ان کے ساتھ ان کے وہاں معدود ہزار ہیں کہ ان بزرگوں میں سے کسی پر تحقیق نہیں ہو رہی صرف کا کا صاحب کے علم میں ایک عالم کو NASI NAMENT ہے۔

اپنے زمانہ کے صوفیائے کرام میں سے کا کا صاحب کی ملاقاتیں انہوں نے جو بابائے سبائی، انہوں ساکب، سید اور سرخوردی اور حاجی بہادر صاحب کو بانی سنی عالمی روحانی

۵۔ بہر دلویا

دوسرے صدی ہجری کے صحابیائے سرور میں بہادر بابا کا مندرجہ مقام ہے۔ آپ کا اسم گرامی بابک ہے اور آپ حضرت تاجرد صاحب المصروف سست بابا کے صاحبزادے اور اپنے والد کے نقطہ شہادت رکھتے ہوئے ہیں آپ حضرت شیخ زکریا کے والد بزرگوار کے کی حیثیت سے اس سلسلہ کے دیگر کئی جہیں نے برصغیر پاکستان و بھارت میں ایسا اسلام پزیر کیا تھا کہ وہ ان کا دوا کیا۔

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

شیخ بہادر بابا بن سید تاجرد بن سید غالب بن سید آدم بن سید علی بن سید محمد بن سید باقر بن سید محمد بن سید احمد بن سید سیف الدین بن سید سعد الدین بن سید علی اکبر بن سید لغمان بن سید ربیع بن سید جان بن سید فالح بن سید غلام بن سید اسماعیل بن حضرت امام جمہور بن حضرت امام باقر بن حضرت زین العابدین بن حضرت حسین بن حضرت علی رضی اللہ عنہم ائمہ ہیں۔

آپ کے ان بزرگوں میں سے سید آدم صاحب وہ پہلے بزرگ ہیں جو عمر بن عبد القیس لاسے۔ دیگر ان فاضلان، اہل ان اور عراق سے تعلق رکھتے ہیں۔

بہادر بابا کی تاریخ پیدائش

بہادر بابا کے عمر از پر موجودہ شجرہ طریقت کی رو سے آپ ۱۵۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔
۱۵۱۵ھ کو پیدا ہوئے۔

میں بیان کئے گئے ہیں۔ میں سے آپ کی روحانی قوت کا اندازہ ہوتا ہے۔
اس طرح حضرت مسرت بابا نے جب ۱۶۹۶ھ میں اس دنیا کو خیر آباد کہا تو آپ

کے سلسلہ اصحاب باطن کو ان حضرات نے جلدی و ساری دکھا۔

آج کل آپ کے مزار کی دیکھ بھال میرا مدد جانتا فرما رہے ہیں جن کا تعلق کامل سے ہے۔ ان کے ساتھ بارہ خدو مند کا ہیں۔ مجید الشطر اور مجید الانسخی کے دوسرے دن لوگ کثرت آتے ہیں پہلے کا سہا ل ہوتا ہے اور اسی طرح پانچ سو سال گذرنے کے بعد بھی آج بھی خاص و عام اس روحانی شخصیت کو زرع مقید ستایش کرتی ہے۔

ساں دیکھ کر پس بھی کہنے کو ہی جا رہا ہے۔
خدا را دہائے وہ کہہ دیا، میرا زلفا میں کو
ہیں یہ خاک پر کھٹے تھے ہوا کیسے گر گئے



کے ساتھ خدمت کیا یہ تمام واقعات اس پر مدنی بنائے ہیں کہ مسرت بابا کی اولاد میں سے
یہ بتی صوفی اور صرف اصحاب سہیل بن مصوف تھی۔ ۱۰۶۲ھ میں آپ نے وفات پائی اور
چار ماہ بعد از وفات نماز پانچ ایک کا کچھ نہیں تھا حال میں انتقال ہو گیا اور خزانہ شمس الدین
سیدی خواجہ جمال الدین، خواجہ گلنورہ شیخ بابا، مزار گل بابا اور شیخ دریا خان چکنی جیسے
صوفیاء، پتہ مشن کی تکمیل کے لئے جھوڑے۔

ایران میں پناہ ملی اور شاہ ایران کی مدد سے قندہار فتح کیا اور اپنے بھائی مرزا کامران سے تجارت خاص کی۔ بھائیوں کی مخالفت کا اندازہ بھائیوں کا سر کا مطالعہ کرتے ہوئے اس واقعہ سے ہوتا ہے جسب بھائیوں اور اس کے دیگر بھائی ناہور میں اکٹھے تھے اور متغیہ سلطنت کو چھپنے پر غور و فکر کر رہے تھے ایسے نازک سر جو بھی مرزا کامران کا دلچسپی نہ تھا جیسا کہ گدہران میگم نے لکھا ہے کہ "ناہور میں تیموری شہزاد اور قلعین کے بہت سے چھپے ہوئے اور پانچ بیٹے کی مدد سے جاہل مشہور اور بے نتیجہ مشاورت میں خدایہ خلق ہو گئی۔ چاند بھائیوں میں اکثر ملوث تھے جو بھائیوں کا سر پر بڑی کوششیں لیکن عرس کے لحاظ سے یہ تجویزیں بہتر اور مفید تھیں جو کامران نے بہتر چوڑی کی مخالفت کی، اس کی اس مخالفت نے واضح کر دیا کہ اس کے ذہن میں غور ہے۔" (۵۶)

آخر ایسا کیوں تھا اس کی وضاحت بھی گدہران میگم کے اس بیان سے ہو سکتی ہے جس میں مرزا کامران کی پالیسی کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے: "مرزا کامران چند بھائیوں کی تحریک پر شاہ سوری سے جو آگے آئے، بڑھتا چلا، باخشاہات خود اپنے رفیق پر مطلب شرائط طے کرے اور پناہ دلا کر خود لے لے اور اگر شیر شاہ سوری اس کی ہمت نہ مانے اور اسے پناہ نہ دے تو وہ کابل کو اپنی گرفت سے نہ نکلے ورنہ اور بھائیوں کو اس سے دور رکھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب بھائیوں نے یہ تجویز پیش کی کہ وہ بدخشاہ جلاہات کو لاکھران لے اس کی مخالفت کی جو جو بھائیوں کو ماننے والی ہو کر کابل سے گزرتی تھی اور کامران کو مانے جو اس ایک ذریعہ بھائیوں اس ہو کر کابل بھیجا جو اس کا محبوب شہر تھا تو وہیں رکھ دے گا اور آگے

چلا جائے گا۔ اس سے مراد بھائیوں کا تصور تھا۔ مرزا کامران اور مرزا جہانگیر الہ آبادی

تعلیم و تربیت۔

آپ کی پیدائش پندرہ رمضان المبارک ۱۱۹۱ھ میں ہوئی اور چھپائی میں آپ کی عمر پانچ سال تھی۔ ابتدائی تعلیم حسب قاعدہ گھر پر ہوئی۔ آپ کے والد مرزا محمد نے دروس دہلیس اور غفر و ضعیف کا پورسلند شروع کر رکھا تھا آپ نے اس سے پھر پور غفر و ضعیف اٹھا لیا۔ اپنے آبائی سلسلہ درویشیت سیر و دیوبند کے علاوہ شیعہ میں بھی بڑی قدر خلافت والد سے حاصل کیا آپ کے دور کے اہم صوفیاء و کرام میں شیخ صدر الدین صدر دہلی حضرت سید علی حرمدی المعروف سیر بابا حضرت مجدد الاولیاء المعروف انوار مجتہد بابا اور دیگر مشہور تحریک کے بانی بابا بزرگ انصاری شامل ہیں آپ نے دوسری ان اخصیاء کے نظریات تبلیغ کا پورا مشاہدہ کیا جو تحریک رد شیعہ کے اثرات کو بھی طویل نظر رکھا۔ تعلیم کے سلسلہ میں آپ نے صوبہ سرحد کے طالبہ دیوبند سے اکتسابِ علم کیا اور علمِ اہلن والد صاحب سے براہ راست آپ کو عطا ہوا۔

تاریخی پس منظر۔

حضرت بابا اور بابا کی ولادت ۱۱۹۱ھ میں ہوئی اس وقت بھائیوں تخت نشین ہو چکے تھے ان کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ اپنے بھائیوں کا تھا اگرچہ آپ نے والد مرزا محمد کی وصیت کے مطابق سلطنت مقلدہ تمام بھائیوں میں تقسیم کر دی تھی لیکن ان کے اور جد آپ کے بھائی اہل دیوبند سے درہم سے اور آپ کو ہرات پریشان کر کے سب اور بھائیوں کی مدد پر قتل کی بنا پر آپ کو دس سال بعد حکمرانی کے بعد شیر شاہ کے ہاتھوں شکست اٹھانی پڑی جس کے بعد تخت نشین ہونے سے دوچار ہونا پڑا اور رہائے پناہ کے لئے صحرانوردی کر کے پانچ سال تک ۱۱۹۵ھ میں

باوجود یہاں کے نو، مگر حضرتان دیہانت کی روشنی دیکھ کر آپ کی خفاقتاؤں
خطے کے مسلمانوں کی درستی اصلاح کا سرگزشتی۔ آپ نے شرق و غربت سلسلہ ہدیہ
ادریشتہ میں حاصل کیا۔ ان دونوں سلسلوں سے آپ کا تعلق اس طرح ہے۔

۱۔ سلسلہ ہدیہ و اویسیہ اور ہدیہ سلسلہ

- * سید ہادیہ دہلیا
- * سیدنا دروہہ صاحب المعروف مسرت بابا
- * سید خالص بابا
- * حضرت نظام الدین صاحب جری
- * شیخ قطب الدین صاحب جری
- * شیخ قزالدین محمدی
- * سید جمال الدین صاحب نیال
- * شیخ رکن الدین
- * شیخ صدر الدین عارف
- * شیخ بہاؤ الدین ذکر یا ملکانی
- * شیخ شہاب الدین سروردی
- * شیخ وجہ الدین محمد سروردی
- * شیخ محمد بن عبد اللہ المعروف محمودیت سروردی
- * شیخ احمد سروردی
- * شیخ جنید بغدادی
- * شیخ سری سقطی

نہیں بنائے گا۔ رحمہ

انتا یعنی خلق کو سامنے رکھتے ہوئے یہ انداز کیا جا سکتا ہے کہ وہ ہدیہ
کے وہ ہدیہ ہو گا بل و ہدیہ باب کے لئے رابطے کا کام دیتے تھے ضرورتاً شروع
ہوں گے۔ لوگ افراتفری کے عالم میں جہاں نہ تھے تھے کہیں کہیں نہ گئے
ہوں گے اور ایسے موقعوں پر پائے پائے کے لئے بہترین جگہ علماء و موصوفیہ کی مجلس
ہوتی ہے۔ جہاں پناہ کے علاوہ ذہنی سکون پسر آتا ہے۔ اس وقت حضرت ہادیہ
بابا کا چہرہ ہفت لوگ دور دراز سے آپ کی صحبت سے فیض پاسب ہونے آتے
تھے۔ جہاں میں حضرات میں سے بھی اکثر نے آپ کی طرف ہی رجوع کیا
ہا ہوں کہ ویسے بھی موصوفیہ سے خصوصاً رکن الدین صاحب اور وہ اکثر تبرک کے طور پر ان
کی مجلس سے استفادہ کرتے جیسا کہ ایک موقع پر پہلاں سید علی ترمذی کے والد
سید ترمذی کو سامنے گئے جس کا ذکر کردہ علماء و مشائخ سرحد میں اس طرح
مست ہے

روہا یوں حبیب مومناہ علیہ السلام کا ہی آیا تو کتاب حیر بابا کے والد کو بلو
تبرک سے تھے گی۔ رحمہ

بہاؤ بابا کی خدمات ۱۔

جن بزرگان دین نے دوسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں صحیح تبلیغی
روح کو بیدار کرنے کے لئے ہدیہ ہمد کی حق حضرات نے باطن کی اصلاح پر زور
دیا اور روحانی زندگی کو۔ طرح کی انوکھیوں سے پاک کیا اور روحانی مسائل میں
سے اپنے اپنے مسلمانوں کی نشوونما میں اپنا حق ادا کیا ان میں حضرت بہاؤ بابا
کا نام نہ مل کر رہے ہوں نہ حضرت سرحد میں اپنے دور کے ناسد حضرات کے

- * خواجہ مصطفیٰ الدین الدہلوی
- * خواجہ عثمان برہنوی
- * خواجہ حامی شریف رندانی
- * خواجہ مودود چشتی
- * خواجہ ابوسعف چشتی
- * خواجہ ابی محمد ابن احمد چشتی
- * خواجہ ابی احمد ابن فرسانہ
- * خواجہ ابوالفتح شامی چشتی
- * خواجہ مشتاد طور بخوری
- * خواجہ ابن الدین ابی سمیرہ البصری
- * خواجہ سعد الدین حداد طبرستانی
- * خواجہ ابراہیم ابن احمد بخاری
- * خواجہ ابی الفیض ابن عیاضی
- * خواجہ ابی الفضل عمید الاولاد بن زید
- * خواجہ حسن بھری
- * حضرت علی رضی اللہ عنہ
- * رسالت تائب علی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- * جس طرح بندہ سنان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے اپنی روحانی
- * قوت سے لوگوں کے دلوں کو مستحکم کیا اسی طرح حضرت بہادر بابا نے بھی اپنی روحانی
- * قوت کے بل بوتے پر دوسری اگاد کیا جو دوسری صدی ہجری کے پرستار بن گئے۔
- * لوگوں کے دلوں کو نور اور سکون بخشا۔

شیخ معروف کفری
 شیخ داؤد طائی
 شیخ حبیب نجفی
 شیخ امام حسن بھری
 حضرت علی رضی اللہ عنہ
 اتنے تمام بڑے بھارت کے مصلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ۲۔ حضرت بہادر بابا اور سلسلہ شریفیہ

- * حضرت بہادر بابا
- * سید نور صاحب الحروف حضرت مست بابا
- * سید غائب صاحب
- * شیخ بہار الدین صاحب
- * شیخ حامد الدین
- * شیخ نور قطب عالم
- * شیخ علاؤ الدین
- * شیخ نور محمد اللہ پوری
- * شیخ سراج الدین
- * شیخ نظام الدین اولیاء
- * شیخ فرید گنج شکر
- * قطب الدین بختیار خاکی

لا کا صاحب بیٹے لہرزہ عطا فرما جسے جنہوں نے اپنی روحانی تعلیمات سے اس خط میں دھجوا دیے دشمن رکھنے کہ جن کی لوست آج بھی خطہ نور اسلام سے منور نظر آتا ہے۔ اور جیسا بھی اسلامی تحریک کی بابت دینی ہے تو اس خطے کے عوام آگے آگے ہوتے ہیں۔ متحرک صحابہؓ ہیں۔ اسلام کے نام پر تحریک پاکستان ہو یا پھر اسلام کے نام پر لٹے پٹے قافلے بول سب کے لئے انگلیوں سمیٹنا یہ جو امر اسلام نے بہت بڑا اعزاز سمجھتے ہیں۔ اور یہ اعزاز انہیں حضرت بہادر بابا احمد دہلویؒ کے قیام کے کرام کی محبتوں سے حاصل ہوا۔

چشمگیر بہادر گزشتہ امر دن قابلِ شہادت کے لئے کال کا کا لفظ استعمال ہوتا جس طرح رشتہ دہی میں بابا عظیموں کے دلوں میں شعلہ رکھار کے لئے ہے انتہا اختیار احتیاج تھا اس لئے وہ آپ کو کا کا صاحب کے نام سے یاد کرتے اور اسی نام کی وجہ سے آپ کی اولاد کا کا خیل کہلاتی ہے۔

سید احمد شہید نے ہندوستان سے گرا رہے غلط ہیں چنانچہ یہ شریعت کا نام ہے۔

*** صوبہ سرحد کی عوام نے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا اور اس میں ہم جبرِ الاطاعت کا حسبِ کوثری شریعت اور یہ صاحبہ نام کی شریعت ہیں روحانی تفصیل

نے دنیا دی کہ روٹا دلا دیا۔

*** افتخار مجاہدین کو بتایا کہ صوبہ سرحد کے عوام نے نصیب سیک کی یاد دہانی کر دی ہے۔ علامہ تحریک پاکستان کے سلسلہ میں جب جبریت کا سلسلہ شروع ہوا تھا تو صوبہ سرحد سے افتخار مجاہدان جانے والے مسلمانوں کو کوثری صوبہ میں برداشت کر لیا گیا تھا جس کا جواب دینے پر مزاحمت کے مصنف نے لکھا "اگر پاکستان کے مسلمانوں کو کوثری صوبہ میں برداشت کر لیا گیا ہے تو کوثری کوثری تو مجاہدین میں یہ دلی پھینک لی ان میں بابا احمد شریعت نے بھی کچھ بے فکر نہ رہی تو مجاہدین میں یہ دلی پھینک لی ان میں بابا احمد شریعت

لہذا یہ کہنا بالکل صحیح ہو گا کہ پہلی صدی ہجری میں اسلامی معاشرہ نے جس تحریک کا قیام ہندوستان میں شروع کیا تھا اس کی تفسیر ہندوستان میں خود چرمیں اندر بند ہوتی اور نہ ہی اس صوبہ سرحد میں حضرت بہادر بابا نے فرمائی حضرت بہادر بابا کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ ایک ایسے عداوتیں جو دردناک اور متکلف پہاڑوں پر محیط تھا وہ لوگ مختلف قوموں میں اس طرح بٹے ہوئے تھے کہ ہر قیدی اپنے آپ کو انفس سمجھتا تھا ورمولیاؤں پر مارنے والی خون ریزی شروع ہو جاتی تھی۔ آپ نے نظریہ لا جہر پیش کیا اور لوگوں کو سمجھا یا کہ مسلمان یہ سب چیزیں بعد کے دور کے ہیں۔ "قییہ" دونوں تینوں طرف ایک دوسرے کی بیانی کے لئے ہیں اللہ کے نزدیک لوہینتر وہ ہے جس کا تقویٰ زیادہ ہو (طہ) یعنی ہر اللہ سے ڈرنے ہوئے اس کے دوسرے کے بندوں کے حقوق بطریق اسناد کرتا ہو آپ کی ان تعلیمات وریچہ آپ کی ذات ہم تقویٰ وریچہ گاندی سے لگی رہا ہو کہ جو حق دینے والی آپ کی طرف شروع ہوئے اور انہوں نے اپنی انفس وادامہ نفس زندہ ہیں ایک نیا کیفیت و سرور محسوس کیا اور وہ لوگ جو غیر اخلاقی رسم و رواج اور غیر شرعی امور میں ملوث تھے آپ کی رشتہ دہی بیت کی بدولت بدایوں سے جنتی ہو کر صحیح اسلامی تہذیب کا پرچار ہونے اور اس طرح ہر برائی کی عمر میں تندر کے پیک بندے۔ ۱۰۱ھ میں شروع الی لکھتے ہوئے۔

یا کا لہر بابا بابا۔

حضرت بہادر بابا نے "کابریں کے جوشن کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا اس کی تکمیل اور اسے تاقیامت جاہلی و ساری رکھنے کے لئے رشتہ تبارک وقف لائی ہے آپ کو حضرت شیخ رحمکار المعروف

جانب وہ قہر ہے جس کے متعلق سینڈہیلینڈ یہ روایت چلی آتی ہے کہ ایک مرد بڑھاپا آپ کی خدمت میں لایا گیا جو آپ کی کرامت سے زندہ ہو گیا اور پھر زندگی بھر آپ کی خدمت کرتا رہا اور بعد از مرگ یہی دفن ہوا۔ آپ کی سرکردہ کوئی تنبیہ وغیرہ نہیں قہر چوڑی بالشت ملٹلی ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ آپ کا قہر مبارک بھی اتنا ہی طویل تھا بلکہ بزرگوں کی قہور احسن زمانہ ملے تائی جاتی تھیں۔

بہادر بابا کی زندہ کرامت۔

دکن شریف کے ایک خادم ظیم گرجا صاحب نے مجھے بتایا کہ میں کچھ عرصہ یہاں خدمت کرنے کے بعد پرشت نگر بنایا گیا اور وہاں پہنچا گیا اور اتنی جگہ پہنچنے پر جس کی سکت باقی نہ رہی ایک جھوک چار سہ دین مشکو کر رہا تھا کہ وہاں مجال واسباب کھو گیا جس کی وجہ سے بقیہ پوش بھی بتا ہوا کسی نہ کسی طرح ولایت دکن پہنچا اور یہ تصور کیا کہ علو قبر کی چار تو یہاں مل ہی جائے گی لیکن یہاں آنے ہی میری حالت تبدیل ہوئی شروع ہوئی تو اس میں حضرت نے فرمایا کہ جسے ہم ہر طرف سے مایوس ہو کر یہاں آئی گئے ہو تو اشرار کے فضل و کرم سے اب پیٹے سے بھی زیادہ صحت پاؤ گے۔ اس واقعہ کو چند روز بعد کہہ چکے ہیں اور الحمد للہ میں خوب صحت مند ہو چلا اور زائرین کی خدمت میں مصروف ہوں (۱۹۵۶ء)

ایک اور خادم سید اکبر صاحب نے پوری زندگی یہاں کے سٹے دفن کر رکھی ہے جس وقت آپ کی عمر اسی برس کے قریب تھی لیکن پھر سے پیر جو سکون اور رونق ہے وہ یہاں سے باہر جہان سے دنیا کی دولت و مست کی گئی۔

کہہ کر ایسے ہی بزرگوں کی دعا تو بڑی چیز ہے ایک نگاہ سے زندگی بدل جاتی ہے جیسا کہ حضرت علامہ اقبال نے فرمایا۔

مزار بہادر بابا۔

میں نے نفس نفیس آپ کے مزار پر ہانگری دینے کی سعادت حاصل کی لیکن گاؤں سے بائیں جانب برساتی نالہ سے پورے پورے آپ کے مزار کا مکان پڑتا ہے اکثر دست و پیا لڑکوں کے پتوں کا گندہ رہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی محفوظ قلعے میں شکر کر رہے ہیں بلکہ بعض بگڑا تو سامان بھی فکر نہیں آتا۔ ٹرانسپورٹ کے بہت حاصل ہے۔ زیادہ تر مہولت کو ٹرانسپورٹ بکثرت مہیا ہوتی ہے اور اتنی بھڑ بھڑتی ہے کہ لوہوں، سوزو کی، دھکین اور ٹرکوں کے بھی قنطاری لگ جاتی ہیں مقامی زائرین زیارت کا صاحب کے راستے سے آتے ہیں جو اگرچہ دشوار گزار ہے لیکن واکو میٹر سے زیادہ نہیں۔

آج کل مزار کی دیکھ بھال غلام اکبر صاحب کی رہے ہیں جن کا تعلق اسی علاقے کے ایک گاؤں صدو ڈیل سے ہے جو یہاں سے واکو میٹر شمال میں واقع ہے۔

مزار واد چٹائی پر واقع ہے مختصر مہر چھالی پڑھنے کے بعد ایک چوتھوے میں داخل ہوتے ہیں جس میں چار قبور ہیں آپ کی مرقور کے علاوہ بائیں جانب پاؤں کی طرف کپ کی نو چوتھوے کی آخری آرام گاہ ہے۔ ادھر کی جانب پوتا اور سر کے بائیں

ہوئے وہ ڈیلوں میں بٹ گئے اس طرح کچھ تو مصائب کے خطا بلے کی تاب نہ لاکر داغی داخل کو بیٹھ گئے جن کا خفیہ نے وائیں لوشاکو مارا دیا وہ تو افغانستان میں مقیم ہو کر حضرت مزدوری سے پیٹ بھرنے لگے یا مارے مارے بلا منزل کا تعین کئے اور ٹھہر چاؤں میں سر بھڑ گئے۔

۴۔ حضرت اخون بخوبابا

(واقعہ) تعارف :- حضرت پیر بابا نے معاشرین میں سے جن بزرگوں نے دوسری صدی ہجری میں صحیح مذہبی روح کو پیدا کرنے میں مدد دہندگی جنہوں نے اہل حق و اسلام پر نور و ہدایت اور روحانی زندگی جن لوگوں سے گنتی ہو رہی تھی ان کو درگزر کیا ورنہ سب سے پہلے کی نشوونما میں نابالغی و اکیلائی ان میں حضرت اخون بخوبابا کا نام قابل ذکر ہے جنہوں نے صوبہ سرحد میں باطنی حلال کے باوجود حیا کے عدم کو فرائض و عبادت کی روشنی دکھائی و انکی مخالفت اس خطے کے مسلمانوں کی دینی اصلاح و تربیت کا مرکز بنی آپ کا اسم گرامی سید عبدالقادر بابا اور والد کا نام سید فیاضی بابا ہے۔

’بخوبابا کو اس نے کہا گیا کہ جب چیرا ایک کرپ نے رشتہ دار مذہبیت شروع کی تو اس نے آپ کو بخوبابا کا خطاب دیا کیونکہ آپ ان کا شیخ و معلم تھے۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا اگر اس سے بہتر اور کیا ہو گا کہ میرا لقب پانچ بابا و اسلام ہو۔ اور مذہب فراموشی کو اسے تذقیات تک میرا ہی لقب ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ کے بزرگوں نے عرب سے بکر مند و ستان میں سبھل کے مقام پر سکونت اختیار کی جس سے آپکو شیخ بخوبابا بھی کہا جاتا ہے۔ سلطنت نوری کے زوال کے بعد آپ کے والد مختار حضرت سید غازی بابا یوسف رضی اللہ عنہ کو آواز دے گئے۔ اور یہیں پر حضرت بخوبابا کی ولادت ہوئی۔

(واقعہ) نگاہ مرد کوئی سے بدل پائی یہ تقدیر تھی

حضرت بہادر بابا کے مزاج پر سر وقت زور کین کا جو ہم رہتا ہے خود بخود کو تو بہت زیادہ زور نہیں دے رہے تھے۔ زور کین کے قیام و نظام کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی تلخی نہ رہی۔ یہ تلخی کا شعلہ جو خود رہے اور شعور کی طور پر بہتر نہ ہو رہی ہو یہی تقدیر تھی جس سے پائی بہ وقت جاری رہتا ہے اس کے علاوہ کوئی اس کے ذریعہ بھی پائی بیٹھکیوں میں جمع کیا جاتا ہے۔

جس چیز کی کمی محسوس ہوئی وہ دینی تعلیم کا انتظام نہ ہونا ہے اگر یہاں پر بھول کی ابتدا نہ ہو تو یہی سبب ہے کہ وہاں لوگوں کے ساتھ ساتھ ان کی بھی درس و تدریس در حدیث سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ان ہستیوں کو خارج حقیقت پیش کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ عوام کو یہ بتایا جائے کہ انہوں نے کن مشکلات میں اسلام کی خدمت کرنے پر توجہ نہ دے سکی کہ اسلام کی پیشکش کو ہمیں گنہگار کے بعد بھی لوگ نہیں رہ بھول سکے۔ ان کی اسی جہالت جاوہانی کا سبب ان کا جہل و اندہ ہے۔ بڑی تہذیب و سنہ گزشتہ میں ان ہستیوں نے اپنی یاد کے نشانی و علامتوں پر فخر کیا ہے۔ پتہ نہ آتا کہ انہوں نے کس وقت پر تہذیب کو دیکھا ہے۔



ظہیر کے لئے درس و تدریس کا انتظام کیا۔ آپ کی اس خدمت کا اتنا شہرہ ہوا کہ لوگ دور دور سے آئے لگے اور حسیب توفیق علوم حاصل کرنے لگے۔ نیز وہ علم و حکم و ہندوستان اور دوسرے ملکوں کے علماء، سہ سند فراغت حاصل کر لیتے تھے وہ بہر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ کیا سند کرنے

(د) بیعت :-

حضرت سیر بابا کی طرح آپ بھی سلسلہ حشمت سے منسلک تھے اور آپ شیخ جلال الدین تھا نصیری کے خلیفہ میر ابو فتح کے حلقہ زادت میں شامل ہوئے اور ملیم توحید باطنی سے مال مال ہوئے اور اس تحریک کو آگے بڑھانے میں اپنا حق ادا کیا۔ جو حضرت سیر بابا نے دوسرا زور مشکل گذار علاقے میں شریعت و طہارت کو پروان چڑھانے کیلئے شروع کی تھی۔ اتفاق سے ۹۹ھ میں حضرت ابو الفتح قنباچی جو کہ حضرت شیخ جلال الدین کا بہنوئی کے مرید و خلیفہ تھے۔ پشاور ہوئے ہوئے اکبر پورہ قنبر لوٹ لائے۔ اور انھوں نے پھو بانے سلسلہ حشمت میں نہیں بزرگ کے دست حق پرست پر حسیب ہو کر بہت سی ریاضتوں اور عبادتوں کے بعد خیر خواہانیت حاصل کیا۔^(۱۲۱) حضرت جلال الدین کی طرح آپ پر استغراق کیسے کیفیت ظاہری تھی اور نماز کے وقت آپ کے خدام با حق کہہ کر اٹھانے آپ اٹھ کر وضو کرتے، نماز ادا کرتے اور آپ پر پیر استغراق کی کیفیت ظاہری ہو جاتی اور ماسوا لے لے لے سب سے بے خبر ہو جاتے۔ اور جس طرح شیخ عبد القادر گیلانی گنگوہی کو عجم سرکاری بارسی میں برہنہ سر وضو کرتے اسی طرح آپ بھی سخت سر دیوں میں بدن پیر ایک مملک کا صوف ایک کمرہ زیب تن فرماتے۔^(۱۲۲)

د) ولادت

پوسن زلی میں قیام کے دوران ۹۳۵ھ میں حضرت سید علیہ السلام المعروف شیخ بابا^(۱۲۳) انکائے نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت

(ج) سلسلہ حشمت :- آپ نے ابتدائی تعلیم مقامی علماء سے حاصل کی اور پھر بزرگ پیر مولیٰ کے مہندستان تشریف لے گئے اور زیادہ تر وہ سبیل کھنڈ میں قیام کیا۔ ۹۴۳ھ سال کی عمر میں آپ واپس پشاور تشریف لائے اور زریں و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ درس و تدریس آپ کا خاص شغل تھا۔ آپ ہمیشہ درس دینے میں مشغول رہتے۔ آپ کی درس گاہ سے نارسہ سندھ علماء نے جو ہر حد کی زینہ کو اپنی سونفناہوں سے منور کیا۔ علم نامی پیری کے ساتھ ساتھ علم جنی کی ہون آپ کی طبیعت زیادہ مائل تھی۔ آپ کے معمولات میں صبح کی نماز کے بعد صحت کی نماز تک ذکر و دوہر تک اور دو نماز ظہر کے بعد قیلولہ، قیلولہ کرنے کے بعد تفسیر حدیث، فقر، اصول، منطق اور اخلاق کا درس دیتے اور دنیا کی ہفتائوں کے ساتھ تہیج و رشاہت شریعت میں تنہا کر رہتے۔ اس طرح آپ تمام وقت یا دالہی، طاعت رسول اور مخصوص نماز کی خدمت میں گزارتا۔ آپ پر عشق الہی کا تاغیہ تھا کہ یہ مبارک سے آگ کے شعلے نظر آتے اور وہ ہر حد کی سخت سر دیوں کے دنوں میں بھی صرف ایک ٹکڑی کا کرنا چاہتے۔ آپ اپنے شاگردوں اور مہدیوں کو مختلف علاقوں میں ماسوا بالحدوف کے لئے روانہ فرماتے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسلام کی روشنی سے منور ہو سکیں۔

آپ نے ماسوا بالحدوف کے لئے مختلف علاقوں میں عبادتوں کو بھیجا اور اسی بے خبر نو کم جو جو فسق و فجور میں مبتلا تھے۔ وہ غلام نصیحت کو نہ ترس کر دیا ملام کے لئے آپ نے ابتداً بچے بنائے اسلام سے کام نہ لیا۔

۵) پنجو بابا کی شخصیت

آپ نے حضرت پیر بابا اور ان کے خلیفہ زخو نہ درویش کو پہچان
بازیدیا نصاریٰ کے خلاف تبلیغی و زرعی طور پر کام کیا، و اس علاقہ کے
لوگوں کو بدعات سے نکال کر صحیح اسلامی راہ پر ہدایت کیا۔

حضرت شیخ پنجو بابا پشاور کی قوم کچرا اور کاسمین وقت سے پورے
ہیں۔ آپ کے مرید اکثر صاحب کمال گذرے ہیں جن میں علی خان، مولانا
چالاک مہاراجا اور شیخو شاہچکمان پوری قابل ذکر ہیں۔ بائیدیا نصاریٰ
مہاراجہ کے وقت ملی خان آپ کے ساتھ رہتے رہے۔^{۱۲۴}

آپ اپنے وقت کے مشائخ کا مہین میں سے تھے اور سلسلہ الہیہ
کو روشناس کرانے میں سرگرم عمل رہتے۔ آپ کا صدیقی طریقہ حضرت
پیر بابا اور زخو نہ درویش کی طرح تھا: شیخ پنجو پشاور کی گروہ پور قوم سے
لیکن اپنے وقت کے مشائخین کا مہین میں سے تھے۔ عبادت و عقیقہ میں غرق
اور اپنی چشت کے طریقے کو چھپانے میں سرگرم عمل رہتے تھے۔ ان کا طریقہ
مولانا دودھ پلاٹ وری کے طریقہ کے مطابق تھا۔ آپ ان کی تصنیف
مخزن اسلام کو بہت عزیز رکھتے تھے، اور لوگوں کو اس کتاب کے پڑھنے
کی طرف توجہ دلاتے تھے، مگر ہر افغانی زبان میں لکھا کرتے لیکن اردو
میں بھی لکھا کرتے تھے، ان کے مریدوں میں مولانا جان کہ سہیل پنجو
شاہجہان پوری اور شیخ علی فقیر مشہور ہیں مذہب آپ سے، استفادہ
کرنے کے بعد دینی خدمت سرزبان دی (۱۹۵۱)

۱۔
علم چو کہ آپ نے بدلتی تعلیم کے جوہر دستاویز کا سکھایا وہ عین حضرت
ابوالفتح سے کتنی جوہر و دیونے کا تھے اس نے آپ بھی غریب راہ ہوتے تھے۔

۵) اکمرائے وقت کی عقیدت:-

آپ کی دنیا سے بے تعلقی اور استغناء کی وجہ سے امراء و وقت
بھی آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ دراکبر خورشیدی آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا، ۹۳ھ میں بائیدیا نصاریٰ بالملقب پیر روشن نے جب
حکومت غلبہ کے خلاف شورش برپا کی تو مولانا الدین اکبر خورشیدی
کے لئے آیا اس میں کبر بادشاہ آپ کی خدمت اقتدار میں حاضر ہوا
اس وقت آپ کھجور والی مسجد میں مقیم تھے۔ طالب دانا ہوا۔ آپ نے
توجہ کا مدد کے ساتھ کمر عاکی۔

اگر وہ جس طرح جانوروں کا بل جانے ہوئے پیر بابا کے والد قبر علی کو
بلور تبرک پہرا لے گیا، اسی طرح اس کا بیٹا اکبر بھی سلسلہ پشیر کے ایک
صاحب طریقیت حضرت زخو نہ درویش پشاور میں دیکھا گئے کیلئے حاضر ہوا۔
لیکن جب اکبر نے آپ کو شیخ اک پشیر کے قوت آپ نے قلعہ انکا کر دیا
آپ کی محنت و کامیابی سال تھا کہ کوئی حاجت مند آپ کے در
سے خالی نہ جاتا تھا، اور استغناء و بے نیازی کی یہ حالت تھی کہ سفیر
حکمرانوں نے کوئی مرتبہ انگلی کے مصارف کے لئے درخواست بہرہ شنت
کرنے کی گنداشت کی۔ لیکن آپ نے ہمیشہ انکا کر کیا۔

۲۔
علم جب مولانا پیر بابا اکبر پشیر پر دستخط لائے تو یہاں وہ ڈاکٹر کی تعلیم
داد دے گا، اس میں کمال میں پائیں علم تھے اور ہر جگہ میں ایک حجر تھا۔ جب ان
نوعوان لکھے ہوئے اور حضرت فاضلہ کا دودھ دھو ہوتا آپ نے آتے ہی
سب سے پہلے کام یہ کیا کہ وہاں ایک مسجد تعمیر کروائی۔ تاکہ لوگوں کو
سدام کی طرف رغبت ہو۔ یہاں مسجد کھجور والی مسجد کے نام سے
مشہور ہوئی۔

حوالہ جات باب پنجم

- ۱۔ مشتاق احمد ، مولانا ، (موف) " مکتوبات قلمیہ " ، دہلی : مکتبہ مجتہائی ، ص۔ ۲۳۵
- ۲۔ رکن الدین ، شیخ ، " لطائف ودوسی " دہلی ، کتب خانہ سلیمانیہ ، ص۔ ۱۰
- ۲۔ ابو الفضل ، مولانا ، " تذکرۃ الاولیاء " لکھنؤ مطبع منشی نوالکھور ، ص ۲۲۶
- ۲۔ مشتاق احمد ، مولانا ، (موف) " مکتوبات قلمیہ " مکتوب نمبر ۱۷۱ ، محولہ بالا -
- ۵۔ رکن الدین ، شیخ ، " لطائف ودوسی " لطیفہ ۵۹ محولہ بالا -
- ۶۔ امین ، سمور ۷۹
- ۷۔ امین ، سمور ۲۲
- ۸۔ امین ، سمور ۷۹
- ۹۔ مشتاق احمد ، مولانا ، (موف) " مکتوبات قلمیہ " مکتوب نمبر ۲۹ ، محولہ بالا -

دنا، وفات :-

حضرت ابوحنیفہؒ جو بابائے مسلم پیشہ نگاریاں کرتے ہوئے ۵۵ برس کی عمر میں عہد شاہجہانی میں رحلت فرمائی۔ آپ کی وفات شاہجہان بادشاہ کے عہد میں پھر ۹ سال ۱۰۳۰ھ میں ہوئی اور اس وقت تک کہ کوکبر پورہ سے تقریباً ایک میل شاہی سرک کی طرف سپر رخا کر گیا۔ آج بھی ہزاروں لوگ آپ کی زیارت پر مسرت لائے ہیں۔

ان حضرات کے ساتھ ساتھ اس دور کی ایک اہم شخصیت حضرت فقیر باباؒ بھی ہے جن کا دور ۹۶۷ھ سے ۱۱۱۶ھ تک آپ نے حکومتیں بنائیں جو یہ صدی پیری کے بعد فرمائی اس لئے آپ کی خدمت کا آئین گیارہویں صدی پیری سے جو رہا ہے۔ البتہ اس افشاہت آپ کو ان حضرات کے ساتھ ہونے کی شامیں کیا جا سکتا ہے کہ آپ کی پیدائش دوسری صدی پیری میں ہوئی اور ان حضرات کے بعد آپ نے جو برصغیر کے عوام کی اصلاح فرمائی۔

* فقیر باباؒ پستی کا نام جمال خان ٹکانہ اور جیلر بن گئے۔ آپ شہر سرسیدؒ کی شخصیت اور ملی شاہ فرخشاہ خان ٹکانہ کے بڑے بھائی حضرت شیخ رشکار کا صاحب کے بننا و خلیفہ تھا حسب کرامات و نصائب اور مسئلہ چیتہ کی اہم روحانی شخصیت ہیں سرپرست و دستیاب تھا تیف میں اور محرمین، مناجات شیخ رشکار اور تذکرہ الاولیاء میں ان میں سے تذکرہ الاولیاء میں ہے۔ فروری ۱۹۷۹ء میں جنرل انشائی علاقائی سینٹر پرانے خطوطات تصوف قادری رحمہ اللہ "منفقہ ٹینڈ" علی گڑھ اور دہلی میں ایک محفل پیش کیا تھا اور تمام مدعوین نے اس نادر تصنیف کو سراہا اور فیصلہ کیا کہ اسے طبع کر دیا جائے۔

رکن الدین ، شیخ ، " لطائف قدوسی " مونسہ
بالا ، ص-۲۹

ایضاً ، ص-۱۷۰

بدایونی ، عبد القادر ، " منتخب الدوا ربیع " ،
محولہ بالا ، ص-۴-۲

محمد اکرام ، شیخ ، " رود کوثر " ، لاہور :
فیروز سنز ، ۱۹۶۶ء ، ص-۷۲-۷۳

غلام سرور ، مفتی ، لاہوری ، " خزینۃ الصغیاء "
محولہ بالا ، ص-۲۲۹

عبد الحق ، شیخ ، " انصار الاختیار " دہلی ،
مطبع محضائی ، ۱۲۰۹ھ ، ص-۲۱۰

محمد غوثی شکاری ، " کلز ارباب " ترجمہ
فضل احمد جبروی ، لاہور : اہلامک بک فاؤنڈیشن ،
۱۹۷۵ء ، ص-۵۷۹

بدایونی ، عبد القادر ، " منتخب الفتواریہ " ،
محولہ بالا ، ص-۱۱

صباح الدین عبد الرحمان ، سید ، " پشاورستان
کی سلاطین ، علماء اور مضامین پر ایک تذکرہ " ،
اعظم گڑھ : دارالمنصفین ، ۱۹۶۲ء ، ص-۱۰۵

۱۰- قدوسی ، اعجاز الحق ، " شیخ عبد القدوس گنگوہی
اور ان کی تعلیمات " کراچی : آل پاکستان ایجو
کیشنل کالج فرائس ، ۱۹۶۱ء ، ص-۵۲۲

۱۱- بدایونی ، عبد القادر ، " منتخب الدوا ربیع " ،
دہلی : مطبع آگرہ ، ص-۹۱

۱۲- مشتاق احمد ، مولانا ، (مرتب) مکتوبہ
قدسیہ " ص-۱۱۵ ، محولہ بالا -

۱۳- قدوسی ، شاہ منظور احمد ، " شجرہ خاندان
قدوسیہ " مخطوطہ -

۱۴- کشمی ، خواجہ ہاشم ، " زبیدۃ المقامات "
لکھنؤ : مطبع مدنی نولکھنور ، ص-۹۹

۱۵- غلام سرور ، مفتی ، لاہوری ، " خزینۃ الصغیاء "
لاہور : المعارف ، ص-۲۱۸

۱۶- رکن الدین ، شیخ ، " لطائف قدوسی " محولہ
بالا ، ص-۵

۱۷- ایضاً ،

۱۸- ایضاً ، ص-۱۰۰

۱۹- مشتاق احمد ، مولانا ، (مرتب) مکتوبہ
قدوسیہ " محولہ بالا ، ص-۱۰۷

مہیول ، " نور محمدیہ " (مخطوطہ) پشاور ؛
پشو اکیڈمی لائبریری ۔

بخاری ، عبد اللہ محمد بن اسماعیل ، " المصنوع
البخاری " مصر ؛ مطبعہ مطعی البیہابی الحلبي
۱۳۵۵ھ -

انسکٹی ، ایس بیورج (مرتب) " تزک سائبری
از ظہیر الدین بابر ، لندن ؛ گیب میموریل
۱۹۰۵ء ، ص - ۱۲۹

جلیل بھگ ، ظہیر ، " تذکرۃ الارباباء " (مخطوطہ)
پشاور ؛ پشتو اکیڈمی لائبریری ۔

القرآن ، ۲۹ : ۱۳
(یا ایہا الناس انا خلقکم من ذکر و نسی
و جعلکم صوباً و قیال لتعارفوا ان اکرمکم
عند اللہ اتقاکم " ان اللہ علیم خبیر) -

القرآن ، ۱ : ۱ (جہانوں کا پالنے والا)

القرآن ، ۲ : ۲ (اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے)
ہدایت -

القرآن ، ۲۱ : ۱۲۷ (مہمانوں کے لیے رحمت) -

القرآن ، ۲ : ۱۲ (لن تنال البر حتی تسفقوا
منا نعبون) -

خانی خان ، نظام الممالک ، ہاشم علی خان
" مستشف اللباب " ۱۷۱۷ھ ؛ ایشیاٹک سوسائٹی ،
۱۸۲۹ء ، ص - ۲۱۲

فرشتہ ، محمد قاسم ہندو شاہ ، " تاریخ فرشتہ
مسقطی ؛ خارج جردیس ، ۱۲۲۷ھ ، ص - ۲۱۰

نظاسی ، خلیق احمد ، " تاریخ مذاخچ ہفت " ،
کر خی ؛ مکتبہ عارفین ، ۱۹۷۵ء ، ص - ۱۲۸ -

مسند نقی ، شیخ ، " اخبار الاخبار " محوالہ
سالہ ، ص - ۲۷۱

فریدی ، محمد لطیف ، " انوار صوفیہ " لاہور ؛
شجاع ، دب ، ۱۹۲۵ء ، ص - ۵۲۱

مسند نقی ، شیخ ، " اخبار الاخبار " محوالہ
سالہ ، ص - ۱۲۹

علی بدوی ، ابو الحسن ، " تاریخ دعوت و مؤہبت
عظیم گڑھ ؛ مطبعہ معارف ، ۱۲۷۷ھ ، ص - ۹۲

صباح الدین عبد الرحمن ، " بزم صوفیہ " اعمال
گڑھ ؛ مطبعہ معارف ، ۱۲۲۹ھ ، ص - ۲۱۲

مسند نقی ، شیخ ، " اخبار الاخبار " ، محوالہ
سالہ ، ص - ۲۱۸

- ۵۵ - القرآن ، ۲۹ : ۱۲
- ۵۶ - انثرو سو از مقاله نگار -
- ۵۷ - محمد اقبال ، علامہ ، " بانیگ درا " لاہور ، شیخ غلام علی اینڈ سنز ، ۱۹۲۲ ع
- ۵۸ - قادری ، امیر شاہ سید ، " تذکرہ علماء و مشائخ سرحد " محولہ بالا -
- ۵۹ - رضوانی سید احمد شاہ قاضی ، " جمعۃ الاولیاء دہلی : حلقہ مشائخ ، ۱۹۲۷ ع -
- ۶۰ - قادری ، امیر شاہ سید ، " تذکرہ علماء و مشائخ سرحد " محولہ بالا -
- ۶۱ - قدوسی ، اعجاز الحق ، " تذکرہ صوفیائے سرحد " کراچی : اردو اکادمی سندھ ، ۱۹۷۹ء -
- ۶۲ - قادری ، امیر شاہ سید ، " تذکرہ علماء و مشائخ سرحد " محولہ بالا -
- ۶۳ - مرزا محمد اختر دہلوی ، " تذکرہ عثمائے سندھ و پاکستان " دہلی : کتب خانہ رشیدیہ ، ۱۹۲۶ ع
- ۶۴ - غلام سرور لاہوری ، " خزینۃ الامقیاء " لکھنؤ ، مطبع شعر ہند ، ۱۲۹۰ھ

- ۴۷ - لغز ، ۲ : ۱۵۲ - ۱۵۷
- ۴۸ - لا تفرؤوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امور بل احياء و لكن لا تشعرون - و لنملوكنم بشی من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و المشورات و بشر الصابرين - اللہین ۱۱ اصفا ستم صبیحہ قالوا اننا لله و اسا الیہ و اجمعون اولئك علیہم ملو اب من ربهم و رحمۃ و اولئک ہم المہتدون -
- ۴۹ - کاکا خیل ، سید سیاح الدین ، " تذکرہ شیعہ رحمتکار " لاہور (فیصل آباد) ادارۃ اشاعت اسلام ، ۱۹۷۲ ع
- ۵۰ - سی ڈوڈ ، سلیمان بن خایت ، " سنن ابی داؤد " مصر : مطبع مطالی البیانی المانی ، ۱۹۵۲ء -
- ۵۱ - احمد بن حنبل ، امام " مسند احمد بن حنبل " مصر : المطبعة المہمینیة ، ۱۳۰۱ھ
- ۵۲ - کلین سیکم بنت ظہیر الدین بابر ، " ہمایون نامہ " لاہور : سنگ میل پبلیکیشنز ، ۱۹۲۶ ع
- ۵۳ - 'یضہ'
- ۵۴ - قادری ، امیر شاہ سید ، " تذکرہ علماء و مشائخ سرحد " بشارور : عظیم پبلشنگ پراس ، ۱۹۶۲ ع

باب ششم

بازید انصاری

۱۔ تعارف :-

بازید انصاریؒ نہیں سیر روشن اور سیر تاریک بھی کہتے ہیں روشنی میں تحریک کے پانی تھے جن کا سلسلہ نسب البیسوی واسطے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت ابوالوہاب انصاریؒ یعنی ائمہ نقالی عتہ تک پہنچتا ہے۔ بازیدؒ کا تہذیبی ۱۲۱ھ کو یعنی چند و ستائیں میں یا برکاتی مکرورت کے قواہم سے ایک سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نے آپ کی پیدائش کے بعد جانبدار کر دیا۔ کوہ اودھ میں قریب ستائیں برسوں تک کے علاقے کا گرامی گروہ میں رہائش اختیار کر لی۔ آپ اور آپ کی تحریک کا جائزہ حسب ذیل نکالت کی روشنی میں لیا جاتا ہے۔

والفہ، لسی سلسلہ :-

شیخ بازیدؒ ابن عبد اللہ قاضی ابن شیخ محمد ابن شیخ بازیدؒ ربما شہید ابن شیخ بازیدؒ کو سیر روشن کہتے کی وجہ سے جبکہ ایک شاہم اچرا میں، ہاتھاکر اس میں میں حق

ہو گیا اور سیر کھینے کی کوٹھاکر بازیدؒ کے گامچر میں پانی ڈال دیا۔ پانی ڈال دیا گیا اور چرخ پہلے سے بھی روشن ہو گیا۔ جبکہ سری تحقیقی کا مد سے آپ نے اس میں روشنی کو چھپا دیا۔ آپ کے نام کے مشہور گونے کا سبب ہے۔

ادب کا ایک کا لقب ان کے فیاضین درجہ پایا اور اٹھ عدد درجہ سے انہیں دیا اور ایک بازیدؒ کے موافقین انہیں درجہ روشن اور فیاضین پیرا کیسے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اور کابل میں سرزاسلیاں ان کو شکست دے کر فافا تھانہ طبرہ دہلی میں داخل ہوئے تھے عیسائیوں نے کہا کہ اگر کے دادا بابا میری حکومت بھی پائی بہت ہی کے مہبران میں فتح حاصل ہونے کے بعد قائم ہوئی تھی اور اگر میری حکومت کا دور ماسی پانی بہت کے میروان میں فتح حاصل کرنے کے بعد شروع ہوا۔ پانی بہت کی فتح کے دو سرے لان اکبر فافا تھانہ شان کے ساتھ دہلی کے اس تانہ تھی تھریہ داخل ہوا جہاں تھانہ بڑی پہلے اس کا دادا بابا بھی اسی طرح داخل ہوا تھا۔ شہر کے باشندوں نے بڑی گڑبڑ کی کہ ساتھ اکبر کا استقبال کیا۔ فتح کی خوشی میں جشن منایا گیا۔ تمام شہر میں چوڑیاں ہوا فتح میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ معززین شہر کو خلعتیں دی گئیں۔ اور اس نے مصلحت کو خطابات اور جاگیریں عطا ہوئیں۔ اور اسے ہندوستان اور دہلی میں تمام مضبوط کرنے کے بعد اکبر تخت پر یکدم نشستیں۔ اور اسے ہندوستان اور دہلی میں تمام مضبوط حکمرانوں کو کابل اور ہندوستان میں بادشاہ قائم رکھنے میں بڑی وقت ہوئی تھی یہ جب پادشہ نے مثل فرج کے راستے مسلمانوں کو رو دیتے۔ "دو شہر فی قیام کے سرکش بننے والوں کی سرکوبی کے لئے اکبر نے زرین خان اور شیخ فیضی کو مقرر کیا تھا ان دونوں نے بڑی جدوجہد کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ سپاہی دروں میں پختہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد تھی پھر بھی رہتی تھی اور ان کو وہاں سے نکالنا مشکل ہو گیا تھا۔" (۲۵) لیکن ابتدا میں جب باغیہ پورے سرکار اور جمعید کا ایک شخصہ دے کر اپنا فائدہ دے۔

کتنے اور ان فوجیوں کو شکست دے کر خیرکم ٹولہ لے لیا۔ جہاں کی وفایت پر ایک ہزار باغی اور پیکار پر اسرار دے کر اگر وہ کی طرف بڑھا مثل سرور ہو سکند، جہاں ایک مقام پر نہ کرنے کے چھٹے شہر چھوڑ کر چلا گیا۔ جہاں سے اس کا قہار کیا وہ دہلی پہنچا۔ جہاں اس کا مقابہ ہو گیا ایک ستمگر اور شکست کھا کر تھکسا اس کی طرف سرور ہو گیا تھوڑے دنوں کے بعد کریم اور پناہ لقب مامور ہو کر جیت لکھا۔

شیخ محمد ابن شیخ سراج لدین ابن جبرائیل الدین ابن شیخ مولانا ابراہیم اسماعیل ابن شیخ زادہ حمزہ ابن خواجہ محمود ابن شیخ داؤد ابن شیخ شمس الدین ابن شیخ عقیل ابن شیخ تھان ابن شیخ دادا ابن شیخ منصور ابن شیخ محمد ابن خواجہ زید احمد انصاری ابن شیخ منصور محمد ابن شیخ محمد ابن شیخ زادہ ابن خواجہ ابو العیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۲۶)

(ب) محمد اکبر اور روشنیہ محمد کیسے۔

مغیرہ تار شیخ کا ابوہریرہ مظلوم کرنے سے پہنچتا ہے کہ وہ بالوں کی آنکھ بند ہونے ہی ہندوستان میں مغیرہ حکومت تقریباً ختم ہو گئی تھی لیکن اکبر اور اس کے شیخ پر خزان نے انہماقی تدبیر اور جزا سے کام لے کر نہ صرف مغیرہ حکومت کی گولی پہلے عمارت کو سنبھال دیا بلکہ مغیرہ حکومت کو ایسی مضبوط بنیاد دی کہ پورا سر نوٹا ختم کر دیا کہ یہ حکومت صدوں تک برقرار رہے۔

اگرچہ بالوں کے فوت ہونے ہی افغانستان اور ہندوستان میں ایک ساتھ بننا پڑی آنکھ کھڑی ہو نہیں سکتی۔ مگر یہ بھی سمجھتے تھے کہ اگرچہ انھوں نے کم عمر ہو کر اپنے وہ کیا تھا بلکہ اسکے گاس لے بی بی موقع ہے کہ وہاں کی دلاؤ کے اقتدار کو ختم کر کے راستہ صاف کر دیا جائے لیکن اکبر کے آقا لیتا، پیر خاں نے اکبر کا لڑکھانہ لادلی سے ساتھ دیا یہاں تک کہ اکبر پنجاب میں سکندرشاہ سموری، پانی پت میں تھوڑا سا

* یہی بقال سلطنت سموری کے آخری حکمران احمد شاہ عادل کا وزیر و حاکم اور

سہ ماہ تھا یہاں کا تاج تھا۔ تاجا میں شیر شاہ کے لشکر میں ایک فروخت کرتا تھا۔ اس کے بعد زنی کی کرتے کرتے اس کو جو بیچ گیا۔ بڑا دیر اور ہو شمند تھا اس نے احمد شاہ

روشنیہ تحریک کو ختم کرنے کے لئے ہواڑہ بھیجی۔ شیکر ستھیب الیہا یہ اس فوج کی تعداد چالیس پچاس ہزار سبائی لگی ہے۔ سیریل جیسے محاذ پر پہنچا تو پہلے پہل اس نے بڑی جلد و جہد کی اور چند ایک کارنامے دکھائے لیکن آدی خود رائے تھا غورو کے سبب سلاہ سے معاملات میں اپنی جھگڑا دے اٹے پر بھیہ و سکر لیتی تھا اسی لئے بادشاہی فوج کو اس کی سرکردگی میں ایسے حادثہ سے دوچار ہونا پڑا کہ ایسا حادثہ لوہے سے عمدا کہہ کر بھی رونما نہیں ہوا تھا یعنی کسی جنگ میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ پچاس پچاس ہزار کی سوار اور پیادہ فوج میں سے ایک آدمی بھی زندہ بچ کر نہ لوٹ سکا۔ رہے وہ شیر تحریک کے خلاف اکبر کی فوج کی آں شکست کا ذکر وہ اولت کیرو نے بھی کیا ہے جس میں آٹھ ہزار مغل فوج اور اکبر کے قریبی اسرار کی موت کا ذکر سردار سیریل کو ٹھہرا گیا ہے۔ یہ خود بھی یونانی ہے اپنی جان کو ادا دیا تھا۔

In the melee which followed Bir Bal and 8,000 of Akbar's army lost their lives, including the Gallant Bhtanni, Nassar Khan. The poet, Abdul Fateh, cowering beneath a bush, was picked up by Zain Khan, who pushed slowly on with the only force that held together. After heavy fighting he and Abul Fateh reached a point near the crest of the Malandari and Bivouacked for the night. (8)

کیا تو اکبر نے صرف اس لئے خود صرف ہمارے یہ کی تحریک کی مخالفت نہیں کی بلکہ اس کے لئے سختی لے کر دے اور اپنی مدد کا پورا پورا اقبالیا۔ "پھر ہا یہ یہ نے اپنے غلیظہ دولت کو صرف اس لئے توجہ کا ایک تسخیر کر کے اکبر شاہ کے پاس بھیج دیا کہ وہ اسے اکبر کے سامنے پیش کرے چنانچہ اس نے یہ کتاب اکبر کے سامنے پیش کی۔ اکبر نے جب اس کا مطالعہ کیا تو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں نے شیخ کی پیروی کی اور جو خدمت کہیں وہ میں بھیج دیا۔ اور ان کے غلیظہ دولت کو بھی خدمت کچھ پہنچا اور تحفے بابر پر کے لئے بھیج دے اور ان کے غلیظہ دولت کو بھی خدمت بخشا۔ (۵) بعد ازاں جب اس تحریک نے قوت پزیر لی اور مرزا حکیم نے اس کے خلاف قوت استعمال کی تو اس تحریک نے سیاسی شکل اختیار کر لی اور پراس قوت کا مظاہر کیا جس نے پختونوں کی آزادی سلب کرنے کی کوشش کی۔ "شروع میں بابر پر نے اکبر شاہ کے پاس صرف اس لئے خود صرف ہمارے یہ کی تحریک کی مخالفت نہیں کی بلکہ اس کے لئے سختی لے کر دے اور اپنی مدد کا پورا پورا اقبالیا۔ "پھر ہا یہ یہ نے اپنے غلیظہ دولت کو صرف اس لئے توجہ کا ایک تسخیر کر کے اکبر شاہ کے سامنے پیش کرے چنانچہ اس نے یہ کتاب اکبر کے سامنے پیش کی۔ اکبر نے جب اس کا مطالعہ کیا تو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں نے شیخ کی پیروی کی اور جو خدمت کہیں وہ میں بھیج دیا۔ اور ان کے غلیظہ دولت کو بھی خدمت کچھ پہنچا اور تحفے بابر پر کے لئے بھیج دے اور ان کے غلیظہ دولت کو بھی خدمت بخشا۔ (۵) بعد ازاں جب اس تحریک نے قوت پزیر لی اور مرزا حکیم نے اس کے خلاف قوت استعمال کی تو اس تحریک نے سیاسی شکل اختیار کر لی اور پراس قوت کا مظاہر کیا جس نے پختونوں کی آزادی سلب کرنے کی کوشش کی۔ "شروع میں بابر پر نے اکبر شاہ کے پاس صرف اس لئے خود صرف ہمارے یہ کی تحریک کی مخالفت نہیں کی بلکہ اس کے لئے سختی لے کر دے اور اپنی مدد کا پورا پورا اقبالیا۔ "پھر ہا یہ یہ نے اپنے غلیظہ دولت کو صرف اس لئے توجہ کا ایک تسخیر کر کے اکبر شاہ کے سامنے پیش کرے چنانچہ اس نے یہ کتاب اکبر کے سامنے پیش کی۔ اکبر نے جب اس کا مطالعہ کیا تو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں نے شیخ کی پیروی کی اور جو خدمت کہیں وہ میں بھیج دیا۔ اور ان کے غلیظہ دولت کو بھی خدمت کچھ پہنچا اور تحفے بابر پر کے لئے بھیج دے اور ان کے غلیظہ دولت کو بھی خدمت بخشا۔ (۵) بعد ازاں جب اس تحریک نے قوت پزیر لی اور مرزا حکیم نے اس کے خلاف قوت استعمال کی تو اس تحریک نے سیاسی شکل اختیار کر لی اور پراس قوت کا مظاہر کیا جس نے پختونوں کی آزادی سلب کرنے کی کوشش کی۔

دورستان ہی تو تحریک روشتہ کا پہلا مرکز بنایا۔ انھوں نے درویشہ کے بیان کے مطابق بائیزید پٹاڑی ملا قوں سے شکل کر چٹا و درویشہ اور اجشت منکر تہیہ جو تحصیل چارسدہ میں واقع ہے اس علاقے کے لوگوں نے بائیزید کی اطلاع سے قبول کر لی اور بائیزید یہی مقیم ہو گیا۔ (۱۰)

اور اس طرح اس تحریک کا دوسرا مرکز درویشہ کے تحصیل کیا۔ جب بائیزید نے فطحت امر ارا کو دعوت دے بھیجے تو کابل کے صوبیدار محسن خان نے بائیزید کے خلاف فوجی کارروائی شروع کی جس کے نتیجے میں بائیزید گرفتار ہوئے لیکن جلد ہی انھیں راکر دیا گیا۔ بائیزید جیل کابل سے واپس آیا تو اس نے قبائل و ہندوئیوں پر آشوب کیا کر لی اور اس کے بعد کو تبلیغ کا مرکز بنایا۔ قبائلی سرداروں سے اس نے رشتے استوار کئے اور فطحت امر اس کے پاس اپنے خلیفے روانہ کئے جن میں سے مولود کو قندھار میں خلیفہ مقرر کیا جو بعد ازاں سندھ اور بلوچستان پہنچے اور بلوچی سرداروں نے شاہ یعقوب علی اور عمر کو ان کے علاقے کے خلیفے مقرر کیے ایک اور خلیفہ دولت کو بائیزید نے صراط النور صید دے کر اکبر کے پاس بھیجا۔ جس نے دولت کو فطحت سے لوٹا۔ (۱۱)

مذہبی افکار

۴

بائیزید کے مذہبی افکار حالات کی تصدیق صراط النور صید میں بصراحت مذکور ہیں۔ اس کتاب کے بارے میں قیصر محمد طراز میں لکڑا کہیں برس کی عمر میں بچے خواجہ بی حکم ہو کر مذہبی یا ایک رسالہ پادشاہوں کے لئے لکھا کہ ان کو بھیجوں تاکہ ان کے لوگوں میں توحید کا شہرہ عام ہو اور وہ پادشاہ جو علم تو صید سے بے خبر

توحید۔۔۔ رے ترتیب پڑی میں سیر مل اور اکبر کی فوج کے اکٹھے پورا آدمی ہلاک ہو گئے ان میں بہادر و بدعتی مسلمان بھی شامل تھے۔ ابو الفتح ڈیرہ کے مارے ایک جھاڑی میں چھپ گیا تھا جسے دین خان نے نکالا۔ فوج کا صرف ہی ایک دستہ تھا جس میں کچھ ترتیب باقی تھی۔ یہ لوگ بڑی احتیاط کے ساتھ آگے بڑھے اور بڑی مشکل کے بعد دین خان اور ابو الفتح ہمدردی کی چوٹی کے قریب پہنچ کر راستہ گذارنے میں کامیاب ہوئے۔

اکبر کو اس شکست کا سنا کہ کھڑکھڑا کر وہ حیران اور ابوالفتح صورت سال سے آگاہ کرنے کی غرض سے پادشاہ سے ملاقات کرنے آئے تو اکبر نے درویش کا کہ ان پر کوئی فوج نہ ہو۔ ان تمام حقائق سے معلوم ہوا کہ اکبر اپنی تمام تر قوت کے باوجود روشتہ تحریک کو ختم کر سکا۔

(ج) علاقائی وسعت۔

بائیزید کی پیدائش کے بعد ان کے والد محض ولی و وزیرستان و صوبہ سرحد منتقل ہو گئے والد کا خیال تھا کہ بیٹے کو نگہبیل علم کے بعد قاضی بنائیں لیکن بائیزید کا رجحان کچھ اور ہی تھا بائیزید اس سلسلے میں خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے شاکر حق کی معرفت آدمی پر فرض عین ہے اور وہ تیرے پیر کا مل کے حاصل نہیں ہو سکتی اس کے بعد میں یہ کام مل کی تلاش میں مشغول ہو گیا اور لوگوں سے پوچھ کر یہ نفاذ کیا۔ بائیزید نے اس سلسلے میں قندھار کا سفر بھی کیا۔ بعد ازاں صراط النور صید کی تصدیق کی۔ مختلف امر اور درخواست دی کہ وہ اس کی تصدیق کریں اور پھر حوالی

۳۔ عبادت۔

عبادت کی اہمیت کا اندازہ یا پیر کی اس عبادت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جس میں انہوں نے سلاطین امر اور اپنے مقتدرین کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔ ”مقدائے تعالیٰ جی آدم برا برائے عبادت آخر پرہ است و عبادت طاہرہ باطن است ابا عبادت ظاہر فرض وقتی است پس اول ان فرض عمری است و دوم فرض نفسی مست مؤثر فرض مادی است چارم فرض بشری است و پنجم فرض مادی است“ (۱)

ترجمہ۔ انسان تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لیے پیدا فرمایا اور عبادت ظاہر کی اور باطنی ہے۔ ظاہری فرض وقتی ہیں جن میں سے پہلا فرض عمری ہے و دوم فرض نفسی، تیسرا فرض مادی اور چارم، پھر تھا فرض بشری اور پانچواں فرض مادی ہے۔

پانچویں فرض کی تشریح بھی بیان کرتا ہے جس میں اقرار فرمادیا کہ عبادت و کفالت، صوم اور عقیقہ شامل ہیں۔

”عمری و عقیقہ پرہ است، اولیٰ ان کی پس از عبادت کہ در کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیکار ہو و تکرار ذکر و تلاوت و کلمے بارہ سنت است و دوم در عبادت نماز کہ بعد از دن است چنانکہ حق تعالیٰ فرمودہ است، اگر و سے را طاقت باشد و فرض خمس باقی وقت نماز را، بکفورتی گذاردن است و فرض ماہ رمضان را و عقیقہ و اشتیاق و فرض سائے زکوٰۃ مال و اذن“ (۲)

ترجمہ۔ فرض عمری کی تعداد آٹھ ہیں ایک یہ کہ عبادت کے ساتھ کلمہ

پیدا ہو یعنی اس سے وقف ہو اور وہ توضیح کو اختیار کر کے شرک سے دور ہو کر تمام سکریں میں یکساں پڑھیں اور گناہ گھٹیں اور ایک پیرترین متاثرہ جہلمے اور انسانوں کے حسن اخلاق سے بہ زمین جنت کا نور برآں جائے (۳) اپنے کس رسالے میں باپ نے حسب ذیل روشنیوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ علم و معرفت کی اہمیت۔

علم و معرفت کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے باپ نے لکھتے ہیں۔ ”انقص الانسان لاجل جهل و قلة لادى ان يحصلون فیہ علمہ و یصلون فیہ التوحید لا یقبل، لکنہ لعلی عبادۃ و احسانات ان کون بقیہ التسلیم و معرفتہ لئلا یجہل“ (۱)

ترجمہ۔ انسان کی غیبت اس عبادت کی وجہ سے ہے جو اسے علم اور معرفت توحید کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بغیر علم اور معرفت توحید عبادت اور نیکیوں کو قبول نہیں کرتا۔

۲۔ حصول علم و معرفت۔

علم و معرفت کے حصول میں انسان کو کس قدر خوشحال رہنا چاہیے اس کا ذکر کرتے ہوئے باپ نے لکھا ہے۔ ”برائے احوالین علم و معرفت توحید واجبہ و انجہ دور راہ و است تمہیل باید کہ مستحق و کامل و کم ہمتی و دور سے نشا پیر“ (۲) ترجمہ۔ علم و معرفت توحید اور پیر کچھ اسی راستے میں ہوا ہے سیکھنے کی مستحق و کاملی نہیں کرنی چاہیے بلکہ بلند از بلند اسے حاصل کر لینا چاہیے۔

چہارم مقام معرفت :-

مغیربول کے راز کا مقام ہے اس مقام میں سالک مدلیں ان آنکھوں سے حق کا پیرا کرتا ہے اور ہر چیز میں خداستحق کا جلوہ تلاش کرتا ہے اور چار بنیادیں بولیں یعنی نفسانیت، محول، شہوت اور طمع سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔

پنجم مقام قربت :-

اس مقام میں سالک حق کی آواز کے علاوہ اور کچھ کان سے نہیں سنتا۔ اور حلقوں سے تسبیح کے جوئے نئے نئے نکالنا تک طریقے سے نکلے ہیں ان کو چھتا ہے۔

ششم مقام وصلت :-

اس مقام میں سالک اپنی ہستی کو بھول جاتا ہے اور اپنے وجود کے ساتھ اپنی ہستی شریک کر لیتا ہے۔ اس سے مراد پائیداری یہ ہے کہ بغیر مہبود کے کسی کو نہیں دیکھتا کیونکہ خدا کے علاوہ سب کچھ محکم کر دینا وحدت کا مقام ہے۔

ہفتم مقام وحدت :-

سالک اپنے آپ کو اور پوری دنیا کو خدا تعالیٰ کی ہستی میں مدغم کر دیتے ہیں طرف دیکھے اور کچھ بھی دیکھنے ذات حق کے علاوہ اسے کچھ نظر نہ آئے۔
تجلی تیری ذات کا سوسو ہے
جو صبر رکھتا بول لادھر تو ہی تو ہے

ان میں پہلے سات منازل کی مزید تشریح صرف اطا الصوفیہ کی روشنی میں یوں کی گئی ہے۔

اول مقام شرم لعلیت :-

اس مقام میں سالک غفلت میں بغیر بول کے نفس قدیم پر چلتا ہے حق بولتا ہے غیبت، جھوٹ اور فحش و مبہمانہ آزمائی سے پرہیز کرتا ہے اسے اپنی زبان قائل میں رکھتی ضروری بات بولی ہے اور اعلیٰ مرتبہ حاصل کرنے کے لئے اسے مقام شرم لعلیت کے آداب و احتیاط کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔

دوئم مقام شرم لعلیت :-

اس مقام میں سالک گوشش کرتا ہے کہ اپنے آپ میں غرضتوں کے اوصاف پیدا کرے غراہشات نفسانی سے پرہیز کرے ان کی صفائی اور تکریم بھی ضروری ہو جائے اور عبادت میں غرضتوں جیسے لذت محسوس کرے اس مقام میں مرضی ہذا اور دوزلوں کے ساتھ ساتھ فحش فانی، فانی اور دوزخہ اور کفر کے ساتھ مخالفت اور حق کے ساتھ پیروی کا ملکی اطلاق عت مشاعلی کرے۔

سوم مقام شرم تحقیق :-

اس مقام میں سالک بغیر بول کی مکمل پیروی کرنے کو رضی، دائمی ذکر اور شکر، وسواس سے خلاصہ اور دل کی صفائی و یقین اس مقام کی خصوصیات ہیں ذکر فحش کی پابندی پر پابند رہنے بہت زور دیتا ہے اور صراط الصوفیہ میں شراکی اہمیت اور احادیث نبوی سے استنباط کر کے کو گوشش کی ہے۔

اور ایک ذہنی انگشت اور یوہ صنف ذہنی شامل تھے اور وہ اس تحریک کے ذریعہ چھوٹوں میں حرکت کرتے تھے، حسن اختلاف۔ پسند ہی سیرت و کردار، فکر و عقل اور حصول علم کے جذبات کو پیدا کر کے چھوٹوں کی سیاحت و فطرت کو لائق بنا نا چاہتے تھے جس کے پیچھے میری چھوٹوں کی ایک دماغی اور قومی حکومت قائم ہو سکتی تھی تاکہ ہندوستان میں مغلوں کے غلبہ و اقتدار سے چھوٹوں کی آزادی محفوظ رہے۔ میری وجہ سے کہ داخل حکمرانوں نے اس تحریک کو چھپنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ سو اس دور میں کے ملاقوں پر اگر کسی فوج کشی کا باعث یہ روشن کاغذ میری اقتدار تھا باہر پڑائی ایک شخص میں نے پسند یہ صوری صدی عیسوی میں ہندوستان میں داخل ہونے کی بنیادوں کو پڑایا تھا جنہو بعد از پرستان کے علاقہ کا فی کرام ہم عہد افغانی ایک شہر ہار عام دین کا فیروزہ نذر تھا^(۱) اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب ہندوستان میں اگر حکمران اپنی کی تروری میں مصروف تھا اور ۱۵۰۰ء میں ہندوستان کے شہر عالم دین ملائچھوٹو پوری نے اگسٹ کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تو باہر انصاری اپنی وہ دماغی تفصیلات بھی نے صوبہ سرحد میں نہ صرف اگسٹ کی مخالفت شروع کی بلکہ اس کے خلاف جہاد کو جو ترور قرار دیا اور اس کا عمل ثبوت بھی فرما کر کیا۔ ۱۵۰۰ء میں جب اگسٹ کی فوج مداحان سنگھ کی سرکردگی میں کابل میں تھی تو باہر پیر کے حکم سے یوسف زئی اور دیگر قبیلوں نے دریائے کابل کے شمالی طرف سے اور خود باہر پیر نے دیپائے سندھ کی مغربی طرف سے شاہی فوج پر حملہ کر دیا اس طوائفی میں شاہی فوج کا فی نقصان پہنچا کر شاہی لشکر اور قافلے کے آٹھ ہزار افراد ہلاک و زخمی ہوئے جلال الدین اگسٹ کو جب ان واقعات کی اطلاع ملی تو اس نے محسوس کیا کہ باہر پیر کی طرف سے مزید فطرت باعث بنائی ہوگی۔^(۲)

۳۔ باہر پیر کی سیاسی مساعی

باہر پیر انصاری جس تحریک کے بانی تھے اس کا اصل مقصد حکمرانوں کی اصلاح تھا تاکہ پورا معاشرہ اصلاح پذیر ہو جائے۔ باہر پیر کا کہنا ہے کہ اگر اپنی نادر دی کے بعد اپنی رعایا کو بیبیوں کی تلقین کریں اور ایک ایسا معاشرہ قائم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں جہاں نیکیاں کی یکساں ہوں اور ہر شخص اتباع شریعت کا حامل ہو، پتے اسی فکر یہ کا اظہار ایک مکتوب میں اس طرح کرتے ہیں ”وہا جنت من سوسے شاہ برائے دین و ایمان شاہ مست کرتھتا درمن جنتوہ در شریعت ثابت شوہر وہ بیگم و بیباں مدائیر بغیر و شہر۔ تاہر آں ثابت شوہر برائے آخہ در اخص و آیتہ فرشتگان و در کتب شرعہ و اداری بسبب یاری کی و احسان جو پسندت (۱۹)“

ترجمہ۔ ”تہا سے دین و ایمان کے سلسلے میں میری عرض ہے کہ میری بات سلوک کر لو بہت پر تابست قدم بہ بود و اندود کسے لوگوں کو بھی تابست قدر کم ہے کی تاکید کرتا کہ وہ اخص و کواضیہ کر لیں اور فرشتے نیکیوں کی کتب میں ان کی بہت نیکیاں اور احسان لکھیں۔“

در اصل اگر باہر پیر کے افکار کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس نے ایک تحریک کی بنائیب دعوت دہی اور اپنی اس دعوت میں باہر پیر امر اور قومی سرداروں کو خطاب کیا اور اپنے ان اصولوں پر چون کا ذکر کیا اور یہ کیا گیا لوگوں کو ہمنوا بنایا اور اس پرستہ کی ایک ایک مذہبی اور ملی تحریک بن گئی جس کے پرچم تلے چھوٹوں نے متحد ہو کر پیر باہر پیر کی قیادت کو قبول کیا اور اس میں تصریح چھوٹوں کے تمام بڑے بڑے بانی شامل آخر میری مہمند

تھی اسی تحریک کا قریبی شہسوار۔

خود بایزید نے کسی طرح اس تحریک کو سیاسی قوت بخشی اور کس طرح یہ دینی تحریک ایک سیاسی تحریک بن گئی اس کی ابتدا ایک واقعہ سے ہوئی جس کا ذکر بایزید کی خود نوشت سوانح عمری میں اس طرح کیا گیا ہے۔

”ایک واقعہ ہندوستان سے واپسی پر کابل جا رہا تھا کہ راستے میں اس نے

پڑاؤ کیا جہاں بایزید کے انتہائی پرہیزگار مرید رہتے تھے قائد و اولوں کی حرکات و سکنات سے انہوں نے اندازہ کیا کہ یہ لوگ فکر آخرت سے بالکل غافل ہیں اس حالت پر وہ ہر وقت اپنے سے باہر ہو گئے اور قافلہ کال و اسباب خالص کر دیا۔ کابل کی حکومت نے اس پر ان لوگوں کو قتل کر کے ان کے بالی بھوکوں کو گرفتار کیا اور کابل سے لے گئے حکومت کی اس کا وادی پر بایزید نے کابل کی حکومت سے تحریری احتجاج کیا جس پر کابل کی حکومت نے پشاور کے حاکم حسن خان کو بایزید کی گرفتاری کا حکم دیا بایزید کا مصروف کیا گیا لیکن وہ مصروف و تیراہ کی پہاڑیوں میں چلا گیا اور اس پہلے صحرے کے مقام کام نام آغا زید پر کھڑا گیا پندرہ ماہ اس کے بعد سے بایزید کی یہ تحریک سیاسی میدان میں انٹرائی اور اس تحریک کے پیچھے نئے پختون بلالہ امتیاز قیام کی وفادارانہ متحد ہو گئے آخر پوری ہند، خلیج اور عربیہ اور یورپ صفحہ زمینوں میں سے بھی بایزید کی قیادت میں مسلح حکمرانوں سے خبردار ہوا جو نے لگے کیونکہ بایزید پختونوں میں تنظیم پیدا کر کے ان کی ایک داخلی اور قوی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے اور مغربی جوہر وستان میں غلبہ اور اقتدار حاصل کر چکے تھے ان کی غلامی سے اپنے علاقے کو آزاد رکھنا چاہتے تھے لہذا بایزید نے کابل کی کمرا کو اپنا مرکز بنا کر اس تحریک کا آغاز کیا اور ۱۰۹۵ھ سے ۱۰۹۸ھ تک مقبوضوں سے لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا اسی دوران کابل کے صوبے دار

جس میں سے بعض فرما نرو اول اور روضیہ تحریک کے دو میان پختاش شروع ہوئی ہے اور یہ بایزید کی وفات کے بعد بھی جاری رہی لہذا بایزید کے سامانہ ارادے جلا کے خلاف اکبر نے زبردست قومی کاروائی کی۔ یہی لوگوں پر تسلط فوج کے ساتھ قومی تحریک کا قطع فوج کرنے کے لئے روادار کیا لیکن نتیجہ کیا نکلا وہ اس مرتبہ لوہے پر لڑائیوں نے پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ حملہ کیا۔ شاہی فوج دو گزرت کے ہونہر میں ”کڑوا“ کی چوٹی پر پہنچ کر بچھڑ کر وہ اپنی منہاں کسک پہنچ گئی ہے لیکن اسے بڑی مالوسی ہوئی فوج کو ابھی ایک اور ننگ گھائی سے گزرنا تھا جہاں سے دائیں طرف دیرپائے سوانت ایک کاراستہ پڑا اور شوراز گدار تھا۔ فوج میں ایک دار بھرافر تقری پھیل گئی۔ فوج کا اگلا اور بڑا حصہ کسی ترتیب کے بغیر آگے بڑھ گیا صرف ایک حصے میں جس کی کمان دین خان کی رہا تھا تنظیم باقی رہی۔ قبائلی چورائیکس جانے واسے راستے کی متوازی پیادہ لڑائی پر ہارے جاتے گئے۔ انہوں نے لشکر پرتس کا حال پہلے ہی خراب تھا تیر اور پتھر بڑے شورش عاتکے۔ رات ہوئے ہی شاہی لشکر میں سرسنگی پھیل گئی بہت سے سپاہی گے پڑھنے کے شوق میں کھڑوں میں گر گئے اور پیادوں سے نیچے پھسل گئے، بھڑک رہے سے راستہ رک گیا بالآخر، گھوڑے اور انسان آپس میں گڑبڑ ہو گئے۔ اس کے بعد جوہے ترتیب لڑائی ہوئی اس میں جرنیل کے لشکر کے ”ٹھٹھ پڑا اور افراماک کو گئے۔“ (۱۶۱)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اکبر اپنی پوری قوت کے استعمال کے باوجود

* پورے پختون کی بڑی تعداد جلا کے ساتھ تھی۔ اسی لئے یہاں وہ شکاریوں کے نیچے پوسٹ شکاریوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

۴۔ روشنیہ تحریک کے اثرات

روشنیہ تحریک جو کہ بنیادی طور پر ایک مذہبی تحریک تھی۔ تحریک کے بانی بابر پر انصاری کی خواہش تھی کہ لوگ ان کی پیروی کریں اور اسے لئے نہایت کی روایتی نہیں مانچے ماحشرے کی اصلاح کریں اور اس مقصد کے لئے آپ نے جو یہ سرحد کا تفصیلی دورہ کرنے کے بعد تجھیل چاڑ سدرہ کے علاقہ شہر کو اپنا مرکز بنایا جس کی وفات امت آخر دورہ ویزہ نے اس طرح کی ہے۔ ”بابر بابر نامی علاقوں سے نکال کر لٹا اور پوتا ہوا شہر نکچہ چاچا جو کھجس چاڑ سدرہ میں واقع ہے اس علاقہ کے لوگوں نے بابر پر کی اطاعت قبول کر لی اور بابر پر یہیں مقیم ہو گئے بابر پر کی تصانیف کی دنیا بھر میں مقبہت کے ساتھ ساتھ لائ کی ادبی ادبیت بھی ہے اس طرح اس تحریک کا دیگر اثرات کے ساتھ اس علاقے کے ادب و ثقافت پر بھی اثر پڑا۔

بابر پر جس فرقے کے بانی تھے اس کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کے خیال سے اس نے اپنی سوانح اور افکار کی نشر و شاعت کے لئے کیا ہیں اور سہلے بابر پر کا اسلام اب ان سالوں میں اس طرح سے ہے کہ وہ پہلے انبیاء کے طور پر قرآن کریم کی آیات کا ذکر کرتے ہیں پھر اس کے ساتھ حدیث کا مناسبت لاد شامل کر کے ہیں اور اکثر بزرگوں کے اقوال کو بھی شامل کرتے ہیں بابر پر نے اپنی کتاب میں چنے خاندان والوں اور سدرہ چاڑ سدرہ کو ستائیں اور ان کو خوب سمجھا یا آپ کی کتابوں میں تیر الہیات اور مقصود المؤمنین نے اس تحریک اور تصوف میں مقام حاصل کیا یہاں تک کہ نہ حسب بابر پر کا بیانیہ شیعہ عمر اپنے لشکر کے ہمراہ علاقہ بوسف زئی سے جا

محسن خان کو ایک لڑائی میں شکست دے کر تیراہ کے علاقے کو مرکز بنایا۔
بندر زان محسن خان ہی سے ایک اور جنگ ہوئی جس میں بابر پر کو شکست اٹھانی پڑی آپ کا لشکر منتشر ہو گیا اور آپ کو فرار کی راہ ملنی پڑی۔

وفات بابر پر :-

محسن خان کے ماتحتوں شکست کے بعد آپ کی طبیعت نامساعد ہو گئی اور کچھ عرصہ بیمار میں مبتلا رہنے کے بعد ۹۹ھ میں وفات پائی۔ بنوں کے نواح میں ”صو رک“ نامی ٹاؤں میں آپ کو دفن کیا گیا۔

بابر پر کی وفات کے بعد یہ تحریک ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کی اولاد نے اس کو جاری رکھا یہاں تک کہ ۱۰۹۹ھ میں اس وقت اس تحریک کا خاتمہ ہوا جب بابر پر کے پڑپوتے شیخ سدا نے ہمایوں کو کھلا کر اگر جباری طرف سے کوئی برا ہے تو وہ شہید ہوتا ہے اور اگر مارتا ہے تو نازی نہیں اگر کوئی تہمیدری طرف سے مارتا ہے تو وہ ختم نہیں ہوا اصل ہوتا ہے اور مارنے والا خلی اور اسب اقصیٰ تصور ہوتا ہے۔ تم دارا پاشا نے مار کھول کر نو دیکھو تو معلوم ہوا کہ سلطان ابو سعید تیموری کی دختر کس صاحب مال سے بیاہ گئی تھی ہم اس جزیرہ کی اولاد میں سے ہیں اور اس لئے وزارت مملکت ہے۔“ اس خط کا تاثر یہ ہوا کہ ہمایوں نے نو دیکھ کی اور احمد زما را گیا اس کی وفات کے بعد اس کے پڑپوتے عبدالقادر نے سلطنت کا دعویٰ کیا ورنہ بھی مار گیا جس کے بعد عبدالقادر کی والدہ اور دوسرے لوگوں کو شاہ جہان کی خدمت میں لے جایا گیا جس نے ان سب کو مصافحہ کر کے قتل کر دیا۔

سے نو زما اور بھر اس کے ساتھ اس تحریک کا سہارا دھو دھم گویا۔

اس میں بنیادی تبدیلیاں کہیں اور نہ سر اٹھا دی گئیں۔

علامہ ازیب باختر بدین نے اپنے سر دیوں میں خود اختیاری اور آزادی فکر کو پھیلا یا انہوں نے مسلمانوں اور مسیحیوں میں خالق اور خلقت میں غور کرنے کی عادت ڈالی۔ اور کہا کہ زندگی کا راز یہی ہے کہ انسان خود فکر کے ذریعہ اپنے خالق سے قریب ہو جائے۔ ان اثرات کا سبب باختر بدین کی تصانیف اور ان کے خلفاء اولاد تھی۔

الف۔ تصانیف باختر بدین۔

باختر بدین فرقتے کا بانی تھا اس کے بنیادی اصولوں کی وضاحت اپنی سوانح اور افکار کی نشر و اشاعت کے لئے باختر بدین نے باقاعدہ کتب اور کچھ سالے لکھے۔ اسے ایک باختر بدین کی حسب ذیل تصنیفات معلوم ہو سکتی ہیں۔

۱۔ خیر الیسیان۔

پالیس ابواب پر مشتمل یہ کتاب عربی، فارسی، پشتو اور ہندی میں ہے۔ باختر بدین بہت سیرگر پرقتے تو سر دیوں نے آخری وصیت کی درخواست کی جس پر باختر بدین نے کہا کہ خیر الیسیان کا مطالعہ کرو اس کتاب میں میں نے وہ تمام حکم درج کر دیا ہے جو مجھے خدا کی طرف سے اتنا ہوا تھا۔ (۲۶) اور بغیر نشانہ لوانا اس کتاب سے باختر بدین کے عقیدہ و عدالت کو جو کافا ثبات ہوتا ہے۔ (۲۹) یہ کتاب اپنے لپیٹے ہوئے ٹیٹا اور نے مولانا عبد القادر صاحب کے حواشی کے ساتھ چھاپ دی ہے اور اس کا نسخہ میو بنگلہ ٹیٹا سرکاری جرنل سے حاصل کیا گیا تھا۔

ربا تھا اور پیچھے ڈھکن تھا کہ اسے خیال ہوا کہ خیر الیسیان پیچھے روک گئی ہے تو اس نے ایک ندم بھی لگے نہیں بڑھایا جب تک کہ اس کے کا نذر سے کتاب کے کچھ بیج نہیں گئے۔ (۲۶) اس کے علاوہ حالات میں یہ مقصود انوکھیں کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ نہ بنگلہ کے ایک موقع پر باختر بدین کا بیٹا جلال ہالین ڈشمنوں میں گھرا ہوا تھا اور اس پر پولوں کے لپے درپے وہاں پر پتے لیکن مقصود انوکھیں اس کے پاس تھی جس کی برکت سے اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ (۲۷) اسی طرح صراطِ انوار محمد خیر الیسیان اور فرخ نظامیوں باختر بدین کی وہ تصانیف ہیں جن کی وجہ سے عوام اور مسیحیوں میں علمی و ادبی صلاحیتیں پیدا ہوئی تھیں تاکہ وہ پشتو زبان میں اپنا سرمایہ چھوڑ جائیں۔ باختر بدین نے انہیں کائنات کے بزر میں غور کرنے کی دعوت دی کہ اس کے خالق کی ذات میں فکر کریں تاکہ اس کی عظیم فہم کو درپیش نہ سکیں۔ یہ ایک مستحکم بات ہے کہ جب کبھی قومیں اخلاقی اعتبار پر غور کرتی ہیں تو ضرور انہیں ثقافتی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اقوامِ عرب کو اقوامِ برہمنیہ کی طرح حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح باختر بدین انصاری کا مشن صرف مذہبی اور اقتصادی بلکہ ثقافتی تھا۔ ماہرین کو احترام ہے کہ پشتو موسیقی کا ارتقاء باختر بدین اور ان کے پیروں کی وجہ سے ہوا۔ ان لوگوں نے

* حاجی محمد ۹۰ھ جو باختر بدین کے سر دیوں میں سے تھے۔ انہوں نے یہ باب چند

تاروں کا تھا لکھ کر جن پر کھتران موبہقا رول نے نئے نئے ایچے لکھے لیکن ان شخصوں کو غیر متوازن کیا گیا تھا یا نہ پڑھنے کی تھی، صدائے گنج اور پیر احمد گنج کی تیار ہوئے یہ قلموں نے سارے جگہ پر بنگلہ و برطانوی شہادت کے نقشے بنائے۔ خود انہیں یہ بھی سرودی کی محفل میں دہرائی گئی تھی۔

اور اخوند درویش کی چھپقاش عوام کے لئے گراؤن بھی ثابت ہوئی، ہزاروں کا ایک
 بڑا فائدہ یہ ہوا کہ پشتو ادیب کو ان کی باجی تقابلیت کے حقیقی تصنیف و تالیف کا
 ایک گرائفدہ سراہنے لگی۔ "میر ورتان اگر پیر نادگی کے تمام شعوبوں پر حاوی تھے
 لیکن ان کی فانی عظمت جہلت نمایاں ہے بلکہ پشتو ادیب کو زندہ کرنے، دیر کھٹے کا
 سہرا انہی کے سر ہے۔ انہوں نے پشتو شریک طرف کو ہر طرف گرا سے ترقی یافتہ دنیا
 اور ایک نئے نگینہ فکر کی بنیاد ڈالی اس نگینہ نگینے پر سے نئے نئے امور ادیب اور
 شاعر پیدا کئے اس اعتبار سے پشتو ادیب ان کے احسان سے کبھی عیب دہرا
 نہیں ہو سکتا۔" (۱۳۷)

ب: اہم خلفاء و اولاد۔

تحریک روشنیہ کے بانی بابرید انصاری در پیر روشن ۱۸۰۹ء میں وفات
 پائی لیکن آپ کی وفات کے ساتھ یہ تحریک ختم نہیں ہوئی بلکہ آپ کے خلفاء نے
 جو آپ کے پیٹھے تھے اور آپ کی پیروی نے اس تحریک کو جاری رکھا۔

بابرید انصاری کے پانچ بیٹے تھے۔ شیخ عمر، کمال الدین، شیخ نور الدین،

شیخ خیر الدین اور مولیٰ الدین۔ بابا کی وفات کے بعد شیخ عمر نے اپنے باپ کی
 تحریک کی قیادت کی اخوند درویش کے بیان کے مطابق "شیخ عمر اپنے باپ کی طرح
 اپنے آپ کو افتخاروں کا سرور اور تصور کرتا تھا یہاں تک کہ کوہِ سف زئی قبیلہ کے لوگوں
 نے اس کی ملاوحت کی بلکہ بعض تو اس کی تحریک میں شامل ہو گئے اور اسے شہر و
 خراج دینے پر آمادہ ہو گئے۔" (۱۳۸)

مولیٰ الدین کے بعد مولیٰ الدین نے جو حال کے نام سے مشہور ہوا اس تحریک کی
 قیادت کی جہاں بھی ایک لڑائی میں قید ہو اور اسے اکبر کے سامنے پیش کیا گیا

دخوند درویش نے سیدان غالی پاکر مولیٰ میں آیا کہنا شروع کر دیا
 یہاں پر سیدھی سی بات سمجھ نہیں آتی ہے کہ اخوند درویش نے بابرید کی لفت
 میں "خند" ل کر چھوڑ کر بعد میں آگے والوں کے لئے اپنی مخالفت کا جو انہی پیدا
 کر دیا۔ انہی کا وجہ ہے کہ آج کا بل میں "درویش" اور "میر" جو لوگ میر یا انہی پیدا
 پیر پر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں اس کی بنیاد بھی اخوند درویش کا غیر اعتدال
 رد ہے تھا۔ اگر خیر عابداری سے کام لیا جائے تو بلاشبہ ویشی یہ کہا جا سکتا ہے
 کہ بابرید انصاری نے سیاسی اور مذہبی میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیئے
 ہیں یہ وجہ ہے کہ ان کے مخالفین نے بھی خود انہیں بابا بھول یا اخوند درویش
 کی سیاسی و مذہبی خدمات کو سراہا ہے۔ صرف مذہبی معاملات میں اس کی
 مخالفت کی ہے اور اس پس منظر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ خصوصاً اخوند درویش نے
 مخالفت برائے مخالفت سے کام لیا۔ یعنی میر کا کارہائے استدارال پسند تھا اور
 اخوند درویش کا مشہور دائرہ بابرید کی ادبی خدمات کو آج کے ادباء اور مورخین
 نے بھی سراہا ہے۔ "پیر ورتان بھی معزز میں ملی مولیٰ پشتو شریک تھے والوں کے
 پیشرو ہیں انہوں نے پشتو نثر میں جس نئے نگینہ فکر کی بنیاد کی خوشحال خان شکی
 کے بعد تک پشتو کے تمام نثر نگار اس کی فکر پر چلتے رہے یہاں تک کہ ان کے حلیف
 اور مددگار اخوند درویش جو پیر ورتان کے حلقہ پر کے شدید مخالف تھے انہوں
 نے بھی اپنی تصانیف میں پیر ورتان کی اسے اسلوب کی تقلید کی۔" (۱۳۹)

یہ ایک حقیقت ہے کہ درویش صدی چھری میں یہ دونوں گروہ ایک ہی میں
 متصادم ہوئے۔ اور کفر کے فتوے مانگ کر رہے اور ان ہر دو نے لوگوں کو اپنا پیرو

پندرہستان آگئے اور جہاں گھیرے دلاستی اختیار کر لی۔ جہاں گھیرے نہیں انہیں اہم بہادر
پر قاف کر لیا۔

ان جہاں یوں ملی یہ شہید خاں بہت پست پیر اظہار کا ملک تھا۔ عقل سلیم،
صحن لہذا رک، خالی تھی اور سفاقت میں لچکا نہ دیکھا تھا اس کے ساتھ ہی باجوت
مرواگی، مروت، بہادر باہری اور تہذیب و اخلاق میں اپنی مثال آپ۔ یکے بعد
دوسرے کا کام کر رہا اور اس دوران بد حال کے جو ام اس کے اتنے گردیدہ ہوئے کہ
جہاں بہت خاں نے ایک مرتبہ چہا گھر کو لکھا کہ ”تم تمام لوگ جو رشیہ خاں کے ساتھ
ہیں، انتہائی غلوں کے ساتھ کام کرتے ہوئے ہیں مجھے تعجب ہے کہ باوجود اس
دشمندہی اور بہادری کے کوئی سرکشی کا خیال بھی نہیں کرتا۔ اس کو روکن سے
طلب کرتا کرتی مصلحت ہے۔“ (۱۳۹)

شہید شہید تحریک کی مخالفت اور اس کا

روشنیہ تحریک کی مخالفت اس کی ابتدا ہی سے شروع ہو گئی تھی اور اس میں

* کچھ عرصہ بعد یعنی ۱۹۳۵ھ میں جہاں گھیرے امداد کے خلاف طاقت، استقلال کی
خس کے پیرو میں وہ مارا گیا اس کی بیٹی کو قلعے کے گرفتار کر کے کی کو ششتر کی لکین اس نے
مرو چادریہیت کے قلعہ سے چھوڑا گس لگا دی، اھ مار پینا جانا خود سے دی لکین گرفتاری
زدی اس کے ساتھ ہی اس تحریک کا خاتمہ ہو گیا۔ امداد کے بڑے عبد القادر کو غلو
کی طرف سے منصف خاں پر فائر کر دیا گیا اور اس نے پشاور میں ۱۹۳۵ھ میں
وفات پائی۔

اکبر نے یہی مصلحت کی بنا پر اسے چھوڑ ڈرایا لیکن اکبر کی یہ مناسبت جلالہ کی
بہادر دیاں نہ حاصل کر سکیں اور اس نے پھر سے غلوں کے خلاف صف آراء کی
شروع کر دی اور ۱۹۳۲ء سے ۱۹۵۶ء تک جلالہ اور ملک زئی اور انخریوں کی مدد سے
اکبر کی فوجوں سے جو رد و تیرہ کی بینا ٹولیوں میں لڑتا رہا اگرچہ تیرہ کی ایک جنگ
میں اسے بہت زیادہ نقصان پہنچا لیکن اس کے بعد کچھ عرصے دو سال تک جلالہ
نے غلوں کو ہریشان کئے رکھا یہی سبب اکبر کو اس کے خلاف سخت کارروائی کرنی
پڑی جس کے لئے اکبر نے راجہ سائن سنگھ کو اس تحریک کا دم توڑنے کے لئے قہر
کیا جس کے ساتھ ۱۹۵۹ء میں درہ خیبر کے فوج میں سخت لڑائی ہوئی اور درہ خیبر
کے ہزاروں آدمی مارے گئے بہت سے قیدی ہوئے اور جلالہ نے بغاوت قہید کے
باں پیادہ حاصل کی وہ اس اپنی فوجت جمع کر کے غلوں پر حملہ آور ہوا لیکن شکست
اٹھائی چڑی گھر جلالہ نے بہت نہ باہری غلوں کو پریشان کرتا رہا یہاں تک کہ
۱۹۶۰ء میں غزنی پر قبضہ کر لیا اور یہی اس کے عروج کا زمانہ تھا جہاں پر غلوں سے
جنگ ہوئی جس میں جلالہ مارا گیا جس کے بعد شیخ مر کے لڑنے لینی باہر ہو کے پوٹے
امداد نے تحریک روک دینا کی کوشش کر دیا۔ امداد نے ۱۹۶۱ء تک اس تحریک کو
جاری رکھا لیکن اس دوران جلالہ کے لڑکے برست پور خاں اور باہری خاں خاں

* راجہ مان سنگھ کی بہن سے اکبر نے ۱۹۹۹ء میں شادی کی تھی۔ مان سنگھ پر پھر
کی فوج میں مناسبت تھی اور اس نے اسے دوست نامیوں کے خلاف تیرہ آوازوں کو غلوں کے
لئے بھیجی ۱۱ مارچ اس کی جاگیر میں دی بعد ازاں جنگاں مارا گیا اس کے تصرف میں تھے
مان سنگھ نے دکن میں وقت پائی اس سے لوگوں کی عقیدت کا یہ حال تھا کہ ساٹھ در
لوگوں نے اس کے ساتھ سستی ہو کر جان دی۔

دوسرا نقشہ بانیہ یہ سکیں۔ ہادی، اہل عقیدین تھا جس سے اس کا مدعی نبوت ہوتا تھا ہر جہے۔

۵۔ خیر الہیاء کی عبادت میں سے کچھ عمر لی پر مشتمل ہے جو ترکہ سب در تہیت کے اعتبار سے صحیح نہیں اور یہ کتاب صریحاً، فارسی، ہندی، اور پشتو پر مشتمل ہے اور ان تمام زبانوں کی حساباً رت سے اہل ملک کو نفرت ہے۔ خیر الہیاء کا کچھ حصہ اس نے لکھا ہے اور کچھ ظاہر زانی نے۔

۶۔ اس کی کتابوں میں اکثر نامادیت موضوع ہیں اور خود اس نے لکھی ہیں۔ حضرت فخر کا منکر تھا اور کہتا تھا جو جسم حلال یا حرام ہیں بڑھے ایک ستر تیر فلما ہوا ہے تو وہ دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا۔

۷۔ باج پر شطاعت کا منکر تھا۔

۹۔ اس کا سارا عمل تنکوں کا گھوسلہ تھا شریعت میں یہ حال تھا کرتکے پاؤں پھرتا کرتا کوئی چیز نئی پاؤں تھے نہ زندگی جانتے اور مردہوں کو بھی اس کی تعلیم دیتا اور پھر ایسا حال ہوا کہ اگر کسی سے ناراض ہو جاتا تو نہیں کٹھلیوں سے ملاتا اور ان کے مردوں پر خود اپنی گھوڑی دوڑاتا۔

۱۰۔ اس کے مردہوں اور غفلتوں پر عورتیں بھی شامل ہوتی تھیں جن کا مقصد لوگوں کے لئے شائستہ بنانا اور پھر انہیں اکٹھا کرنا تھا۔

۱۱۔ جو لوگ اس کے سر پر پہن جاتے وہ آخر کار مرنا زار اور نیک اعمال کو چھوڑ کر لوٹتا، بہرہ کا دی اور علماء کی مخالفت پر اتر آتے اور اسے

اخوند درویش نہ پانے بلکہ پھر جو الزامات عائد کئے ہیں اور جن کی بنا پر باخیزید کو عہد قرار دیا ہے۔ ان پر اگر بغیر حقیقت داری سے سوچا جائے تو اس کی توجہ برصغیر کا ملتا ہے کہ

سب سے آگے خیر بابا اور ان کے عقیدہ حضرت اخوند درویش تھے۔ درویش نے اپنی تصانیف میں اس تحریر کے بانی بانیہ انصاری کے عقائد کو نظر پر بات پر اعتراض کیا ہے اور بانیہ کو طعون کس قدر دیا ہے۔ درویش کو اسی طرح کا اظہار اپنی کتاب تذکرۃ الامیر اور انا شہر از میں اسی طرح کرتے ہیں۔ وہ اسی ماحول پر تیار کیا ہے مگر عورت بلو دہ اتہاب خوند اور فرور دہ (۲۰۰)

والد یہ طعون پیرا ایک پوشت کا منکر تھا۔ اور اپنی ابتداء کی تعجب میں کرتا تھا۔

اخوند درویش نے بانیہ پر کے عقیدہ پر جو اعتراضات کئے ہیں وہ کچھ اس طرح کے ہیں۔

۱۔ بانیہ کا عقیدہ باطن تھا اور وہ کافر کے ملائکہ کا ملکہ لایر و تھا اسی لئے وہ اپنے آپ کو کبھی کبھی جہدی اور کبھی پیر کا مل کہتا ہے اور اپنی ابتداء لوگوں کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔

۲۔ وہ اپنے آپ کو خدا کہتا۔ خدا کا منکر کہتا، یہ عقیدہ جو لوگوں کی مجلس سے اس نے حاصل کیا جو کہ اپنے آپ کو خدا کا اوتار قرار دیتے ہیں۔

۳۔ اس نے جو گہری سے عقیدہ شائع کا اثر قبول کیا جس میں انسان اپنے اعمال کی بنا پر مختلف جسم بدلتا ہے اور حیوان کی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے

۴۔ وہ نبوت کا مدعی بھی تھا، اور کہتا کہ میری میر سے پاس آتا ہے اور مجھ پر وحی نازل ہے اپنی کتاب خیر الہیاء کو الہامی کہتا کہ یہ خدا نے مجھ پر نازل کی ہے جس کا اثر مدت وہ میر ہے جس پر اس نے یہ انفا فاضل کر دئے تھے۔

”سلمان الملک، ابامری۔ بہرہ اور عالم قوری از تارہی۔ بانیہ پر انصاری اس نقش سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خدا کی کا مدعی تھا۔

بائیں بلکہ سے قبول ہوتے سے صوفی اس عقیدہ کے قائل وہ بچے ہیں جس سے میں
ابن عربی غوث الاعظم فرید الدین گیلانی حسین بن منصور حلاج اور بابا بہرہ بلبلہ کی
شامل ہیں۔

موازنہ

اس طرح ہم ایک طرف بیرونی نشان یا بیرونی عربی اور مذہبی عقائد کی
مشابہت میں محدود سمجھ سکتے ہیں تو دوسری طرف ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ
کچھ کہہ رہے ہیں جو ان کے بائیں بلکہ کے عقائد کی تردید کی ہے۔ جیسا کہ ان میں
اور علامہ سعید الدین نقشبانی نے وحدۃ الوجود کے عقیدہ کے قائل حضرات کے
خلاف قلم اٹھایا ہے البتہ ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ بیرونی نشان
تمام باتوں کے باوجود ایک بڑی روحانی قوت ہیں مگر ابھرے ان کے اقوال شرعی
کی توجیہ کسی نہ کسی رنگ میں کی جا سکتی تھی لیکن پھر بھی ہمہ اوست عقیدہ
مذکورہ کی ”کامیت کا دعویٰ، لوگوں کو اپنے آئینہ کی بنیاد اور سرکار و سرور اس
کے مسلک کے ایسے اجراء تھے جن کی وجہ سے بیرونی باہر اور اندر دروہ بڑھ جیتے ملاؤ
مشائخ اس کی مخالفت میں حق پر تیار تھے۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ابتداء میں یہ مخالفت خاص
مذہبی رنگ میں ہوئی اور اس میں کوئی سیاسی آمیزش نہیں تھی یہ ایک بات ہے
کہ بعد میں جب وہ شیعہ تحریک دینی تحریک کے ساتھ ساتھ ایک سیاسی تحریک
کے طور پر پورے اقبال پر عرصہ شروع ہوئی تو اس کی شکم کرنے میں مذہبی شہیدیتوں نے بھی
حصہ لیا اور درشتیہ تحریک کے سیاسی مخالفین نے مذہبی مخالفین کا سہارا بھی
لیا جس سے مذہبی مخالفین کو سیاست میں غوث ہوئے یا سیاسی شخصیتوں کی

۱۔ یہ صحیح ہے کہ بائیں بلکہ کی علمی استعداد کا قیام مضبوط تھی لیکن یہ کہ حقیقت ایک
علمی خاندان کا چشم چراغ بننے کی وجہ سے خیر الیہ ان اس کے لئے عقائد
کرنا کوئی بڑی بات نہ تھی۔

۲۔ یہ کہنا کہ بائیں بلکہ کی تعلیم سے اس کے سر پر پہ رادہ ہو گئے تھے اور نثار کے
پابندی نہ کرنے سے بچے صحیح نہیں ہے کیونکہ خود قول خود دروہ کے جواب
میں بائیں بلکہ کے ابا ٹھہرا اور اٹھنا وضع کی نمازی وہ اُس کے بھلا اور اس کے
مردوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ۴۶۲) نیز بائیں بلکہ نے اپنی کتابوں میں
وضو، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر احکامات کی پوری تحقیق کی ہے اور
مسائل پر بحث کی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بائیں بلکہ کا اسلام
اہمیت دیتا تھا۔

۳۔ جہاں تک یہ کہنا کہ بائیں بلکہ نے نورت کا دعویٰ کیا تھا اس کا وہ خود بائیں بلکہ نے
قاضی خان سے مباہلہ کے دوران کر دیا تھا۔ چنانچہ قاضی خان کے جواب
میں بائیں بلکہ نے اپنے تمام لوگ، اہل اہم اور وحی میں فرق نہیں کر سکتے اس لئے
میرے حاصرین ہمسار کی بنا پر یہ طعنہ دیتے ہیں کہ محمد وحی نازل ہوئی ہے۔
۴۔ شفاعت کے بارے میں ان خود دروہ نے بائیں بلکہ پر اعتراض تو کیا ہے
لیکن یہ نہیں بتایا کہ بائیں بلکہ کی کتاب میں اس کا ذکر ہے۔ بائیں بلکہ جو تلبہ
اپنے ایک مضمون میں ان میں سے کسی میں بھی شفاعت کے انکار یا اقرار کا ذکر
نہیں ملا کہ ہم کسی عقیدہ کے بارے میں حاشیہ پر اس کا ذکر نہیں کر سکتے۔

۵۔ بے دے کو صرف ایک یہ عقیدہ وہ بتاتا ہے جس کی بنا پر بائیں بلکہ کے عقائد
پر بحث کی جاسکتی ہے اور وہ ہے اس کا عقیدہ وحدۃ الوجود اور اس سے
خود درشتیہ واسے بھی انکار نہیں کرتے لیکن کیا حقیقت نہیں ہے کہ

مرید بنایا اس کی واقعات کے بعد اس کے بیٹے نے بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ لایا اور ہندوستان وکابل کا راستہ بند کر دیا جو مان سنگھ نے روشناسیوں کے خلاف جنگ ملٹی ۱۹۹۱ء میں جب جلا کے غصوں پر غلبہ پایا تو بعد میں مغلوں نے بری قوت سے اس کا مقابلہ کر کے اسے بھاگ جانے پر مجبور کیا۔ (۲۴۷)

فرشتہ آگے چل کر بانیہ پید کے مسلک کے بارے میں اس انداز سے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ۔ بانیہ کا مسلک اہل تصوف کا مسلک تھا ۹۴۹ء ہجری تک اس کے بہت سے مرید ہو گئے اور اس نے بے دریغ اور برا حکم خداوندی کے نافرمانوں کے ساتھ ہوا دشمنی کیا۔ ہر اے طریق کے پیروکار اور تصوفیوں نے بانیہ کی مخالفت کی اور اسے کافر و مرتد قرار دیا (۲۴۵)

۲۔ عبد القادر بدایونی۔

علامہ القادر بدایونی مشہب القراءت شیخ ہیں ۹۹۴ھ کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”تقریباً پچیس برس پہلے ایک ہندوستانی سپاہی نے اپنے پیچ پیروستانی خطاب جو پیر کیا اور افغانوں میں سے اکثر کو اپنے حلقہ اراستہ میں داخل کر لیا اس نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام خیر الیہاں رکھا ۹۸۹ھ میں جب اکبر کا بل سے آ رہا تھا اس کا ٹھکانہ جلا دہرہ کی عمر اسی چودہ برس تھی اکبر کی خدمت میں حاضر ہوا اکبر نے اسے دربار میں جگہ دی لیکن بعد کو وہ دربار چھوڑ کر چلا گیا اور افغانوں میں جا کر ایک فوج اکبری کی اور کابل کا راستہ غیر محفوظ کر دیا۔ تقریباً ۲۰ سال تک بعض فوج کو پریشان کرتا رہا جہاں تک اس نے ۱۰۲۰ ہجری میں غزنی پر قبضہ کر لیا۔ (۲۴۶)

حایت کرنے کے الزام سے بری الذمہ نہیں کیا جاسکتا۔

لہذا جسپ بھی مورخین و محققین اس تحریک کا ذکر کریں گے تو انہیں معلوم ہونی چاہیے کہ بانیہ بانیہ علی ترمذی رہبر یا بانیہ کو ایک ساتھ لے کر چلتا ہوا کہ۔ اور ایسا ہوتا بھی نہ کہ حسب بھی دعویٰ صدی ہجری کی تاریخ تحریر کی مورخ نہیں بانیہ بانیہ اسی اور ان کی تحریک کو نظر انداز کر کے۔

۶۔ روشنیہ تحریک پر مورخین و محققین کی آراء

روشنیہ تحریک اگرچہ جنوبی ایشیا کے دور دورہ ازا اور دشوار گزار علاقے میں سنگھ خ پٹیلوں کے درمیان ہر زمان چڑھتی۔ ایک ایسے علاقے میں جسپ سال آمد و رفت اتھوئی مشکل کا نام تھا۔ لیکن اس کی اہمیت اس قدر تھی کہ اس نے ہندوستان بھر کے اہل قلم کو اپنی طرف متوجہ کیا اور نہ صرف مسلم بلکہ غیر مسلم اہل قلم نے اس تحریک پر اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔ ان میں سے چند کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

۱۔ محمد قاسم فرشتہ۔

تحریک روشنیہ پر محمد قاسم فرشتہ نے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا ہے شہنشاہ اکبر نے راجستان سنگھ کو افغانان روشنی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا کیونکہ ایک ہندوستانی شخص نے اپنا نام پیر روشن رکھا اور افغانوں کو اپنا

* پیر روشن کو ہندوستانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش بالندھریں ہوئی ہندوستان آپ والد کے ہر اوچر شکر کے ہر چورہ کے علاقے وزیرستان پہلے آئے۔

جواب پر پیر نے اتفاقاً لوگوں کو اپنا پیغمبر بنا لیا اس سے پیشتر وہ زبان میں غیر الہیامیان لکھی جو مسطورہ حدیث کا وجود پر مدلل کی کتاب ہے جس میں دلائل ورائے و ہر اہل حق قاطع انداز میں احادیث اور اقوال پر رکھ کر ان سلف کی تائید و ثبات سے کام لیا گیا ہے حقیقت میں یہ کتاب ایسی نادر ہے کہ اگر انصاف سے کام لیا جائے تو ہر شخص اس سے فیضیاء ہو سکتا ہے۔ صاف دل پختوں اس کے شغف و کرمات سے اس کے گرویدہ ہو گئے اور تادم حیات عبادت حق، مسند نبوی کی ترویج، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں لگے رہے۔ اس کے سلسلے کی برکت اس وقت تک باقی ہے اس نے اپنے پیچھے عقائد کو مد کو چھوڑا جن میں سے ہر ایک اسلام کا ستون ہے اور

اس وقت تک دنیا ان سے وابستہ و متصل کر رہی ہے۔ ۱۳۸۸ھ

شیخ فرید نے اس تحریک کے عقائد و پیر ہی اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کسی

سلسلے میں وہ عقائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”مسلما نے اپنے والد کے مریدان

کی بھاری اکثریت کے ساتھ مل کر ہندوستان اور کابل کے درمیان آمد و رفت

کو مدلل کر دیا حال اللہین اکبر نے ٹری سوئی و نیپار کے بعد راجہ مات سنگھ کو

کابل میں جاگیر دے کر اس تحریک کو کچلنے کے لئے مقرر کیا۔ ۱۳۹۶ھ

تحریک اوشنہ کے آخری قائد اور بابر پر کے پوتے امدا کو شیخ فرید اس

طرح خراج عقیدت پیش کرے میں اس کی شجاعت و بہادری کی باتیں کی گئیں

میں کہیں انہیں لکھنے سے قاصر ہوں اس نے اپنی ساری زندگی پھاڑوں میں شاہی

دشمن سے جنگ و جدال میں کاٹ دی کبھی غالب ہوا اور کبھی مغلوب رہا۔ ۱۳۹۷ھ

۵۔ شاہد و ازخالت۔

ماثر الامار کی دوسری جلد میں اس تحریک کے بارے میں تفصیل مرقا کی

3. OLAF CAROE:

Bayzid the Koshnai left a great name and at though the tribe tide had begun to go against him in Yusuf Zai Territory, his son and grand son were able to mobilize strong tribe support in the hills and to maintain for years a spirit of independence. (16)

ترجمہ۔ بایزید کی ارد شہید تحریک کا نام مشہور رہی اگرچہ پورست ازبکوں

میں کچھ قبائل اس کے خلاف تھے لیکن بایزید کے بیٹے اور پوتے نے بہت سے

قبائل کی حمایت حاصل کر کے آزادی کی وہ تحریک جاری رکھی جسے اگر لوگ دیکھ

کی قوت بھی ایک عرصہ تک زندہ رکھی۔

۴۔ شیخ فرید بکر کی ۱۔

محمد بکر بکھری کے مشہور مورخ شیخ فرید بکر بکر نے اپنی مشہور کتاب

ذخیرۃ الخائنین میں جو اقوال نے ۱۰۶۰ھ میں لکھی اور جسے محمد رفیع علی اہل بکھری

جغیبت حاصل ہے۔ تحریک اوشنہ کے بانی بایزید کے بارے میں لکھتے ہیں

مقدور پیدا ہو گئے وہاں مخالفین کی بھی کوئی کمی نہ تھی۔ (۱۵۲۶ء)

۷۔ بائیزید کی کتاب ہر اطا التوحید کے مصحح عبد الشکور اس کی کتاب کے دریاچے میں لکھتے ہیں کہ بیسویں صدی کے اکثر تحقیقات اور روشنی خیال مفکرین کا خیال ہے کہ بائیزید انصاری درحقیقت ایک مصحح مبلغ، رہنما، سیاستدان اور ادیب تھے حضرت ابو عبدود یزید نے مذہبی تعصب، ذاتی عناد اور سیاسی اختلافات کی بنا پر انہیں بھی خدا اور زندگی ٹھہرایا۔ (۱۵۲۶ء)

مذکورہ بالا مورخین کی رائے کے بعد یا آسانی اس نتیجہ پر پہنچا جا سکتا ہے کہ بیروشن کی شخصیت اس کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی متاثر رہی لیکن اس کی، دشمنی اور سیاسی قوت سے کسی کی بھی انگڑائی نہیں رہی۔ جہاں تک بیروشنی ان کے عقائد کی مخالفت کا باعث ہے تو وہ کوئی نئی بات نہیں ہے صرف کے معانی میں ایسا جوتا رہا ہے۔

مذکورہ کرتے ہیں میں بائیزید کی پیدائش صوبہ سرحد میں اس کے قیام، اس کی صوفیائی زندگی، خیر البیان کی تصدیق اور مرزا امیر کے مدد میں اس کا کابل سے قاضی القضاہ سے مناظرہ، اس کی اولاد کی آکیر سے چھٹائی، جلال کافرانی پر قبضہ، اس کی جرأت و بہادری اور اس کے بعد پانچویں کی اولاد کا رولڈ شاہجہان میں جا کر مناصب حاصل کرنا اور چودہ، ۱۰۴۰ھ کے بعد اس کی ایک بے غور ویر کے بانی معصف لکھنا، بیہمال الدین جو حال کے نام سے مشہور ہے اس کا لاپ شخ بائیزید خلع شیعہ عبداللہ جو شیر و شانات بائیزید شنائی سے مشہور ہے وہاں کے ہندوستان پہنچنے سے چند سال پہلے جانندھرمی پیدا ہوا، حصول علم کے بعد ہستنا علاقوں میں چلا گیا۔ ۹۴۹ھ میں ہی اس نے خوب شہرت پائی اور اپنی کرامات کی بدولت افتخار قبول کر اپنے حلقہ امداد میں داخل کر لیا۔ ایک مہل کتاب خیر البیان و وعدہ الوجود پر مشتمل تھی۔ (۱۵۲۷ء)

۸۔ سید فارغ بناری اپنے ایک مقالہ مطبوعہ تاریخ ادبیات پاکستان میں اس تحریک کے بانی کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں: "خیر و خاتمہ اثر بہت وسیع تھا۔ مام مذہبی عقائد سے بہت کم آپ نے تو حیرت انگیز اختیارات کیا اور شرک و بدعت کی سختی سے مخالفت کی۔ اس طرح جہاں خدایوں کی تعداد میں آپ کے

۹۔ مصنف نے افتخار قبائل کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ اس دور میں یہ علاقے مغربی حکمرانوں کی طرف سے کابل میں قبیلن کے ذریعہ لکھنے کی کوشش کی جاتی تھی لیکن شیروخان اس کو پسند نہ کرتے تھے۔

۱۰۔ مصنف نے صرف لفظ کو ذکر کیا ہے حالانکہ یہ کتاب عربی، فارسی، پشتو و محالہ اور اردو کے چند الفاظ میں تحریر کردہ ہے۔

- ۷- خاوی خان ، نظام الملک ، پاشم علی خان ،
منتخب المساب " محوله سال ، ص- ۷۵

8- Claf Garoo, " The Pathan ", New York,
Macmillan & Co, Ltd., 1959, p-217.

- 9- انصاری ، بایزید ، " صورت تشریح " پشاور
اداره اشاعت سرحد ، ۱۹۵۲ ع- ص- ۱- ۲

- 10- دروېزه ، انوند ، " تلکرة الاسر و الاسرار "
پشاور : اداره اشاعت سرحد ، ص- ۱۵۲

- 11- مخلص ، علی محمد ، (مرتب) " حالنامه " از
بایزید : انصاری ، محوله سال ، ص- ۲۸۲

- 12- انصاری ، بایزید ، " صورت تشریح " محوله
سال ، ص- ۲۵

- 13- انصاری ، بایزید ، " صورت تشریح " محوله
سال ، ص- ۲۹

- 14- انصاری ، بایزید ، " صورت تشریح " محوله
سال ، ص- ۲۹

- 15- انصاری ، بایزید ، " صورت تشریح " محوله
سال ، ص- ۲۹

- 16- انصاری ، بایزید ، " صورت تشریح " محوله
سال ، ص- ۲۹

- 17- انصاری ، بایزید ، " صورت تشریح " محوله
سال ، ص- ۲۹

حواله جات باب ششم

- 1- محمد جهانگیر ، لاکٹر ، " شیخ المسلم میان
شیخ درویش " (مقالہ) مطبوعہ اورینٹل
کالج میگزین ، لاہور ، فروری ۱۹۵۵ ع- ص- ۵۷

- 2- محمد شفیع ، لاکٹر ، " بایزید انصاری "
مقالہ مطبوعہ سہ ماہی پشتو ، پشتو اکیڈمی
پشاور ، ترجمہ از عبد القدوس ، مولانا مستنیر
۱۹۵۹ ع- ص- ۲۰

- 3- فہمی ، شوکت علی ، مفتی ، " پشتوستان پر
مغلیہ حکومت " دہلی : بین و دنیا پبلشرز
کمپنی ، ۱۹۵۰ ع ، ص- ۲۸

- 4- نظام الملک ، پاشم علی خان ، " منتخب التلیب
کلیکھ : ایشیاٹک سوسائٹی ، ۱۸۶۹ ع ، ص- ۲۱۲

- 5- مخلص ، علی محمد (مرتب) " حالنامہ " از
بایزید انصاری ، پشاور : پشتو اکیڈمی (مخطوطہ)

- 6- ظہور الدین احمد ، لاکٹر ، " ابو الفل " مقالہ
مطبوعہ اداره تحقیقات پاکستان ، دانشگاہ پنجاب
لاہور ، ۱۹۷۵ ع- ص- ۲۱